

نبی مکرم نوز مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند و بالا شان و عظمت پر لکھا گیا عظیم و شان درود بنا کر درود تاج

# شرح درود تاج

علامہ ابوالتراب شاح:

محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

# شرح دُرُودِ تاج

شرح:

علامہ ابوالتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس  
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ  
اردو بازار، لاہور  
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

# شرح دُرُودِ تَاج

نام کتاب \_\_\_\_\_ دُرُودِ تَاج

شراح: \_\_\_\_\_ علامہ ابوالتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

ناشر \_\_\_\_\_ چوہدری غلام رسول

پرنٹرز \_\_\_\_\_ آصف صدیق، پرنٹر

قیمت \_\_\_\_\_ روپے

ملنے کے پتے

مِلّٰت پبلی کیشنز

۱۲۔ سچ بخش روڈ لاہور فون 042-37112941  
0323-8636778

مِلّٰت پبلی کیشنز

فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111

E-mail: millat\_publication@yahoo.com

شوروم مِلّٰت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464  
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

سٹریٹ مارکیٹ، غزنی سٹریٹ  
اردو بازار لاہور  
فون 042-37124354 فکس 042-37352795

پروگریسو بکس

## فہرست

صفحہ	عنوانات
15	دُرودِ تاج
	اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا
21	الہی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما!
21	حل لغات
21	سَيِّدُ الْعُلَمَاءِ (یعنی علماء کا سردار)
24	دُرودِ شریف
25	حضرت امام اعظم کا استغاثہ
26	مَوْلَانَا (ہمارے) مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
26	حل لغات
26	ہمارے مددگار
29	مُحَمَّدٍ ﷺ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
37	صَاحِبِ التَّاجِ ﷺ (جو صاحب تاج صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں)
39	خصوصِ نصوص ختمِ نبوت
40	خاتم النبیین
41	لوح محفوظ پر شہادت ختمِ نبوت
43	عمارتِ نبوت کی آخری اینٹ
50	آیہ التؤمنن یہ ولتتصر نہ کے بعض لطائف

صفحہ	عنوانات
82	وحی اول (۱)
84	وحی دوم (۲)
85	وحی سوم (۳)
86	وحی چہارم (۴)
87	وحی پنجم (۵)
88	وحی ششم (۶)
89	وحی ہفتم (۷)
90	وحی ہشتم (۸)
91	وحی نہم (۹)
91	وحی دہم (۱۰)
92	وحی یازدہم (۱۱)
93	وحی دوازدہم (۱۲)
93	وحی سیزدہم (۱۳)
94	وحی چہار دہم (۱۴)
95	وحی پانزدہم (۱۵)
95	وحی شانزدہم (۱۶)
96	وحی ہفدہم (۱۷)
97	وحی ہیجدہم (۱۸)
98	تذیل
100	وَالْمُعْرَاجِ (صاحب معراج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

صفحہ	عنوانات
104	معراج کب ہوئی؟
105	معراج کتنی بار اور کیسے ہوئی؟
105	دیدارِ الہی
108	مختصر تذکرہ معراج
111	سفر معراج کی سواریاں
111	سفر معراج کی منزلیں
112	بادل کٹ گیا
112	ایک ضروری تبصرہ
113	قصیدہ معراجیہ
121	وَالْبُرَاقِ (صاحب براق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
124	وَالْعَلَمِ (اور جھنڈے) (والے ہیں)
126	لواء الحمد
127	ہدایت کا جھنڈا
129	شبِ قدر میں بھی جھنڈے
	دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ ﷺ
131	(بلا اور وبا کو دور کرنے والے) (صلی اللہ علیہ وسلم)
147	سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل کشائی فرمائی
154	الجواب
155	عائدہ قاہرہ
170	فائدہ زاہرہ

صفحہ	عنوانات
170	نکتہ جلیلہ کلیہ
176	باب اوّل
176	فصل اوّل آیات کریمہ میں
178	فصل دوم احادیث عظیمہ میں
207	باب دوم
207	فصل اول آیات شریفہ میں
227	پنج آیت از تورات و انجیل و زبور مقدسہ
231	فائدہ عظیمہ
232	آیات و احادیث عطاے مفتح عالم بحضور پر نور مولائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
246	وَالْقَحْطِ (قحط) (دُور کرنے والے)
250	امّ معبد کی بکری
251	گذری میں لعل
252	سیاہ فام غلام
258	وَالْمَرِّضِ (مرض) (دُور کرنے والے)
259	آنکھ عطا کردی
260	گونگا بولنے لگا
261	سانپ کا زہر اتر گیا
261	ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہو گئی
261	تلوار کا زخم اچھا ہو گیا
262	اندھا بینا ہو گیا

صفحہ	عنوانات
262	قے میں کالا پلا گرا
263	جنون اچھا ہو گیا
264	جلا ہوا بچہ اچھا ہو گیا
264	مرض نسیان دور ہو گیا
264	آقائے آنکھوں کو روشن فرما دیا!
265	آقائے گلٹیوں کا علاج فرما دیا
265	آقا کے کرم سے دمہ کے مریض کو شفاء ملی
266	آقائے بڑص کا علاج فرمایا
266	آقائے ہاتھ کے آبلے دُرست کر دیئے
267	فالج و جذام والی بیٹی
273	وَالْأَلَمِ (دُکھ) (دُور کرنے والے)
274	میں صدقے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!
276	غمگین کے غم دور
277	قبر میں سزا کا ایک سبب
279	اسْمُهُ مَكْتُوبٌ (آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام نامی لکھا گیا)
279	پہلے کی کتب میں ذکر مصطفیٰ
279	موجودہ بائبل اور ذکر حضور ختم الزل صلی اللہ علیہ وسلم
288	اسماء مبارکہ
291	نام بلند کیا گیا
296	مَشْفُوعٌ (قبول شفاعت)



صفحہ	عنوانات
296	میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر
297	نام کی بلندی
	سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ
299	(آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب و عجم کے سردار ہیں)
301	جسم مقدس
302	جسم انور کا سایہ نہ تھا
303	مکھی، مچھر، جوڑوں سے محفوظ
303	جسم معطر
306	پاکیزہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
308	پھر اسی مضمون پر دوسری عبارت
310	کیا انبیاء کرام کے فضلات شریفہ پاک ہیں؟
311	قضائے حاجت کی جگہ سے مشک کی خوشبو آنا
312	انبیاء سے علاقہ رکھنے والی ہر شے طاہر ہے
312	اعلیٰ حضرت کی امام عینی شارح بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری سے محبت
312	انبیاء کے موئے مبارک، دندان شریف اور ناخن شریف کھانا کیسا؟
313	حلال و طیب میں فرق
313	طاہر و طیب کے معنی
314	نور والے آقا
326	رُخ انور
328	رُخ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت

صفحہ	عنوانات
329	بلند مقام
331	اہلِ دُنیا کے ہدایت کے چراغ
332	آپ ﷺ کا نور چراغ کے نور پر غالب
335	بیکسوں اور مجبوروں کی دستگیری فرمانے والے
339	تاریکیوں کے چراغ
342	اخلاقِ نبوت
346	امتوں کی شفاعت کرنے والے
347	انبیاء کا التجائے شفاعت
347	سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت
350	کرم والے آقا
352	روشنی بخش چہرہ
353	فتحِ مکہ کے دن کفارِ مکہ سے خطاب
356	وَاللّٰهُ عَاصِمُهُ (اللہ آپ ﷺ) کا نگہبان
356	نورِ محمدی ﷺ کی حفاظت
357	کفار سے حفاظت
360	ہجرتِ رسول کا واقعہ
361	کاشائے نبوت کا محاصرہ
364	غزوہٴ بنو نضیر
	وَجِبْرِيلُ خَادِمُهُ
366	(جبریل آپ ﷺ) کے خدمت گزار

صفحہ	عنوانات
366	جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آپ کے خادم
367	ستر ہزار فرشتوں کی خدمت
367	ملک الموت علیہ السلام بھی خادم
369	حضرت جبرائیل علیہ السلام مددگار
370	وَالْبُرَاقِ مَرْكَبَهُ (آپ ﷺ کی سواری بُراق)
371	معراج شریف
372	معراج کی حقیقت
	سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى مَقَامُهُ
375	(سدرۃ المنتہیٰ آپ ﷺ کا مقام)
376	دیدارِ الہی
	وَقَاتِ قَوْسَيْنِ مَطْلُوبُهُ وَالْمَطْلُوبُ مَقْصُودُهُ
	وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودُهُ
	(اور) قربِ خداوندی میں) قاتِ قوسین کا مرتبہ
	آپ ﷺ کا مطلوب ہے اور مطلوب ہی آپ کا
380	مقصود ہے اور مقصود آپ کو حاصل ہے)
388	سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ (نبیوں کے سردار)
400	جلوہ دوم جلال متعلقہ باخرت
411	خَاتِمِ النَّبِيِّينَ (نبیوں میں سب سے پیچھے آنے والے)
	شَفِيعِ الْمُنْذِرِينَ ﷺ
422	(گناہ گاروں کے بخشوانے والے ﷺ)

صفحہ	عنوانات
422	ابہ کرم
423	رضائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
425	احادیث الشفاعة
451	أَنِيسِ الْغَرِيْبِيْنَ (مسافروں کے غم خوار)
451	اعرابی کی مدد
453	مسلمان میت کے غمگسار آقا صلی اللہ علیہ وسلم
455	امت کی خواری
455	سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ وزاری
455	سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رنجیدہ ہو گئے
456	ہرنی کی غمگساری
458	رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ (دنیا جہان کے لیے رحمت)
	رَاحَةُ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاْقِيْنَ
461	(عاشقوں کی راحت مشتاقوں کی مراد)
462	خدا کے نزدیک گراں قدر
463	غلامی کو آزادی پر ترجیح
465	حبیب کی طرف لے آؤ
466	جنت میں آپ کا ساتھ
467	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت
469	فدائی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
472	تلوؤں سے چمٹالیا

صفحہ	عنوانات
475	زیارت کے لئے بیقرار
478	جوشِ اظہارِ غلبہ حق
481	شَمْسِ الْعَارِفِينَ (خدا شناسوں کے آفتاب)
	سِرَاجِ السَّالِكِينَ
484	(راہِ خدا پر چلنے والوں کے چراغ)
	مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِينَ
490	(مقربوں کے راہ نما)
490	بارگاہِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے مقربین
	مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسْكِينِ
524	(محتاجوں اور غریبوں اور مسکینوں سے محبت رکھنے والے)
524	سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خاندانِ سرکار کا فقیرِ اختیاری
528	سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ (جن و انس کے سردار)
529	انسانی چہرے والا جانور
532	جن نے اسلام کی ترغیب دلائی
533	جنوں کا سلام و پیغام
533	جن سانپ کی شکل میں آیا
535	نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ (حرمین کے نبی)
535	مکہ اور مدینہ کے نبی
	إِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ
539	(دونوں قبلوں (بیت المقدس و کعبہ) کے امام)

صفحہ	عنوانات
541	کعبہ افضل ہے
	وَسَيَلِّتَنَا فِي الدَّارَيْنِ
545	(اور دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ ہیں)
	صَاحِبِ قَابِ قَوْسَيْنِ
548	(وہ جو مرتبہ قاب قوسین پر فائز ہیں)
	مُحِبُّوْ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ
553	(دو مشرقوں اور دو مغربوں کے رب کے محبوب)
553	اللہ سے محبت کے لئے محبوب کی ضرورت
554	اللہ سے معافی کے لئے محبوب کی ضرورت
555	اللہ کی رضا معلوم کرنے کے لئے محبوب کی ضرورت
	جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
557	(حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے جد امجد)
557	فضائل امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
	مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ
559	(اور ہمارے اور (تمام) جن و انس کے آقا ہیں)
	أَبِي الْقَاسِمِ
563	یعنی ابوالقاسم
	مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
565	محمد بن عبد اللہ
565	خاندانی حالات

صفحہ	عنوانات
565	نسب نامہ
566	خاندانی شرافت
567	حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پاکدامنی
570	نُورٌ مِّنْ نُورِ اللّٰهِ (جو اللہ کے نور میں سے ایک نور ہیں)
	يَا أَيُّهَا الْمُسْتَأْقُونَ بِنُورِ جَمَالِهِ
575	(اے نورِ جمالِ محمدی کے مشتاقو!)
575	مقدّر والوں کے سودے
575	زیارتِ سرکارِ مصلیٰ ﷺ کا وظیفہ اعلیٰ حضرت کی زبان مبارک سے
576	شوقِ دیدارِ رسولِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
579	مشتاقِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ
582	حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت
	صَلُّوْا عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَآصْحَابِہٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
	(آپ مصلیٰ ﷺ پر اور آپ مصلیٰ ﷺ کی آل اور آپ کے
585	صحابہ پر درود و سلام بھیجو جو بھیجنے کا حق ہے)
585	حکم ربانی
586	صلوٰۃ کے معنی



## دُرودِ تاج

دُرودِ تاج بے پناہ فیوض و برکات کا منبع ہے اور یہ عاشقانِ رسول اکرم ﷺ کا محبوب و وظیفہ ہے۔ بے شمار صوفیا اور اولیاء نے یہ درود پاک خود پڑھا اور اپنے سلسلہ طریقت میں اپنے ارادت مندوں کو پڑھنے کی تلقین کی۔ اس درود پاک میں پڑھنے والے کو صاحبِ کشف بنا دینے کی خصوصیت بہت نمایاں ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص صاحبِ کشف بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ اس درود پاک کو روزانہ سو مرتبہ پڑھے اور تین سال تک یہی معمول جاری رکھے انشاء اللہ! اس عرصہ میں صاحبِ کشف بن جائے گا۔ اور اگر وہ اس سلسلے کو تاحیات جاری رکھے تو وہ صاحبِ روحانیت بن جائے گا، کیونکہ درود صفائی قلب کے لیے نہایت ہی اکیسر کا درجہ رکھتا ہے، اس لیے جو شخص اس درود پاک کو روزانہ کم از کم مرتبہ پڑھتا ہو اس کا دل گناہوں سے پاکیزہ ہو جاتا ہے اور نیک راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کی زیارت کا خواہش مند ہو تو وہ اسے شبِ جمعہ میں ۱۷۰ مرتبہ پڑھے اور ۴۰ جمعہ تک یہی عمل جاری رکھے انشاء اللہ شرفِ زیارت سے مشرف ہوگا۔

دفعِ سحر یا آسیب اور جنِ شیطین کے تنگ کرنے کی صورت میں اس درود پاک کو گیارہ مرتبہ پڑھیں، انشاء اللہ آسیب یا جن وغیرہ ہوا تو دفع ہو جائے گا۔ اضافہ رزق کے لیے بعد نمازِ فجر ۷ مرتبہ روزانہ وظیفہ کے طور پر پڑھنا روزی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ دشمنوں، ظالموں، حاسدوں اور حاکموں کی زیادتیوں سے بچنے کے لیے اسے روزانہ ایک بار پڑھنا ہی کافی ہے کسی نیک مقصد یا حاجت کے



لیے نصف شب کے بعد چالیس مرتبہ صدقِ دل سے پڑھنا بہت اکسیر ہے۔ شفاًئے  
امراض کے لیے پانی پر گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کرنا شفا یابی کا موجب ہوگا۔ اگر کوئی  
حُبِّ تسخیرِ خلق کے لیے اس کا عامل بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ چالیس رات خلوت  
میں بیٹھ کر اسے روزانہ ۱۱۱ مرتبہ پڑھے، انشاء اللہ چلہ مکمل ہونے پر جس کی طرف  
توجہ کرے گا وہی قائل ہو کر اسیر ہو جائے گا۔

بانجھ عورت کے واسطے اکیس خرموں پر سات دفعہ پڑھ کر دم کرے اور ہر روز  
ایک خرما اس کو کھلائے پھر بعد غسلِ طہارت اس سے ہم بستر ہو۔ خدا کے فضل سے  
فرزند صالح پیدا ہوگا۔ اگر عورت حاملہ کو کسی بھی قسم کا خلل ہو تو سات دن تک سات  
مرتبہ روزانہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائے۔ مالک کے فضل سے خیر ہوگی۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

اے الہی ہمارے آقا و مولیٰ محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما

صَاحِبِ التَّاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْبُرَاقِ وَ

جو صاحب تاج و معراج اور براق والے اور

الْعَلَمِطِ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ

جھنڈے والے ہیں جن کے دلے سے بلا و با قحط

وَالْمَرَضِ وَالْأَلَمِطِ إِسْمُهُ مَكْتُوبٌ مَّرْفُوعٌ

مرض اور دکھ دور ہوتا ہے آپ کا نام نامی لکھا گیا بلند کیا گیا

مَشْفُوعٌ مَّنْقُوشٌ فِي اللُّوْحِ وَالْقَلَمِطِ سَيِّدِ

قبول شفاعت کیا گیا اور لوح و قلم میں کھدا ہوا ہے آپ

الْعَرَبِ وَالْعَجَمِطِ جِسْمُهُ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ

عرب و عجم کے سردار ہیں آپ کا جسم نہایت مقدس

مُطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِطِ شَمْسِ

خوشبو دار پاکیزہ اور خانہ کعبہ و حرم پاک میں منور ہے آپ چاشت گاہ کے

الضُّحَى بَدْرِ الدُّجَى صَدْرِ العُلَى نُورِ الهُدَى

آفتاب اندھیری رات کے ماہتاب بلندیوں کے صدر نشین راہ ہدایت کے نور

كَهْفِ الوَزَى مِصْبَاحِ الظُّلْمِطِ جَمِيلِ

مخلوقات کی جائے پناہ اندھیروں کے چراغ نیک اطوار

الشَّيْمِطِ شَفِيعِ الأَمِطِ صَاحِبِ الجُودِ

کے مالک اُمتوں کے بخشوانے والے بخشش و کرم سے

وَالْكَرِمْطِ وَاللَّهُ عَاصِمُهُ وَجِبْرِيلُ خَادِمُهُ

موصوف ہیں اللہ آپ کا نگہبان جبریل آپ کے خدمت گزار

وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهُ وَالْبِعْرَاجُ سَفْرُهُ وَسِدْرَةُ

براق آپ کی سواری معراج آپ کا سفر سدرۃ

الْمُنْتَهَى مَقَامُهُ وَقَابِ قَوْسَيْنِ مَطْلُوبُهُ

المنتہی آپ کے مقام اور (قرب خداوندی میں) قاب قوسین کا مرتبہ آپ کے مطلوبہ

وَالْمَطْلُوبُ مَقْصُودُهُ وَالْبَقْصُودُ مَوْجُودُهُ

مطلوب ہے اور مطلوب ہی آپ کا مقصود ہے اور مقصود آپ کو حاصل ہے

سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ شَفِيعِ

آپ رسولوں کے سردار نبیوں میں سب سے پیچھے آنے والے گنہگاروں کے

الْمُذْنِبِينَ أَنْيْسَ الْغَرِيبِينَ رَحْمَةً لِلْعَلْبِينَ

بخشوانے والے مسافروں کے غم خوار دنیا جہان کے لیے رحمت

رَاحَةَ الْعَاشِقِينَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِينَ شَمْسِ

عاشقوں کی راحت مشتاقوں کی مراد خدا شناسوں کے

الْعَارِفِينَ سِرَاجِ السُّلَيْكِينَ مِصْبَاحِ

آفتاب راہِ خدا پر چلنے والوں کے چراغِ مقربوں

الْمُقَرَّبِينَ مَحَبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ

کے راہِ نما محتاجوں غریبوں اور مسکینوں سے

وَالْمَسْكِينَ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ

محبت رکھنے والے جن و انس کے سردارِ حرمین کے نبی

إِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسَيِّلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ

دونوں قبلوں (بیت المقدس و کعبہ) کے پیشوا اور دنیا و آخرت میں

صَاحِبِ قَابِ قَوْسَيْنِ مَحْبُوبِ رَبِّ

ہمارے وسیلہ ہیں وہ جو مرتبہ قاب قوسین پر فائز ہیں دو

الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ

مشرقوں اور دو مغربوں کے رب کے محبوب ہیں حضرت امام حسن

وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ أَبِي الْقَاسِمِ

اور حضرت امام حسین کے جدا مجد اور ہمارے اور (تمام) جن و انس کے آقا ہیں یعنی ابی القاسم

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نُورٌ مِّنْ نُورِ اللَّهِ يَا أَيُّهَا

محمد بن عبد اللہ جو اللہ کے نور میں سے ایک نور ہیں اے نورِ جمالِ محمدیہ کے

الْمُشْتَاقُونَ بِنُورِ جَمَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

مشتاقو! آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل اور آپ ﷺ کے صحابہ پر درود و سلام

وَأَصْحَابِهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

بھیجو جو بھیجنے کا حق ہے۔



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا  
الہی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما!

### حل لغات

سَيِّدًا: مالک، بادشاہ۔

فی القرآن المجید:

(وَأَلْفِيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ) (25/12)

آقا جس کے اس غلام اور نوکر چاکر ہوں، بڑی جماعت کا منتظم و متولی۔

(وَسَيِّدًا وَحْضُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ) (39/3)

ہر واجب الاطاعت شخص، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسل، یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے تعلق رکھنے والا ہر فرد۔ ہر چیز کا اعلیٰ و ارفع، جیسے کہا جائے: "القرآن سید الکلام"۔

سَيِّدُ الْعُلَمَاءِ (یعنی علماء کا سردار)

"إِنَّهُ السَّيِّدُ الْفَرْدُ الْإِمَامُ" یعنی یہ یکتا و یگانہ سردار و امام ہیں۔

سیدنا میں موجود ناعربی زبان میں ہمارے کے معنی میں آتا ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار

انبیاء علیہم السلام کے مراتب میں فرق ہے۔ بعضوں کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں۔ سب سے بڑا رتبہ ہمارے آقا و مولیٰ سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ

نے نبوت کا سلسلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ختم فرما دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی میں جمع فرمادیے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص کمالات بہت زائد ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ خدا کی راہ انبیاء علیہم السلام ہی کے ذریعے ملتی ہے اور انسان کی نجات کا دار و مدار انہیں کی فرمانبرداری پر ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الجن والانس	میں جن و انس اور ہر سرخ سیاہ کی
والی کل احمر واسود واحلت لی	طرف رسول بھیجا گیا، اور سب انبیاء سے
الغنائم دون الانبیاء وجعلت	الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی
لی الارض کلھا طهورا ومسجدا	گئیں، اور میرے لئے ساری زمین
ونصرت بالرعب اما می	پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری، اور
شہرا فاعطیت خواتیم سورة	میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب
البقرة وكانت من کنوز	سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی
العرش وخصصت بها دون	پچھلی کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا
الانبیاء فاعطیت المثنی	ہوئی، یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء
مکان التورة والمثنی مکان	سے جدا، اور مجھے تورات کے بدلے
الانجیل والحوامیم مکان	قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے
الزبور وفضلت بالمفصل وانا	کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سو سو

سید ولد ادم فی الدنیا  
والاخرة ولا فخر وانا اول تنشق  
الارض عنی وعن امتی ولا فخر  
بیدی لواء الحمد یوم القیامة  
وجمیع الانبیاء تحته ولا فخر  
والی مفاتیح الجنة یوم  
القیامة ولا فخر وبی تفتح  
الشفاعة ولا فخر وانا سابق  
الخلق الی الجنة یوم القیامة  
والا فخر وانا امامهم وامتی  
بالاثر۔ (دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الرابع  
عالم الکتب بیروت ۱/۱۳)

آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی  
سورتیں اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی  
کہ سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک ہے  
اور دنیا و آخرت میں میں تمام بنی ادم کا  
سردار ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔ اور سب  
سے پہلے میں اور میری امت قبور سے  
نکلے گی اور کچھ فخر نہیں، اور قیامت کے  
دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہوگا اور تمام  
انبیاء اس کے نیچے، اور کچھ فخر۔ اور  
میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں  
ہوں گی، اور کچھ فخر نہیں، اور مجھی سے  
شفاعت کی پہل ہوگی، اور کچھ فخر نہیں اور  
میں تمام مخلوق سے پہلے روز قیامت جنت  
میں تشریف لے جاؤں گا، اور کچھ فخر  
نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا اور  
میری امت میرے پیچھے۔ اللهم  
جعلنا منهم فیہم ومعہم مجاہہ  
عندک امین! اے اللہ! ہمیں کر دے  
ان سے، ان میں، اور ان کے ساتھ،  
اپنے محبوب کی وجاہت کے صدقے میں  
جو تیرے ہاں ہے۔ یا الہی! قبول فرما۔



حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید الناس یوم القیامة وهل تدرون مما ذلك یجمع الله الاولین والآخرین فی صعید واحد الحدیث بطولہ .  
میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں ، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کرے گا۔ پھر حدیث طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل باب قول اللہ تعالیٰ ذریۃ من حملنا مع نوح الخ ۲ / ۲۸۳ و ۲۸۵) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۱۱) (سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی الشفاعۃ حدیث ۲۳۳۲ دار الفکر بیروت ۳ / ۱۹۶) (مسند امام احمد حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۳۳۵)

### درود شریف

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہے۔ چنانچہ خالق کائنات جل جلالہ کا حکم ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے مومنو! تم بھی ان پر درود بھیجتے رہو اور ان پر سلام بھیجتے رہو جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے۔ (احزاب)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود شریف (رحمت) بھیجتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، الحدیث: ۴۰۸، ص ۲۱۶)  
 اللہ اکبر! شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کا کیا کہنا؟ ایک  
 حقیر و ذلیل بندہ خدا کے پیغمبر جمیل کی بارگاہِ عظمت میں درود شریف کا ہدیہ بھیجتا ہے تو  
 خداوندِ جلیل اس کے بدلے میں دس رحمتیں اس بندے پر نازل فرماتا ہے۔

درود شریف کے فضائل و فوائد بہت زیادہ ہیں یہاں بہ نظر اختصار ہم نے اس کا  
 ذکر نہیں کیا۔ خداوند کریم ہم تمام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی  
 توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت امام اعظم کا استغاثہ

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا  
 أَرْجُوا رِضَاكَ وَأَخْتِي بِحِمَاكَ  
 أَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ  
 كَلًّا وَلَا خُلِقَ الْوَرَى لَوْلَاكَ  
 أَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ  
 لِأَبِي حَنِيفَةَ فِي الْأَنْبَاءِ سِوَاكَ

(قصیدہ نعمانیہ)

ترجمہ: اے سید السادات! میں آپ کے پاس قصد کر کے آیا ہوں میں  
 آپ کی خوشنودی کا امیدوار ہوں اور آپ کی پناہ گاہ میں پناہ گزین  
 ہوں۔ آپ کی وہ ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی آدمی پیدا نہ کیا  
 جاتا اور نہ کوئی مخلوق عالم وجود میں آتی۔ میں آپ کے جود و کرم کا  
 امیدوار ہوں۔ آپ کے سوا تمام مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی سہارا نہیں!



## مَوْلَانَا (ہمارے) مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

### حل لغات

انہیہ میں لفظ مولا کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں۔ رب (پرورش کرنے والا) مالک۔ سردار انعام کرنے والا آزاد کرنے والا مددگار محبت کرنے والا تابع (پیروی کرنے والا) پڑوسی ابن العم (چچا زاد) حلیف (دوستی کا معاہدہ کرنے والا) غنقید (معاہدہ کرنے والا) صھر (داماد، سر) غلام آزاد شدہ غلام جس پر انعام ہوا جو کسی چیز کا مختار ہو۔ کسی کام کا ذمہ دار ہو۔ اسے مولا اور ولی کہا جاتا ہے۔ جس کے ہاتھ پر کوئی اسلام قبول کرے وہ اس کا مولا ہے یعنی اس کا وارث ہوگا وغیرہ۔

(ابن اثیر، التہلیہ، 5: 228)

### ہمارے مددگار

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝

اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو تمہارے پاس آجاویں پھر خدا سے مغفرت مانگیں اور رسول بھی ان کیلئے دعاء مغفرت کریں تو اللہ کو توبہ

قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ 5، النساء: 64)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد سے توبہ قبول ہوتی ہے اور یہ مدد زندگی سے خاص نہیں بلکہ قیامت تک یہ حکم ہے یعنی بعد وفات بھی

ہماری تو بہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی مدد سے قبول ہوگی بعد وفات مدد ثابت ہوئی۔ اسی لئے آج بھی حاجیوں کو حکم ہے کہ مدینہ منورہ میں سلام پڑھتے وقت یہ آیت پڑھ لیا کریں اگر یہ آیت فقط زندگی کے لئے تھی تو اب وہاں حاضری کا اور اس آیت کے پڑھنے کا حکم کیوں ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہانوں کے لئے رحمت۔

(پ 17، الانبیاء: 107)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کی رحمت ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی جہان تو رہے گا اگر آپ کی مدد اب بھی باقی نہ ہو تو عالم رحمت سے خالی ہو گیا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر

بنا کر۔ (پ 22، سبأ: 28)

اس ”لِّلنَّاسِ“ میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آئے اور آپ کی یہ مدد تا قیامت جاری ہے۔

وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا

عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۗ

اور یہ بنی اسرائیل کافروں کے مقابلہ میں اسی رسول کے ذریعہ سے فتح

کی دعا کرتے تھے پھر جب وہ جانا ہوا رسول ان کے پاس آیا تو یہ ان

کا انکار کر بیٹھے۔ (پ 1، البقرة: 89)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے بھی

لوگ آپ کے نام کی مدد سے دعائیں کرتے اور فتح حاصل کرتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد دنیا میں آنے سے پہلے شامل حال تھی تو بعد بھی رہے گی اسی لئے آج بھی حضور کے نام کا کلمہ مسلمان بناتا ہے۔ درود شریف سے آفات دور ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات سے فائدہ ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات سے بنی اسرائیل جنگوں میں فتح حاصل کرتے تھے۔ یہ سب بعد وفات کی مدد ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم! اب بھی بحیات حقیقی زندہ ہیں ایک آن کے لئے موت طاری ہوئی اور پھر دائمی زندگی عطا فرمادی گئی قرآن کریم تو شہیدوں کی زندگی کا بھی اعلان فرما رہا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ زندوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ فلاں عالم ہے، حافظ ہے، قاضی ہے اور مردوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عالم تھا، زندوں کے لئے ”ہے“ اور مردوں کے لئے ”تھا“ استعمال ہوتا ہے۔ نبی کا کلمہ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی زندگی میں پڑھتے تھے وہی کلمہ قیامت تک پڑھا جاوے گا کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ صحابہ کرام بھی کہتے تھے کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ہیں اور ہم بھی یہ ہی کہتے ہیں اگر آپ زندہ نہ ہوتے تو ہمارا کلمہ بدل جانا چاہئے تھا ہم کلمہ یوں پڑھتے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، جب آپ کا کلمہ نہ بدلاتو معلوم ہوا کہ آپ کا حال بھی نہ بدلا لہذا آپ اپنی زندگی شریف کی طرح ہی سب کی مدد فرماتے ہیں ہاں اس زندگی کا ہم کو احساس نہیں۔



مُحَمَّدٌ ﷺ  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس مفعول من مُحَمَّد.

الذی یُحَمَّدُ کثیرا.

لفظ ”محمد“ کے معنی ہیں: جس کی بہت تعریف کی گئی، بہت سراہا گیا۔  
یہ لفظ اپنی اصل حمد سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے تعریف کرنا۔ یہ نام ان  
کے دادا حضرت عبدالمطلب نے رکھا تھا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ  
قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۗ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ  
اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝ (سورۃ آل عمران: 144)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ  
النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (سورۃ الأَحزاب: 40)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ  
الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ كَفَرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصَدَحَ بِالْهَمِّ (سورۃ محمد: 2)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم  
المرتبہ، پروانہ شمع رسالت، مجددِ دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم  
شریعت، پیر طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری  
شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل یوں

ارشاد فرماتے ہیں:

اور محمد و احمد ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں:  
حدیث صحیحین و مسند احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس صحیحین  
و ابن ماجہ میں حضرت جابر معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا مِثْرِي . نَامِ بِرِنَامِ رَكُوْهُ اَوْ مِثْرِي  
بِكُنْيَتِي . كُنْيَتُهُ رَكُوْهُ .

(صحیح البخاری کتاب الادب باب من ثمی باسماء الانبیاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۵) (صحیح مسلم  
کتاب الادب باب النبی عن ائمتنی بابی القاسم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۶) (جامع الترمذی ابواب  
الادب باب ماجاء فی کراہیۃ الجمع الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۷) (سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب الجمع  
بین اسم النبی و کنیۃ صحیح ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۳) (مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت  
۳/ ۱۷۰) (المعجم الکبیر حدیث ۱۱۲۵۱۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۷۳) (کنز العمال بحوالہ طب عن ابن  
عباس حدیث ۴۵۲۱۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۴۲۱)

حدیث ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد عبداللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ  
عنه سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من ولد له مولود فسماه محمدًا حبابی وتبرکاً باسمی کان  
هو و مولوداً فی الجنة . جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری  
محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے  
لئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا  
دونوں بہشت میں جائیں۔

(کنز العمال بحوالہ الرافعی عن ابی امامہ حدیث ۴۵۲۲۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۴۲۲)

امام خاتم الحفاظ جلال الملہ والدین شیوٹی فرماتے ہیں:

هذا امثل حديث ورد في      جس قدر حدیثیں اس باب میں  
هذا الباب واسنادہ حسن۔      آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی  
سند حسن ہے۔

(رد المحتار بحوالہ السيوطي كتاب المحظر والاباحه فصل في البيع دار احياء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۶۸)  
ونازعه تلميذه الشامي بما      ان کے شامی شاگرد نے اس میں  
رده العلامة الزرقاني فراجعہ۔      نزاع کیا کہ جس کو علامہ زرقانی نے رد  
کیا تھا لہذا اس کی طرف رجوع کریں۔

حدیث (۵) حافظ ابوطاہر سلفی و حافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: روز قیامت دو شخص  
حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ،  
عرض کریں گے: الہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت  
کا نہ کیا۔

رب عزوجل فرمائے گا:

ادخلا الجنة فاني أليت      جنت میں جاؤ میں نے حلف فرمایا  
على نفسي ان لا يدخل النار      ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں  
من اسمه احمد ومحمد۔      نہ جائے گا۔

(الفردوس برآثور الخطاب حدیث ۷۸۸۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۳۸۵)

یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن و حدیث و صحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی  
صحیح العقیدہ ہو، کمانص علیہ الائمتہ فی التوضیح وغیرہ (جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ائمہ کرام  
نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت) ورنہ بد مذہبوں کے لئے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی  
ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں، بد مذہب اگرچہ حجر اسود و مقام



ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ و بیہقی نے و ابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابو امامہ و حذیفہ و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیں،

(۱) کنز العمال بحوالہ قطنی الافراد حدیث ۱۱۲۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱ / ۲۲۳ (العلل)

المتناہیۃ باب ذم الخوارج حدیث ۲۶۱ و ۲۶۲ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱ / ۱۶۳

اور فقیر نے اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ لکھیں تو محمد عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خان کی طرح کفار جن کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

حدیث (۶) ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

قال الله تعالى عزوجل رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا اپنی  
وعزتی وجلالی لا اعذب احدا عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے  
تسمی باسمک بالنار یا محمد۔ نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں  
گا۔

(تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر القسبی باب فضل اسمہ واسم الانبیاء کتب خانہ مجید یہ ملتان ص ۸۹)

حدیث (۷) حافظ ابن بکیر امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، حدیث (۸) دیلمی مسند الفردوس میں موقوفاً راوی کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، حدیث (۹) ابن عدی کامل اور ابوسعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اطعم طعام علی جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا  
مائدة ولاجلس علیها وفيها کھائیں اور ان میں کوئی محمد یا احمد نام  
اسمی الا قَدْ سُوا كل یوم کا ہو وہ لوگ ہر روز دو بار مقدس کئے  
مرتین۔ جائیں۔

(اکال لابن عدی ترجمہ احمد بن کنانہ شامی دارالفکر بیروت ۱/۱۷۲)

حاصل یہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دو بار امکان میں  
رحمت الہی کا نزول ہو۔ لہذا حدیث امیر المؤمنین کے لفظ یہ ہیں:

مامن مائدة وضعت فحضر کوئی دسترخوان بچھایا نہیں گیا کہ  
علیها من اسمہ احمد و محمد الا اس پر ایسا شخص تشریف لائے جس کا نام  
قدس الله ذلك المنزل كل یوم احمد اور محمد ہو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
مرتین۔ وسلم) تو اللہ تعالیٰ ہر روز دو بار اس گھر کو  
تقدس بخشتا ہے یعنی مقدس کرتا ہے  
(اور ہر روز دو بار وہاں اس کی رحمتوں  
کا نزول ہوتا ہے۔ مترجم)۔

(الفردوس برآئور الخطاب عن علی ابن ابی طالب حدیث ۷۶۱۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/۴۳، ۴۴)

حدیث (۱۰) ابن سعد طبقات میں عثمان عمری مرسل راوی، رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما ضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد و محمدان و ثلثہ۔ تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر  
اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین  
محمد ہوں۔

(کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عثمان العری مرسل حدیث ۴۵۲۰۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/۴۱۹)

ولہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجیوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدا مقرر کئے بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے پانچ محمد اب موجود ہیں <sup>سکھم</sup> اللہ تعالیٰ وعافا ہم والی مدارج الکمال رقاہم (اللہ تعالیٰ ان سب کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اور انہیں مدارج کمال تک پہنچائے۔ ت) اور پانچ سے زائد اپنی رہ گئے جعلہم اللہ لنا اجرا و ذخرا و فرطا برحمته و بعزة اسم محمد عندہ امین (اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے صدقے اور اسم محمد کی اس عزت و توقیر کے صدقے جو اس کی بارگاہ میں ہے ہمارے لئے اپنی رحمت اور ان کی ذات کو ذریعہ اجر، ذخیرہ اور پیشرو بنادے، آمین۔)

حدیث (۱۱) ظرائفی و ابن الجوزی امیر المؤمنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اجتمع قوم قط فی  
مشورۃ و فیہم رجل اسمہ محمد  
لم یدخلوۃ فی مشورۃہم الا لم  
یبارک لہم فیہ۔  
جب کوئی قوم کسی مشورے کے  
لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام  
کا ہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک  
نہ کریں ان کے لئے مشورے میں  
برکت نہ رکھی جائے۔

(العلل المتناہیۃ باب فضل اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ۲۶۷ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/۱۶۸)  
حدیث (۱۲) طبرانی کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من ولد له ثلاثة فلم یسم  
احدہم محمدا فقد جہل۔  
جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان  
میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

(المعجم الکبیر حدیث ۱۱۰۷۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۷۱)

حدیث (۱۳) حاکم و خطیب تاریخ اور دہلی مسند میں امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم الولد محمداً جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی  
فاکرمواہ و اوسعوا له فی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ  
المجلس و الاتقبحوا له و جہا۔ کشادہ، اور اسے برائی کی طرف نسبت  
نہ کرو اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

(تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن اسمعیل العلوی ۱۰۸۲ دارالکتب العربیہ بیروت ۳/۹۱)

حدیث (۱۴) بزار مسند میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم محمداً فلا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ  
تضربوہ ولا تحرموہ۔ مارو نہ محروم رکھو۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار باب کریمۃ اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ۱۹۸۸ بیروت ۲/۴۱۳)

حدیث (۱۵) فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابو شعیبہ حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کی:

من اراد ان یکون حمل زوجتہ ذکر فلیضع یدہ علی بطنہا ولیقل ان کان ذکر فقد سمیتہ محمداً فانہ یکون ذکر۔ جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے: اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ ان شاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔

(فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی)

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما کان فی اہل بیت اسم  
محمد لا کثرت برکتہ ذکرہ  
جس گھروالوں میں کوئی محمد نام  
کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی  
المناوی فی شرح التیسیر تحت  
الحديث العاشر والزرقانی فی  
ہے (دسویں حدیث کے ذیل میں علامہ  
مناوی نے اس کو شرح تیسیر میں ذکر فرمایا  
شرح المواہب۔ اور اسی طرح علامہ زرقانی نے شرح

مواہب اللدنیہ میں ذکر کیا ہے۔ ت)

(التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ما ضرا حد کم الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/۳۵۲)

بہتر یہ ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ  
ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ص ۶۸۲-۶۸۳ ج ۲۳ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



## صاحبِ التَّاجِ ﷺ

### جو صاحبِ تاجِ صلی اللہ علیہ وسلم (ہیں)

تاج: بادشاہی ٹوپی۔ تاج: Crown

جگ راج کوتاج تورے سر سو

ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

بلاشبہ جتنے فضائل و کمالات خزانہ قدرت میں ہیں سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے، اللہ عزَّ وَّجَلَّ فرماتا ہے:

وَأَنْتُمْ نِعْمَتُهُ عَلَيْكُمْ

ترجمہ کنز الایمان: اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کریگا۔ (پ ۱۲، یوسف: ۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مَدَارِجُ النُّبُوَّةِ میں فرماتے ہیں:

ہر نعمتے کہ داشت خدا اللہ عزوجل نے اپنی تمام نعمتیں

شد برو تمام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تمام

کردیں۔

(مدارج النبوۃ بیان عقل ودر علم، ج اول، ص ۳۶)

نبیوں میں سب سے افضل سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں چنانچہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں۔“ اولادِ آدم عرف میں نوعِ انسانی کے لئے جس میں سیدنا آدم علیہ السلام بھی داخل ہیں بولا جاتا ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ: ”آدم اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔“ یہ حدیث آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

فضیلتِ مطلقہ کے مقصد میں ظاہر تر اور بہت صریح ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد صاحبِ فضیلت حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) ہیں، پھر حضرت موسیٰ پھر عیسیٰ اور نوح (علیہم السلام) ہیں اور یہ پانچوں حضرات اولوا العزم ہیں جو سب رسولوں اور نبیوں میں افضل اور بزرگ تر ہیں، راہِ حق میں ان کا صبر و مجاہدہ سب سے زیادہ ہے۔

تو بے واسطہ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) تک پہنچنے والے صرف ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ ہی سبب ہے کہ روزِ قیامت تمام انبیاء، اولیاء و علماء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ شفاعت فرمائیں گے، ان کی شفاعت حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوگی۔ بارگاہِ عزت (عَزَّ وَجَلَّ) میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ولھذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا:

اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا  
فَخْرٍ  
اور یہ کچھ براہِ فخر نہیں فرماتا۔

(ملفوظا، مسند احمد، الحدیث ۲۱۳۱۳، ج ۸، ص ۵۳)

حضور شافع شفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا كان يوم القيمة كنت	روزِ قیامت تمام انبیاء کا امام
امام النبیین وخطیبہم	اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں اور یہ بات کچھ براہِ فخر نہیں فرماتا۔ اسے امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے صحیح سندوں سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
وصاحب شفاعتہم غیر فخر۔	
رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ والحاکم باسناد صحیحہ	
عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	

(جامع الترمذی ابواب الجنائز امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۲۲)  
 مالک شفاعت صرف حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، اور جو کوئی  
 شفاعت کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے کرے گا۔ شفیع المذنبین صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعطیت الشفاعة ۱۔ شفاعت مجھے عطا فرمادی گئی  
 رواہ البخاری ومسلم ہے۔ اسے بخاری، مسلم اور نسائی نے  
 والنسائی عن جابر بن عبد اللہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث روایت کیا۔ اس حدیث میں کہ مجھے پانچ  
 اعطیت خمساً لم یطعن احدٌ چیزیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کے انبیاء  
 من الانبیاء قبلی ۲۔ کو نہ ملیں۔

(۱) صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجداً قدیمی کتب خانہ کراچی  
 (۲) صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجداً قدیمی کتب خانہ  
 کراچی ۱/۶۲)

### خصوص نصوص ختم نبوت

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

فضلت علی الانبیاء میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے  
 بست اعطیت جوامع الکلم و فضیلت دیا گیا، مجھے جامع باتیں عطا  
 نصرت بالرعب واحلت لی ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب  
 الغنائم وجعلت لی الارض ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے  
 مسجدا و طهورا وارسلت الی لئے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لئے  
 الخلق كافة و ختم بی النبیون۔ زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار



دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی  
اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم کئے  
گئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب مواضع الصلوٰۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۱۹۹)

### خاتم النبیین

دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں  
اور ابو نعیم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا قائد المرسلین ولا فخر، میں تمام رسولوں کا پیش رو ہوں اور  
وانا خاتم النبیین ولا فخر، وانا بطور فخر نہیں کہتا، میں تمام پیغمبروں کا خاتم  
شافع و مشفع ولا فخر۔ ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب  
سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب  
سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور  
بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم۔

(سنن الدارمی، حدیث ۵۰، باب ما اعطی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الفضل دار الحمان قاہرہ مصر، ۱/۳۱)  
احمد و حاکم و بیہقی و ابن حبان و عرابض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی مکتوب عند اللہ فی ام بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور  
الکتاب لخاتم النبیین وان لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور  
ادم لمنجدل فی طینتہ۔ ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

(المسرح كتاب التاريخ، ذكر اخبار سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم دار الفكر بيروت، ۲ /

۶۰۰) (كنز العمال حديث ۳۲۱۱۳، مؤسسة الرسالة، بيروت، ۱۱/ ۴۴۹)

آدم سروتن بآب و گل داشت

کو حکم بملک جان و دل داشت

(حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم بحکم خداوندی جان و دل سے سرفراز تھے۔)

### لوح محفوظ پر شہادت ختم نبوت

مواہب لدنیہ و مطالع المسرات میں ہے:

اخرج مسلم في صحيحه	یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت
من حدیث عبد الله بن عمرو بن	عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
العاص عن النبي صلى الله	ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تعالى عليه وسلم انه قال ان	فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے زمین
الله عزوجل كتب مقادير	و آسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس
الخلق قبل ان يخلق السموات	پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی
والارض بخمسين الف سنة	پر تھا منجملہ ان تحریرات کے لوح محفوظ
فكان عرشه على الماء، ومن	میں لکھا بیشک محمد خاتم النبیین ہیں صلی اللہ
جملة ما كتب في الذكر وهوام	تعالیٰ علیہ وسلم۔
الكتاب ان محمدا خاتم	
النبیین۔	

ثم قال بعد هذا في  
المواهب وعن العرباض بن  
پھر اس کے بعد مواہب میں فرمایا  
اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ساریۃ ۱۔ فذكر الحديث المذكور أنفاً و قال بعده في المطالع وغير ذلك من الأحاديث ۲۔ اھ وقال الزرقانی بعد قوله ان محمداً خاتم النبیین فان قيل الحديث یفید سبق العرش علی التقدير وعلی کتابة محمد خاتم النبیین ۳۔ الخ فافادوا جميعاً انه بتمامه حديث واحد مخرج هكذا في صحيح مسلم والعبء الضعیف راجع الصحيح من كتاب القدر فلم یجد فيه الا ائی قوله وكان عرشه علی الماء وبهذا القدر عزا له فی المشکوٰۃ والجامع الصغیر والكبیر وغيرها فالله اعلم۔

سے مروی ہے ابھی مذکور حدیث کو ذکر کیا اور اس کے بعد مطالع السمرات میں فرمایا اس کے علاوہ احادیث میں ہے اھ، اور علامہ زرقانی نے اپنے قول ”تحقیق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں“ کے بعد فرمایا اگر اعتراض ہو کہ حدیث سے عرش کی تخلیق، تقدیر اور محمد خاتم النبیین لکھنے سے قبل کا فائدہ دے رہی ہے الخ، تو ان سب نے افادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب ایک حدیث ہے جس کو صحیح مسلم میں تخریج کیا ہے جبکہ اس عبد ضعیف نے صحیح مسلم کی کتاب القدر کو دیکھا تو اس میں صرف ان کا قول یہ پایا ”وكان عرشه علی الماء“ اس کا عرش پانی پر تھا، اور اسی قدر کو مشکوٰۃ میں صحیح مسلم و جامع صغیر و کبیر وغیرہما کی طرف منسوب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے۔

(۱) - المواہب اللدنیۃ، باب سبق نبوتہ، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱/ ۵۷ (مطالع

السمرات، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۹۸) (۲) - مطالع السمرات، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص

(۹۸) (۳) - شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول، دار المعرفۃ، بیروت، ۱/ ۳۱

## عمارتِ نبوت کی آخری اینٹ

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبد اللہ اور احمد و شیخین حضرت ابو ہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابو سعید خدری اور احمد و ترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بالفاظ متناسبہ و معانی متقاربہ راوی حضور خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی و مثل الانبیاء	میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی
کم مثل قصر احسن بنیانہ ترک	ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور
منہ موضع لبنة فطاف به	اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی،
النظار يتعجبون من حسن	دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرنے
بنیانہ الاموضع تلك اللبنة	اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر
فكنت انا سددت موضع	وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں
اللبنة ختم بي البنيان وختم	کھلتی، میں نے تشریف لا کر وہ جگہ بند
بي الرسل ا۔ ، وفي لفظ	کی، مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی، مجھ
للشيخين فانا اللبنة وانا خاتم	سے رسولوں کی انتہا ہوئی، میں عمارت
النبیین ۲۔	نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام
	انبیاء کا خاتم ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱) مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ متفق علیہ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبع مجتہبائی دہلی، ص ۵۱۱) (۲) صحیح البخاری، باب خاتم النبیین، قدیمی کتب، کراچی، ۱/۵۰۱) (صحیح مسلم، باب ذکر کونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/۲۳۸) (فتاویٰ رضویہ شریف ص ۶۶۳-۶۶۵ ج ۱۵ رضافاؤنڈیشن لاہور)

میرے آقا علیٰ حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرزیت،

پروانہ شمعِ رسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیِ سُنَّت، ماحیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و بَرکت، حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں صاحبِ تاج کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں:

پہلی آیت: اللہ تبارک و تعالیٰ نے	آیتِ اوئی: قال تبارک
فرمایا، اور یاد کراے محبوب! جب خد	وتعالیٰ: واخذ الله میثاق
انے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو	النبیین لما اتیتکم من کتب
کتاب و حکمت دوں، پھر تمہارے پاس	وحکمة ثم جاءکم رسول
آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو	مصدق لما معکم لتؤمنن به
تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ہی اس پر	ولتنصرنه قال ءاقررتم
ایمان لانا، اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔	واخذتم علی ذلکم اصری ط
پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا، اور اس پر	قالو اقررنا قال فاشهدوا وانا
میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب انبیاء نے عرض	معکم من الشہدین فمن تولی
کی کہ ہم ایمان لائے۔ فرمایا تو ایک	بعد ذلک فاولئک ہم
دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی	الفاسقون۔ (القرآن الکریم ۸۱/۳)
تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ اب	
جو اس کے بعد پھرے گا تو وہی لوگ بے	
حکم ہیں۔	

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولیٰ المسلمین امیر المؤمنین جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی:

لم یبعث الله نبیا من یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ

ادم فمن بعده الاخذ عليه والاسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء  
 الهعد فی محمد صلی اللہ تعالیٰ بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم لئن بعثت وهو حی علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا کہ  
 لیؤمنن بہ ولینصرتہ ویأخذ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہو تو وہ  
 العہد بنیک علی قومہ۔ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے  
 اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد

(المواہب اللدنیہ عن علی المقصد الاول اخذ العہد علی الانبیاء المکتب الاسلامی بیروت ۱/۶۶) (جامع  
 البیان (تفسیر الطبری) تحت آیہ ۳/۸۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۸۷)  
 اسی طرح جبر اللائمہ عالم القرآن حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 سے مروی ہوا، رواہ ابن جریر اے وا بن عساکر وغیر ہما (اس کو ابن جریر اور ابن  
 عساکر وغیرہ نے روایت کیا۔)

(۱) جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیہ ۳/۸۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۸۷  
 بلکہ امام بدر زکشی و حافظ عماد بن کثیر و امام الحافظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے  
 اسے صحیح بخاری کی طرف نسبت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ونحوہ اخرج الامام ابن اور اس کی مثل امام ابن ابی حاتم  
 ابی حاتم فی تفسیرہ عن نے اپنی تفسیر میں سدی سے روایت کیا  
 السدی کہا اور دہ الامام جیسا کہ امام اجل سیوطی علیہ الرحمہ نے  
 الاجل السیوطی فی الخصائص خصائص کبریٰ میں وارد کیا ہے۔  
 الکبزی۔

زرقانی نے کہا: شامی نے فرمایا ہے کہ میں اس کو صحیح بخاری میں نہیں پاسکا۔

(الخصائص الكبرى باب خصوصية باخذ الميثاق على النبيين الخ مركز اہل سنت برکات رضا گجرات ہند)

(۸/۱) (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول دار المعرفہ بیروت ۱/۴۰)

اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و الثناء نشر مناقب و ذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس و محافل ملائک منزل کو حضور کی یاد و مداح سے زینت دیتے، اور اپنی امتوں سے حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں کنواری بتول کا ستھرا بیٹا مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ مبشر ابر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

(القرآن الکریم ۶۱/۶)

(اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد

ہے۔ ت) کہتا تشریف لایا۔ اور جب سب ستارے روشن مہ پارے ممکن غیب میں گئے آفتاب عالم تاب ختمیت مآب نے باہزاراں ہزار جاہ و جلال طلوع اجلال فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین و بارک و سلم دھر الداھرین (اللہ تعالیٰ آپ پر اور دیگر تمام رسولوں پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔)

ابن عساکر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لم یزل اللہ یتقدم فی	ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ
النہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ	علیہ و سلم کے بارے میں آدم اور ان کے
وسلم الی آدم فمن بعدہ ولم	بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے
تزل الامم تتبأشر بہ	پیشگوئی فرماتا رہا، اور قدیم سے سب
وتستفتح بہ حتی اخرجہ اللہ فی	امیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں
خیر امة، و فی خیر قرن و فی خیر	مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے

اصحابِ وفی خیر بلد۔ اعداء پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر باب خصوصیت باخذ الميثاق الخ مرکز اہلسنت عجمت ہند ۱/۸۰۸) اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے:

وكانوا امنوا قبل یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے  
يستفتحون على الذين كفروا کافروں پر اس کے وسیلہ سے فتح چاہتے،  
فلما جاءهما عرفوا كفروا به پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس  
فلعنة الله على الكافرين۔ تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھٹکار  
(القرآن الکریم ۲/۸۹) منکروں پر۔

علماء فرماتے ہیں: جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے:

اللهم انصرنا عليهم الٰہی! مدد دے ان پر صدقہ نبی آخر  
بالنبي المبعوث في آخر الزمان الزمان کا جس کی نعت ہم تورات میں  
الذی نجد صفتہ فی التورۃ۔ پاتے ہیں۔

(الدر المنثور تحت الآیۃ ۲/۸۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۹۶)

اس دعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی۔

اسی پیمان الٰہی کا سبب ہے کہ حدیث میں آیا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لو ان قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری  
موسىٰ کان حیثا الیوم ما وسعہ جان ہے آج اگر موسیٰ دنیا میں ہوتے تو



الا ان يتبعنى . اخرجہ الامام احمد ا۔ والدارمى والبيهقى فى شعب الایمان عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنهما . ابو نعیم فى دلائل النبوة واللفظ له عن امیر المؤمنین ۲۔ عمر الفاروق ہیں۔) رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی (اس کو امام احمد، دارمی اور شعب الایمان میں بیہقی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابو نعیم نے دلائل النبوة میں امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور لفظ ابو نعیم کے

(۱۔ مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۳۸۷) (۲۔ دلائل النبوة لابى نعیم الفصل الاول عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۸)

اور یہی باعث ہے کہ جب آخر الزمان میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے، آنکہ بدستور منسب رفع نبوت و رسالت پر ہوں گے، حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے، حضور کے ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کیف اتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ اخرجہ الشیخان: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کیسا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (اس کو شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

(صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۹۰) (صحیح مسلم

کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۷)

اور اس عہد واثق کی پوری تائید و توكید حق عز جلالہ نے تورات مقدس میں فرمائی جس کی بعض آیتیں ان شاء اللہ تائش اول بیگل دوم میں مذکور ہوں گی۔

امام علامہ تقی الملتہ والدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ ”التعظیم والمنہ فی المؤمن بہ ولتتصر نہ“ لکھا۔ اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں، اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی۔ حضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے، اور حضور کا ارشاد ”و کنت نبیا و آدم بدن الروح والجسد“ (میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔) اپنے معنی حقیقی پر ہے۔ (۱۔ المسد رک للمحکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۲/۶۰۹)

(کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۱۹۱۷۳۲۱۱۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۳۰۹ و ۳۵۰)

اگر ہمارے حضور حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے، ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے۔ اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرا تمام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اقتداء کی، اور اس کا پورا ظہور بروز نشور ہوگا جب حضور کے زیر لواء آدم و من سوا کافہ رسل و انبیاء ہوں گے، صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین۔ یہ رسالہ نہایت نفیس کلام پر مشتمل جسے امام جلال الدین نے خصائص کبریٰ اور امام شہاب الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ اور ائمہ مابعد نے اپنی تصانیف مدیہ میں نقل کیا اور اسے نعمت عظمیٰ و مواہب کبریٰ سمجھا من شاء التفصیل فلیرجع الی کلماتہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (جو تفصیل چاہتا

ہے وہ ان کے کلام کی طرف رجوع کرے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔  
 بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیت کریمہ کے مفادات عظیمہ پر غور کرے،  
 صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل الاصول ہیں محمد صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں، امتیوں کو جو نسبت انبیاء و رسل سے ہے وہ  
 نسبت انبیاء و رسل کو اس سید الکل سے ہے، امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر  
 ایمان لاؤ، اور رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گروید  
 گی فرماؤ۔ غرض صاف صاف جتا رہے ہیں کہ مقصود اصلی ایک وہی ہیں باقی تم سب  
 تابع و طفیلی ع

مقصود ذاتِ اوست دگر جملگی طفیل  
 (مقصود ان کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں۔)

آیہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کے بعض لطائف

اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں۔ ت) پھر  
 یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتمم بالشان ٹھہرایا اور طرح  
 طرح سے مؤکد فرمایا۔

اولاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصومین ہیں۔ زہار حکم الہی کا خلاف ان سے  
 محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک و تعالیٰ بطریق امر انہیں ارشاد فرماتا اگر وہ نبی  
 تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفاء نہ فرمایا  
 بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا، یہ عہد عہد الست بر بکھا۔ (کیا میں تمہارا رب  
 نہیں ہوں۔ ت) کے بعد دوسرا پیمان تھا، جیسے کلمہ طیبہ میں لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا  
 کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ت) کے ساتھ محمد رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول  
 ہیں۔) تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الہیہ کا اذعان ہے۔

(القرآن الکریم ۷/۱۷۲)

پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک و شرف و بجل و عظم۔

ثانیا اس عہد کو لامِ قسم سے مؤکد فرمایا:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ۔ (القرآن الکریم ۳/۸۱)

تم ضرور اس کی مدد کرنا اور ضرور اس پر ایمان لانا۔

جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سبکی فرماتے

ہیں: شاید سوگندِ بیعتِ اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً نونِ تاکید۔

رابعاً وہ بھی ثقیلہ لاکر ثقلِ تاکید کو اور دو بالا فرمایا۔

خامساً یہ کمالِ اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضراتِ انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے

کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں: اقرار تم کیا اس امر پر اقرار لاتے ہو؟ یعنی کمال

تعمیل و تعجیل مقصود ہے۔

سادساً اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ بِذِكْرِ آلِهِمْ إِصْرِي۔ (القرآن الکریم ۳/۸۱)

خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً علیہ اعلیٰ هذا کی جگہ علیٰ ذلکم۔ (القرآن الکریم ۳/۸۱)

فرمایا کہ بعد اشرتِ عظمت ہو۔

ثامناً اور ترقی ہوئی کہ فاشہدوا۔ (القرآن الکریم ۳/۸۱)

ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مگر جانا ان پاک

مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا:

وانا معکم من الشاہدین۔ (القرآن الکریم ۸۱/۳)

میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

عاشراً سب سے زیادہ نہایت کاریہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد  
بآنکہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ:

فمن تولی بعد ذلک فاولئک هم الفسقون۔ (القرآن الکریم ۸۲/۳)

اب جو اس اقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

اللہ، اللہ! یہ وہی اعتنائے تام و اہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے  
بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے:

من یقل منهم انی الہ من دونہ فذلک نجزہ جہنم کذلک

نجزی الظالمین O (القرآن الکریم ۲۱/۲۹)

جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی

سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔

گویا اشارہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہمیں ایمان کے جز اول لا الہ الا اللہ کا

اہتمام ہے یونہی جز دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے، میں تمام جہان کا خدا کہ

ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا

رسول و مقتدا کہ انبیاء و مرسلین بھی اسکی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل

ہوئے۔ والحمد للہ رب العلمین، وصلى الله تعالى على سيد المرسلين

محمد وآله وصحبه اجمعين O اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له

وان سيدنا محمدًا عبده ورسوله سيد المرسلين وخاتم النبيين

واكرم الاولين والآخرين صلوات الله وسلامه عليه وعلى آله واصحابه

اجمعین۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے رسولوں کے سردار محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی لائق عبادت نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ اس کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں میں آخری نبی اور اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے درود و سلام ہوں ان پر، ان کی آل پر اور ان کے تمام صحابہ پر۔

اس سے بڑھ کر حضور کی سیادت عامہ و فضیلت تامہ پر کون سے دلیل درکار ہے۔

ولله الحجة البالغة (اور اللہ کی حجت پوری ہے۔)

آیت ثانیہ: قال عز مجدہ: وما ارسلناك الا رحمة للعلمین۔

(القرآن الکریم ۲۱/۱۰۷)

دوسری آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

عالم ما سوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء و ملائکہ سب داخل ہیں۔ تو لا جرم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب پر رحمت و نعمت رب الارباب ہوئے، اور وہ سب حضور کی سرکار عالی مدار سے بہرہ مند و فیضیاب۔ اسی لئے اولیائے کائین و علمائے عالمین تصریح فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض و سماء میں اولی و آخرت میں دین و دنیا میں روح و جسم میں چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ میں جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ کما بیتناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی

رسالتنا سلطنة المصطفى في ملكوت كل الوزى. (جیسا کہ ہم نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے رسالہ ”سلطنت المصطفى في ملكوت الوزى“ میں بیان کیا ہے۔)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس آیہ کریمہ کے تحت لکھا:

لما كان رحمة للعالمين      جب حضور تمام عالم کے لیے رحمت  
لزم ان يكون افضل من كل      ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے  
العلمين. قلت وادعاء      افضل ہوں۔ میں کہتا ہوں تخصیص کا  
التخصيص خروج عن الظاهر      دعویٰ کرنا ظاہر سے بلا دلیل خروج ہے  
بلا دليل وهو لا يجوز عند      اور وہ کسی عاقل کے نزدیک جائز نہیں ہے  
عاقل فضلا عن فاضل والله      جائیکہ کسی فاضل کے نزدیک۔ اور اللہ  
الهادى.      تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیہ ۲/۲۵۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۱۶۵)

آیت ثالثہ: قال جل ذكره:

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ (القرآن الکریم ۱۳/۴)

تیسری آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔

علماء فرماتے ہیں: یہ آیہ کریمہ دلیل ہے کہ انبیائے سابقین سب خاص اپنی قوم پر رسول کر کے بھیجے جاتے۔

اگلے انبیاء صرف اپنی قوم کے رسول ہوئے اور ہمارے رسول ہر فرد مخلوق کے لئے۔ اقول:

وقال الله تعالى لقد ارسلنا نوحاً الى قومه ا۔ وقال تعالى والى

عاد اخامہ ہودا ۲۔

(۱۔ القرآن الکریم ۷/۵۹) (۲۔ القرآن الکریم ۷/۶۵)

اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق ہم نے نوح کو بھیجا اس کی قوم کی طرف۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا۔

وقال تعالیٰ والی ثمود اخامہ صلحاً ۱۔ وقال تعالیٰ ولو طاذ قال

لقومہ ۲۔ وقال تعالیٰ والی مدین اخامہ شیعبا ۳۔

(۱۔ القرآن الکریم ۷/۷۳) (۲۔ القرآن الکریم ۷/۸۰) (۳۔ القرآن الکریم ۷/۷۵)

اور فرمایا کہ ثمود کی طرف انکی برادری سے صلح کو بھیجا۔ اور فرمایا: اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ اور فرمایا: مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا۔

وقال تعالیٰ ثم بعثنا من بعدهم موسىٰ بأيتنا الی فرعون

وملائکة ۱۔ وقال تعالیٰ وتلك حجتنا اتيٰنها ابراهيم علی قومہ ۲۔

(۱۔ القرآن الکریم ۷/۱۰۳) (۲۔ القرآن الکریم ۶/۸۳)

اور فرمایا: پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا: اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی۔

وقال تعالیٰ فی یونس علیہ السلام وارسلنا الی مائة الف

اويزيدون ۱۔ وقال تعالیٰ فی عيسىٰ علیہ السلام ورسولاً الی

بنی اسرائیل ۲۔

(۱۔ القرآن الکریم ۷/۱۳۷) (۲۔ القرآن الکریم ۳/۳۹)



اور یونس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔

اسی لئے صحیح حدیث میں فرمایا:

كان النبي يبعث الى قومه  
خاصة. رواه الشيخان. عن  
نبي خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا  
جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (اس کو شیخین نے حضرت جابر رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

(صحیح البخاری کتاب التیم وموضع الصلوة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۸) صحیح مسلم کتاب

المساجد وموضع الصلوة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۸)

دوسری روایت میں آیا:

كان النبي يبعث الى  
قريته ولا يعدوها. رواه ابو  
نبي ایک بستی کی طرف مبعوث ہوتا  
جس کے آگے تجاوز نہ کرتا۔ (اس کو ابو  
يعلى عن عوف بن مالك رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان بحوالہ ابی یعلیٰ حدیث ۶۳۶۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۱۰۴)

اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرماتا ہے:

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا ولکن اکثر الناس  
لا یعلمون۔ (القرآن الکریم ۲۸/۳۳)

نہ بھیجا ہم نے تمہیں مگر سب لوگوں کیلئے خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا، پر  
بہت لوگ بے خبر ہیں۔

وقال تعالیٰ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

(القرآن الکریم ۷ / ۱۵۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو فرما اے لوگو! میں خدا کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

وقال تعالیٰ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیكون للعلمین نذیرا۔ (القرآن الکریم ۱/۲۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ ڈرسانے والا ہو سارے جہان کو۔

اسی لئے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الخلق كافة۔ میں تمام مخلوق الہی کی طرف  
اخرجه مسلم۔ عن ابی ہریرۃ بھیجا گیا (اس کو مسلم نے حضرت ابو ہریرہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

(صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۹)

حضور کی افضلیت مطلقہ کی یہ دلیل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
کے ارشادات سے ہے۔

دارمی، ابویعلیٰ، طبرانی، بیہقی روایت کرتے ہیں اس جناب نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ فضل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و ملائکہ سے افضل  
الانبیاء و علی اهل السماء۔ کیا۔

حاضرین نے وجہ تفضیل پوچھی، فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ قال: وما ارسلنا من رسول الا بلسان  
یعنی اللہ تعالیٰ نے اور رسولوں کے لیے فرمایا ہے ہم نے نہ بھیجا کوئی رسول

قومہ، وقال لمحمد صلى الله مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے -  
 تعالیٰ علیہ وسلم وما اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا: ہم  
 ارسلناك الا كافة للناس نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رسول سب لوگوں  
 فارسله الى الانس والجن۔ کیلئے۔ تو حضور کو تمام انس و جن کا رسول  
 بنایا۔

(الدر المنثور تحت الآیة ۱۳ / ۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۵ و ۶) (شعب الایمان  
 حدیث ۱۵۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ / ۱۷۳) (سنن الدارمی باب ما اعطى النبی صلی اللہ علیہ وسلم من  
 الفضل حدیث ۷۷ دار المحاسن للطباعة القاہرہ ۱ / ۳۰۲۹)

علماء فرماتے ہیں: رسالت والا کا تمام جن و انس کو شامل ہونا اجماعی ہے،  
 اور محققین کے نزدیک ملکہ کو بھی شامل، کما حقنا کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی  
 رسالۃ "اجلال جبریل"۔ بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر و شجر و ارض و سماء و جبال و بحار  
 تمام ماسوا اللہ اس کے احاطہ عامہ و دائرہ تامہ میں داخل، اور خود قرآن عظیم لفظ علمین،  
 اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خلق وہ بھی مؤکد بکلمہ کافۃ۔ اس مطلب پر احسن  
 الدلائل طبرانی معجم کبیر میں یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید  
 المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شیء الا یعلم انی کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول اللہ نہ  
 رسول اللہ الا کفرۃ الجن جانتی ہو، مگر بے ایمان جن و آدمی۔  
 والانس۔

(المعجم الکبیر حدیث ۶۷۲ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۲ / ۲۶۲) (کنز العمال بحوالہ الطبرانی عن  
 یعلیٰ بن مرہ حدیث ۳۱۹۲۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱ / ۳۱۱)

اب نظر کیجئے کہ یہ آیت کتنی وجہ سے افضلیتِ مطلقہ حضور سید المرسلین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم پر حجت ہے:

اولاً اس موازنہ سے خود واضح ہے کہ انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ایک ایک شہر کے ناظم تھے۔ اور حضور پر نور سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سلطان ہفت کشور، بلکہ بادشاہ زمین و آسمان۔

ثانیاً اعبائے رسالت سخت گرانبار ہیں۔ اور ان کا تحمل بغایت دشوار انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً۔ (القرآن الکریم ۵/۷۳)

(بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔)

اسی لیے موسیٰ و ہارون سے عالی ہمتوں کو پہلے ہی تاکید ہوئی لاتنیاً ذکر می۔ دیکھو میرے ذکر سے ست نہ ہو جانا۔ (القرآن الکریم ۲۰/۴۲)

پھر جس کی رسالت ایک قوم خاص کی طرف اس کی مشقت تو اس قدر جس کی رسالت نے انس و جن و شرق و غرب کو گھیر لیا اس کی مؤنت کس قدر۔ پھر جیسی مشقت ویسا ہی اجر، اور جتنی خدمت اتنی ہی قدر افضل العبادات احزھا (سب سے افضل عبادت سب سے سخت ہوتی ہے۔)

ثالثاً جیسا کام جلیل ہو ویسا ہی جلالت والا اس کے لئے درکار ہوتا ہے۔ بادشاہ چھوٹی چھوٹی مہموں پر افسران ماتحت کو بھیجتا ہے اور سخت عظیم مہم پر امیر الامراء سردار اعظم کو لا جرم رسالت خاصہ و بعثت عامہ میں جو تفرقہ ہے وہی فرق مراتب ان خاص رسولوں اور اس رسول الکل میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین۔

رابعاً یونہی حکیم کی شان یہ ہے کہ جیسے علو شان کا آدمی ہو اسے ویسے ہی عالی شان کام پر مقرر کریں کہ جس طرح بڑے کام پر چھوٹے سردار کا تعین اس کے سرانجام نہ ہونے کا موجب، یونہی چھوٹے کام پر بڑے سردار کا تقرر نگاہوں میں اس کے ہلکے پن کا جالب۔

خامساً جتنا کام زیادہ اتنا ہی اس کے لیے سامان زیادہ۔ نواب کو اپنے انتظام ریاست میں فوج و خزانہ اسی کے لائق درکار۔ اور بادشاہ عظیم خصوصاً سلطان ہفت اقلیم کو اس کے رتق و فتق و نظم میں اسی کے موافق۔ اور یہاں سامان وہ تائید الہی و تربیت ربانی ہے جو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء پر مبذول ہوتی ہے۔ تو ضرور ہے کہ جو علوم و معارف قلب اقدس پر القاء ہوئے معارف و علوم جمیع انبیاء سے اکثر و اوفی ہوں۔ افادۃ الامام الحکیم الترمذی و نقلہ عنہ فی الکبیر الرازی (امام حکیم ترمذی نے اس کا افادہ فرمایا ہے اور اس سے امام رازی نے کبیر میں نقل کیا ہے۔)

اقول: پھر یہ بھی دیکھنا کہ انبیاء کو ادائے امانت و ابلاغ رسالت میں کن کن باتوں کی حاجت ہوتی ہے۔

(۱) حلم، کہ گستاخی کفار پر تنگ دل نہ ہوں۔ دع انھم و توکل علی اللہ۔

(القرآن الکریم ۳۳/۳۸)

ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔

(۲) صبر، کہ ان کی اذیتوں سے گھبرانہ جائیں۔ فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل۔ تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا۔

(القرآن الکریم ۳۶/۳۵)

(۳) تواضع، کہ ان کی صحبت سے نفور نہ ہوں۔ و اخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین۔ اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لیے۔

(القرآن الکریم ۲۶/۲۱۵)

(۴) رفق و لینت، کہ قلوب ان کی طرف راغب ہوں۔ فبما رحمة من اللہ لنت لھم۔ (القرآن الکریم ۳/۱۵۹) تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی کہ اے محبوب! تم ان

کے لیے نرم دل ہوئے۔

(۵) رحمت، کہ واسطہ فاضلہ خیرات ہوں۔ ورحمة للذین آمنوا منکم۔ اور جو تم

میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں۔ (القرآن الکریم ۹/۶۱)

(۶) شجاعت، کہ کثرتِ اعداء کو خیال میں نہ لائیں۔ انی لا یخاف لدی

المرسلون۔ بے شک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔

(القرآن الکریم ۲۷/۱۰)

(۷) مجود و سخاوت، کہ باعث تالیفِ قلوب ہوں۔ فان الانسان عبید

الاحسان و جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا۔ ولا تجعل

یدک مغلولۃ الی عنقک۔ کیونکہ انسان احسان کا غلام ہے اور دلوں میں

خلقی طور پر احسان کرنے والوں کی محبت ڈال دی گئی ہے اور اپنا ہاتھ اپنی

گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (القرآن الکریم ۱۷/۲۹)

(۸) عفو و مغفرت، کہ نادان جاہل فیض پا سکیں۔

فاعف عنہم واصفح ط ان الله یحب المحسنین۔ (القرآن الکریم ۵/۱۳)

تو انہیں معاف کر دو اور ان سے درگزر کرو بے شک احسان کرنے

والے اللہ کو محبوب ہیں۔

(۹) استغناء و قناعت، کہ جہاں اس دعویٰ عظمیٰ کو طلب دنیا پر محمود نہ کریں۔

لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجاً منہم۔ (القرآن الکریم ۱۵/۸۸)

اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے

دی۔

(۱۰) جمالِ عدل، کہ تحقیق و تادیب و تربیتِ امت میں جس کی رعایت کریں۔

ان حکمت بینہم فاحکم بالقسط۔ (القرآن الکریم ۵/۴۲)

اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔  
(۱۱) کمالِ عقل، کہ اصل فضائل و منج فواضل ہے، ولہذا عورت کبھی نبی ہوئی۔

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا۔ (القران الکریم ۱۲/۱۰۹)  
اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔  
نہ کبھی اہل بادیہ و سُگانِ دہ کو نبوت ملی کہ جفا و غلظت ان کی طینت ہوتی ہے:  
الارجال انوحی الیہم من اهل القرای۔ ای اهل البصار۔

(القران الکریم ۱۲/۱۰۹)

جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے۔

حدیث میں ہے: من بدأ جفا۔

(۵۔ مسند احمد بن حنبل عن البراء المکلب الاسلامی بیروت ۳/۲۹۷) (المعجم لکبیر حدیث ۱۱۰۳۰)

الکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۵۷)

جس نے دیہات میں رہائش اختیار کی اس نے ظلم کیا۔  
اسی نظافتِ نسب و حسن سیرت و صورت سب کی صفاتِ جمیلہ کی حاجت ہے کہ  
ان کی کسی بات پر نکتہ چینی نہ ہو۔ غرض یہ سب انہیں خزانوں سے ہیں جو ان سلاطین  
حقیقت کو عطا ہوئے ہیں، پھر جس کی سلطنتِ عظیم اس کے خزانوں عظیم۔

حدیث میں ہے:

ان الله تعالى ينزل المعونة على قدر المؤنة وينزل الصبر على قدر البلاء.  
بے شک اللہ تعالیٰ ذمہ داری کے مطابق معاونت نازل فرماتا ہے اور آزمائش کے مطابق صبر نازل فرماتا ہے۔

(کنز العمال بحوالہ عدو ابن لال عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۵۹۹۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۳۳۷)

تو ضرور ہوا کہ ہمارے حضور ان سب اخلاقِ فاضلہ و اوصافِ کاملہ میں تمام انبیاء سے اتم و اکمل و اعلیٰ و اجل ہوں۔ اسی لئے خود ارشاد فرماتے ہیں:

انما بعثت لاتمم مکارم  
الاخلاق۔ اخرجہ البخاری فی  
الادب۔ وابن سعد و الحاکم  
والبیہقی عن ابی ہریرۃ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔  
میں اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے  
مبعوث ہوا۔۔ (اس کو بخاری نے ادب  
میں اور ابن سعد، حاکم اور بیہقی نے  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

(الادب المفرد حدیث ۲۷۳ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ بل ص ۷۸) (السنن الکبریٰ کتاب الشہادات  
باب بیان مکارم الاخلاق دارصادر بیروت ۱۰ / ۱۹۲) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر مبعث رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم الخ دارصادر بیروت ۱ / ۱۹۳ ۱۹۳)

وہب بن منبہ فرماتے ہیں: میں نے اکہتر کتب آسمانی میں لکھا دیکھا کہ روز  
آفرینش دنیا سے قیام قیامت تک تمام جان کے لوگوں کو جنتی عقل عطا کی ہے وہ سب  
مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے ایسی ہے جیسے تمام ریگستان دنیا کے سامنے  
ریت کا ایک دانہ۔ (سبل الہدیٰ والارشاد الباب الثالث دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ / ۱۹۳ ۱۹۲)

سادساً: ہم اوپر بیان کر آئے کہ حضور کی رسالت زمانہ بعثت سے مخصوص نہیں  
بلکہ سب کو حاوی۔ ترمذی جامع میں فائدہ تحسین واللفظ لہ، اور حاکم و بیہقی و ابو نعیم  
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور احمد مسند اور بخاری تاریخ میں، اور ابن سعد  
و حاکم و بیہقی و ابو نعیم میسرۃ الفجر ۱۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور بزار و طبرانی،  
ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور ابو نعیم بطریق صنالحی امیر المؤمنین عمر  
الفاروق لا عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ابن سعد ابن ابی الجعد و مطرف بن عبد اللہ  
بن الشخیر و عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے باسانید متباہنہ والفاظ متقاربہ راوی حضور پر نور



سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: متی وجبت لك النبوة حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا: وأدم بين الروح والجسد۔ جبکہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔

(۱) التاريخ الكبير ترجمہ ۱۶۰۶ میسرۃ الفجر دار البازمكة المکرمة ۷ / ۳۷۴ (الجامع الصغير  
حدیث ۶۳۲۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲ / ۴۰۰) (۲) جامع الترمذی کتاب المناقب باب فضل النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم امین کہنی دہلی ۲ / ۲۰۱) (المسرد رک للحاکم کتاب التاريخ دار الفکر بیروت ۲ / ۶۰۹)  
کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۱۹۱۷ و ۳۲۱۱۷ سوسنۃ الرسالہ بیروت ۱۱ / ۳۰۹ و ۳۵۰

جبل المحفظ امام عسقلانی نے کتاب الاصابہ میں حدیث میسرہ کی نسبت فرمایا:  
سندہ، قوی ا۔ (اس کی سند قوی ہے۔) ع آدم ستروتن بآب و گل داشت  
کو حکم بملک جان جان و دل داشت (آدم علیہ السلام ابھی گارے کا مجسمہ تھے کہ  
آنحضرت کی حکومت دل و جان کی مملکت میں تھی۔)

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ حرف الیم ترجمہ میسرۃ الفجر ۸۲۸۲ دار الفکر بیروت ۵ / ۲۱۷)

اسی لئے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

چو بود خلق آنحضرت صلی	چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
للہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم	وسلم کی پیدائش تمام مخلوق سے اعظم ہے۔
الاخلاق بعث کر دخدائے	لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی
تعالیٰ اور ابسونے کافہ ناس	طرف مبعوث فرمایا۔ آپ کی رسالت کو
ومقصود نہ گردانید رسالت	انسانوں میں منحصر نہیں فرمایا بلکہ جن و انس
اور اب ناس بلکہ عام گردانید	کے لیے عام کر دیا بلکہ جن و انس میں بھی

جن وانس مرا، بلکہ برجن  
 وانس نیز مقسور نہ گردانید تا  
 آنکہ عام شد تمامہ عالمین مرا،  
 پس ہر کہ اللہ تعالیٰ  
 پروردگار اوست محمد صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول  
 اوست

انحصار نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ کی  
 رسالت تمام جہانوں کے لئے عام ہے۔  
 چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کا پروردگار ہے محمد صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

(مدارج النبوة باب دوم در اخلاق عظیمہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱ / ۳۴)

اب تو یہ دلیل اور بھی زیادہ عظیم و جلیل ہو گئی کہ ثابت ہوا جو نسبت انبیائے  
 سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے خاص ایک بستی کے لوگوں کو ہوئی وہ نسبت اس  
 سرکار عرش وقار سے ہر ذرہ مخلوق و ہر فرد ماسوا اللہ یہاں تک کہ خود حضرات انبیاء  
 و مرسلین کو ہے، اور رسول کا اپنی امت سے افضل ہونا بدیہی، والحمد لله رب  
 العالمین (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں  
 کا۔)

آیت رابعہ تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم

الله و رفع بعضهم درجات۔ (القرآن الکریم ۲ / ۲۵۳)

چوتھی آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں بعض کو

بعض پر فضیلت دی کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا، اور ان

میں بعض کو درجات بلند فرمایا۔

ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مراد ہیں کہ انہیں سب انبیاء پر رفعت و عظمت بخشی۔

کما نص عليه البغوي ١- والبيضاوي ٢- والنسفي ٣- والسيوطي والقسطلاني والزرقاني والشامي والحلبی وغيرهم واقتصار الجلالين ٤- دليل انه اصح الاقوال لا التزام ذلك في الجلالين.

جیسا کہ اس پر نص فرمائی ہے بغوی، بیضاوی، نسفی، سیوطی، قسطلانی، زرقانی، شامی اور حلبی وغیرہ نے، اور جلالین میں اس پر اقتصار اس بات کی دلیل ہے کہ یہی اصح ہے کیونکہ جلالین میں اس کا التزام کیا گیا ہے (کہ اصح پر ہی اقتصار کیا جاتا ہے۔) (ت)

(١- معالم التنزيل (تفسير البغوي) تحت الآية ٢ / ٢٥٣ / دارالكتب العلمية بيروت ١ / ١٤٤) (٢- انوار التنزيل (تفسير البيضاوي) تحت الآية ٢ / ٢٥٣ / دارالفکر بيروت ١ / ٥٣٩٥٥٠) (٣- مدارك التنزيل (تفسير النسفي) تحت الآية ٢ / ٢٥٣ / دارالكتاب العربي بيروت ١ / ١٢٤) (٤- تفسير جلالين تحت الآية ٢ / ٢٥٣ / المطابع دہلی ص ٣٩)

اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہور افضلیت و شہرت سیادت کی طرف اشارہ تامہ ہے، یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لویا نہ لوانہی کی طرف ذہن جائے گا، اور کوئی دوسرا خیال نہ آئے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

فقیر کہتا ہے اہل محبت جانتے ہیں کہ ابہام تام میں کیا لطف و مزہ ہے۔ ع

اے گل بتو خر سند تو بوائے کسے داری

(اے پھول تجھ پر شادمانی ہے کہ تو کسی کی خوشبور کھتا ہے۔)

مژدہ اے دل کی میجانفسے مے آید

کہ زانفا خوشش بوائے کسے می آید

(اے دل! خوشخبری ہو کہ میجا آتا ہے، جس کے عمدہ سانسوں سے کسی

کو خوشبو آتی ہے۔)

ع کسی کا دو قدم چلنا یہاں پامال ہو جانا

آیت خامسہ قال تبارک (عہ) اسبہ هو الذی ارسل رسولہ  
بالہدی و دین الحق لیظہرہ، علی الدین کلہ ط و کفی باللہ

شہیداً۔ (القرآن الکریم ۲۸/۲۸)

پانچویں آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول  
ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اسے غالب کرے سب دینوں پر۔  
اور خدا کافی ہے گواہ۔

امام ابن سبع نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ ہماری شریعت تمام  
شریعتوں کیلئے ناسخ ہے جیسا کہ امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اس کو ذکر فرمایا  
اور یہ افادہ کیا کہ اس آیت میں دین اپنے حقیقی عموم پر ہے جو سابقہ تمام ادیان حقہ کو  
شامل ہے اور زمانہ اسلام میں پائے جانے والے ادیان کفار کے ساتھ مختص نہیں  
ہے۔ لام پورا ہوا منہ

(الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ مرکز اہل سنت برکات رضا حجرات ہند ۲/۱۸۷)

اور اس امت مرحومہ سے فرماتا ہے: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔

(القرآن الکریم ۳/۱۱۰)

تم سب سے بہتر امت ہو کہ لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی۔

آیات کریمہ ناطق کہ حضور کا دین تمام ادیان سے اعلیٰ و اکمل اور حضور کی  
امت سب امم سے بہتر و افضل، تو لاجرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقا  
سب دین و امت والوں سے افضل و اعلیٰ ابام احمد و ترمذی بافادہ تحسین و ابن ماجہ  
و حاکم معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

انکم تتمون سبعین امة اتتم خیرھا واکرمھا علی اللہ۔  
تم سترامتوں کو پورا کرتے ہو کہ اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر و  
بزرگ تر تم ہو۔ (جامع الترمذی ابواب التفسیر تحت الایۃ ۱۱۰/۳ آئین کبھی دہلی ۲  
/۱۲۵) (مسند امام احمد حنبل عن ابی سعید الخدری الملکب الاسلامی بیروت ۳/۶۱)  
(کنز العمال حدیث ۳۴۶۳۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۱۵۶۱۶۹)

آیت سادسہ قال جلت عظمتہ یا دم اسکن انت و زوجک  
الجنة۔ (القرآن الکریم ۲/۳۵)  
چھٹی آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں  
رہو۔

وقال تعالیٰ یا نوح اهبط بسلام منا۔ (القرآن الکریم ۱۱/۴۸)  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام۔  
وقال تعالیٰ یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا۔ (القرآن الکریم ۱۰۵/۳)  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔  
وقال تعالیٰ یسوسی انی انا اللہ۔ (القرآن الکریم ۲۸/۳۰)  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں ہی ہوں اللہ۔  
وقال تعالیٰ یعیسیٰ انی متوفیک۔ (القرآن الکریم ۳/۵۵)  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پانچاؤں گا۔  
وقال تعالیٰ یا داؤد انا جعلنک خلیفۃ۔ (القرآن الکریم ۳۸/۲۶)  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔  
وقال تعالیٰ یا زکریا انا نبشک۔ (القرآن الکریم ۱۹/۷)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں۔

وقال تعالیٰ یا یحییٰ خذ الكتاب بقوة۔ (القرآن الکریم ۹/۱۲)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام۔

غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصاف

جلیلہ والقاب حمیدہ ہی سے یاد کیا ہے:

یا ایہا النبی انا ارسلنک۔ (القرآن الکریم ۲۲/۳۵)

اے نبی ہم نے تجھے رسول کیا۔

یا ایہا الرسول بدغ ما انزل الیک۔

اے رسول پہنچا جو تیری طرف اترا۔ (القرآن الکریم ۵/۶۷)

یا ایہا المزمّل ۰ قم الیل۔ (القرآن الکریم ۷۳/۲۰۱)

اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے رات میں قیام فرما۔

یا ایہا المدثر ۰ قم فانذر۔ (القرآن الکریم ۷۳/۲۰۱)

اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو، لوگوں کو ڈرنا۔

یس ۰ و القرآن الحکیم ۰ انک لمن المرسلین۔ (القرآن الکریم ۲۶/۳۲۱)

اے یس یا اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی، بے شک تو

مرسلوں سے ہے۔

طہ ۰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ (القرآن الکریم ۲۰/۲۰۱)

اے طہ! یا اے پاکیزہ رہنما! ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ

تو مشقت میں پڑے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بالبراہت حضور

سید المرسلین و انبیائے سابقین کا فرق جان لے گا ع

یا دم ست با پدر انبیاء خطاب

یا یھا النبی خطاب محمد است

(”اے آدم!، نبیوں کے باپ کے لیے خطاب ہے۔ اور محمد مصطفیٰ صلی

تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خطاب ہے۔ ”اے نبی،،۔ت)

امام عزالدین بن عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں بادشاہ جب اپنے

تمام امرا کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے

اے مقرب حضرت اے نائب سلطنت، اے صاحب عزت، اے سردار مملکت! تو

کیا کسی طرح محل ریب و شک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہ سلطانی میں سب سے

زیادہ عزت و وجاہت والا اور سرکار سلطانی کو تمام عمائد و ارکین سے بڑھ کر پیارا ہے

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ له، خصوصاً یا یھا المزمّل، (القرآن الکریم ۷۳/۱)

اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے۔

ویا یھا المدثر۔ (القرآن الکریم ۷۳/۱)

اے جھرمٹ مارنے والے۔

تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہل محبت جانتے ہیں ان آیتوں کے نزول

کے وقت سید عالم صلی تعالیٰ علیہ وسلم بالا پوش اوڑھے، جھرمٹ مارے لیٹے تھے، اسی

وضع و حالت سے حضور کو یاد فرما کر ندا کی گئی، بلا تشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے

پیارے محبوب کو پکارے: او بانگی ٹوپی والے، اودھانی دوپٹے والے ع

او دامن اٹھا کے جانے والے

فسبحان اللہ و الحمد و الصلوة الزھراء علی الحبیب ذی الجاہ۔

اللہ تعالیٰ کو پاکی ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور روشن

درود و جاہت والے محبوب پر۔

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) نہایت یہ ہے کہ اشیائے یہود مدینہ و مشرکین مکہ جو حضور سے جاہلانہ گفتگو میں کرتے۔ ان مقالات خبیثہ کو بغرض رد و ابطال و مژدہ رسانی عذاب و نکال بار ہا نقل فرمایا گیا مگر ان گستاخوں کی اس بے ادبانہ ندا کا کہ نام لے کر حضور کو پکارتے۔ محل نقل میں ذکر نہ آیا۔ ہاں جہاں انہوں نے وصف کریم سے ندا کی تھی، اگرچہ ان کے زعم میں بطور استہزاء تھی، اسے قرآن مجید نقل کر لایا کہ: قالوا یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر۔ (القرآن الکریم ۴۳/۱)

بولے اے وہ جس پر قرآن اترا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،  
بخلاف حضرات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ و التسلیم کہ ان کے کفار کے مخاطبے ویسے ہی منقول ہیں۔

یا نوح قد جادلنا، (القرآن الکریم ۱۱/۳۲)

اے نوح تم ہم سے جھگڑے،

م انت فعلت یا ہذا بالہتنا یا ابراہیم۔ (القرآن الکریم ۲۱/۶۲)

کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم!

یا موسیٰ ادع لنا ربک بما عہد عندک۔ (القرآن الکریم ۷/۱۳۳)

اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس

کا تمہارے پاس ہے۔

یا صالح ائتنا بما تعدنا۔ (القرآن الکریم ۷/۷۷)

اے صالح ہم پر لے آؤ جس تم وعدہ دے رہے ہو۔

یا شعیب ما نفقہ کثیرا مما تقول۔ (القرآن الکریم ۱۱/۹۱)

اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں۔



بلکہ اس زمانہ کے مطیعین بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیم سے یونہی خطاب کرتے ہیں اور قرآن عظیم نے اسی طرح نقل فرمائی،

اسباط نے کہا:

يُمُوسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ - (القرآن الکریم ۲/۶۱)

اے موسیٰ! ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا۔

حواریوں نے کہا:

يَعْسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ - (القرآن الکریم ۵/۱۱۲)

اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرے گا۔

یہاں اس کا یہ بندوبست فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا:

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ لَا تَجْعَلُوا دَعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدَعَاءِ بَعْضِكُمْ

بَعْضًا - (القرآن الکریم ۲۳/۶۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

کہ اے زید، اے عمرو۔ بلکہ یوں عرض کرو:

یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا سدی المرسلین، یا خاتم النبیین، یا شفیع المذنبین، صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم و علیٰ آلک اجمعین۔

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میر

راوی:

قَالَ كَانُوا يَقُولُونَ يَا مُحَمَّدٌ يَا ابْنَ الْقَاسِمِ فَنَهَمَهُمُ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ

اعظاماً لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا

رسول اللہ -

یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابالقاسم کہا جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نبی فرمائی، جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہا کرتے۔

(دلائل النبوة للابی نعیم الفصل الاول عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۷) (الدر المنثور تحت الآیة

۲۳ / ۶۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶ / ۲۱۱)

نبیہتی امام علقمہ و امام اسود اور ابو نعیم امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی:

لا تقولوا یا محمد ولكن قولوا یا رسول الله، یا نبی اللہ -

(تفسیر الحسن البصری تحت الآیة ۲۳ / ۶۳ المکتبۃ التجاریة مکة المكرمة ۲ / ۱۶۴) (الدر المنثور

بحوالہ عبد بن حمید عن سعید بن جبیر والحسن تحت الآیة ۲۳ / ۶۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶ / ۲۱۱)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو۔

اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اجمعین۔

ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر

ندا کرنی حرام ہے۔

اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ

پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی

وغیرہ محققین نے فرمایا: گریہ لفظ کسی دعاء میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یا محمد انی تو جھت بک الی ربی۔

(۳ المسد رک للمحکم کتاب صلوٰۃ التطوع دعاء رد البصر دار الفکر بیروت ۱ / ۳۱۳ ۵۱۹۵۲۶)

سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی حاجۃ الصلوٰۃ اصحاح ایم سعید کہنی کراچی ص ۱۰۰)

اے محمد! میں آپ کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا۔

تاہم اس کی جگہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ چاہیے، حالانکہ الفاظ دعاء میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔ کما یدل علیہ حدیث نبیک الذی ارسلت ورسولک الذی ارسلت (جیسا کہ اس پر دلالت کرتی ہے حدیث مبارک ”تیرا نبی جس کو تو نے بھیجا اور تیرا رسول جس کو تو نے بھیجا“)

یہ مسئلہ مہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں نہایت واجب الحفظ ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس کی تفصیل اپنے مجموعہ فتاویٰ مسنی بہ العطا یا النبو یہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں ذکر کی۔ وباللہ التوفیق۔ خیر یہ تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ تھا۔ حضور کے صدقہ میں اس امت مرحومہ کا خطاب بھی خطابِ امم سابقہ سے ممتاز ٹھہرا۔ اگلی امتوں کو اللہ تعالیٰ یا ایہا المساکین۔ (نیم الریاض الباب الاول الفصل الثالث مرکز الہنت برکات رضا کجرات بند ۱/۱۸۸) فرمایا کرتا۔

توریت مقدس میں جا بجا یہی لفظ ارشاد ہوا ہے، قالہ خیشمہ رواہ ابن ابی حاتم اور دہ السیوطی فی الخصائص الکبزی (یہ خیشمہ نے کہا جس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں وارد کیا ہے۔) اور اس امت مرحومہ کو جب ندا فرمائی ہے یا ایہا الذین امنوا۔

(القرآن الکریم ۲/۱۸۳)

فرمایا گیا ہے، یعنی اے ایمان والو! امتی کے لیے اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی۔

سچ ہے پیارے کے علاقہ والے بھی پیارے۔ آخر نہ سنا کہ فرماتا ہے:

فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (القرآن الکریم ۳/۳۱)

میری پیروی کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

آیت سابعہ قال جل جلاله لعبرك انهم لفي سكرتهم يعمهون۔

(القرآن الکریم ۱۵/۷۲)

ساتویں آیت: حق جل جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے فرماتا ہے: تیری جان کی قسم وہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔

وقال تعالیٰ لا اقسام بهذا البلد O وانت حل بهذا البلد۔

(القرآن الکریم ۹۰/۲۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں قسم یاد کرتا ہوں اس شہر کی کہ تو اس میں جلوہ فرما ہے۔

وقال تعالیٰ و قبیلہ یرب ان هؤلاء قوم لا یؤمنون۔

(القرآن الکریم ۲۳/۸۸)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب میرے! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے،

قال تعالیٰ: والعصر۔ (القرآن الکریم ۱۰۳/۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم زمان برکت نشان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔

اے مسلمان! یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کسے میسر ہوا کہ قرآن عظیم نے ان کے شہر کی قسم کھائی، ان کی باتوں کی قسم کھائی، ان کے زمانے کی قسم کھائی، ان کی جان کی قسم کھائی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاں اے مسلمان! محبوبیت کبریٰ کے یہی معنی ہیں والحمد للہ رب العالمین۔ (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔)

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ما حلف اللہ بحیة احد الا بحیة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال تعالیٰ:

لعمرك انهم نفي سكرتهم يعمهون O وحياتك يا محمد-

یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی زندگی کہ قسم یاد نہ فرمائی سوائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ آئیے: لعمرك میں فرمایا تیری جان کی قسم اے محمد۔

(الدر المنثور بحوالہ ابن مردودیہ تحت الآیہ ۱۵ / ۲۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۸۰)

ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن مردودیہ، ابن بیہقی، ابو نعیم، ابن عساکر، بغوی حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ما خلق الله وما خذاء وما	اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ
براء نفسا اكرم عليه من محمد	پیدا کیا، نہ آفرینش فرمایا جو اسے محمد صلی
صلى الله تعالى عليه وسلم وما	اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز ہو، نہ
حلف الله بحياة احد الا بحياة	کبھی ان کی جان کے سوا کسی کی جان کی
محمد صلى الله تعالى عليه	قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے تیری
وسلم لعمرك انهم لفي	جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک
سكرتهم يعمهون-	رہے ہیں۔

(الدر المنثور بحوالہ ابی یعلیٰ و ابن جریر و ابن مردودیہ و البیہقی تحت الآیہ ۱۵ / ۲۷ بیروت ۵ / ۸۰)

(جامع البیان تحت الآیہ ۱۵ / ۲۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳ / ۵۳۵۵) (دلائل النبوة لابن نعیم

الفصل الرابع عالم الكتب بیروت الجزء الاول ص ۱۲)

امام حجۃ الاسلام (ع ۱) محمد غزالی احیاء العلوم اور امام محمد بن الحجاج عبدری مکی مدخل اور امام احمد محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں ناقل حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث

طویل میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ	ہا ہی انت و احمی یا رسول اللہ
حضور پر قربان بیشک حضور کی بزرگی خدا	لقد بلغ من فضيلتك عند الله
تعالیٰ کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ حضور کی	تعالیٰ ان اقسام بھیاتک دون
زندگی کی قسم یاد فرمائی، نہ باقی انبیاء علیہ	سائر الانبياء ولقد بلغ من
الصلوٰہ و السلام کی۔ اور تحقیق حضور کی	فضيلتك عنده ان اقسام
فضلیت خدا کے یہاں اس نہایت کی	بتراب قدميك فقال: لا اقسام
ٹھہری کہ حضور کی خاک پاک کی قسم یاد	بهذا البلد۔
فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے قسم اس شہر	
کی۔	

(المواهب اللدنیہ المقصد السادس النوع الخامس الفصل الخامس المکتبہ الاسلامی بیروت ۳  
/۲۱۵) (نیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض الباب الاول الفصل الاول الفصل الرابع مرکز اہلسنت  
ہند/۱۹۶)

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج میں فرماتے ہیں:

یہ لفظ ظاہری نظر میں اللہ تعالیٰ رب	این لفظ در ظاہر نظر
العزت کی طرف نسبت کرنے میں سخت	سخت مے در آید نسبت بجناب
ہیں۔ جب یوں کہتے ہیں کہ اللہ رب	عزت چوں گویند کہ سو گندم
العزت حضرت رسالت مآب کی خاک پا	خورد بخاکپائے حضرت
کی قسم ارشاد فرماتا ہے اور نظر حقیقت	مرسالت و نظر بحقیقت معنی
میں معنی بالکل پاک و صاف ہے کہ اس	صاف و پالاست کہ غبار مے
پر غبار نہیں اس کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ رب	نیست برآں تحقیق این سخن

آنست کہ سو گند خور دن  
حضرت رب العزت جل جلاله  
بچیزے غیر ذات و صفات خود  
برائے اظہار شرف و فضیلت و  
تمیز آن چیز است نزد مردم و  
نسبت بایشان تا بدانند کہ آن  
امر عظیم و شریف است، نہ  
آنکہ اعظم است نسبت بونہ  
تعالی الخ۔

العزت کا اپنی ذات و صفات کے علاوہ  
کسی چیز کی قسم یا فرمانا اس لیے ہوتا ہے  
کہ لوگوں کے نزدیک لوگوں کہ نسبت  
اس چیز کا شرف، فضیلت اور ممتاز ہونا  
ظاہر ہو جائے تاکہ وہ جان لیں کہ یہ چیز  
عظمت و شرف والی ہے۔ یہ مطلب نہیں  
ہوتا کہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کی نسبت اعظم ہے  
الخ

(مدارج النبوة باب سوم در بیان فضل و شرافت مکتبہ نوریہ رضویہ کمر ۱/ ۶۵)

پھر مزید کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

آیت تاسعہ قال تعالیٰ عظمتہ علیٰ ان یبعثک ربک

مقاماً محموداً۔ (القرآن الکریم ۱۷/ ۷۹)

نویں آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا

تعریف کے مقام میں۔

صحیح بخاری و جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

مروی ہے فرمایا:

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین

سئل رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا:

تعالیٰ علیہ وسلم عن المقام

مقام محمود کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: شفاعت۔

المحمود فقال هو الشفاعة۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ ۱۷ باب قولہ عسیٰ ان یمسک الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲)

(جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۳۲)  
اسی طرح احمد و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

سئل عنها رسول الله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
صلى الله تعالى عليه وسلم  
يعنى قوله عسى ان يبعثك  
تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے  
ربك مقاما محموداً فقال هي  
جہاں سب تمہاری حمد کریں، کے  
الشفاعة .  
بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا  
وہ شفاعت ہے۔

(مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۴۴) (نیم الریاض شرح شفاء  
القاضی عیاض بحوالہ احمد و البیہقی فصل فی تفضیلہ بالشفاعة ۲/ ۳۴۵)

اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور، جن  
کی بعض ان شاء اللہ تعالیٰ ہیکل دوم میں مذکور ہوں گی۔

اس دن آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام  
نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انالہا انالہا۔

(الشفاء جعفریہ حقوق المصطفیٰ فصل فی تفضیلہ بالشفاعة المطبعة الشركة الصحافیۃ ۱/ ۱۸۰)

میں ہوں شفاعت کے لیے، میں ہوں شفاعت کے لیے۔

انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم۔ سب  
سر بگریبان، وہ ساجد و قائم۔ سب محل خوف میں، وہ آمن و ناہم۔ سب اپنی فکر میں،  
انہیں فکر عوالم۔ سب زیر حکومت، وہ مالک و حاکم،۔ بارگاہِ الہی میں سجدہ کریں گے۔ ان  
کا رب انہیں فرمائے گا:

یا محمد ارفع رأسک وقل اے محمد! اپنا سراٹھاؤ اور عرض کرو



تسبع وسل تعطه واشفع  
 کہ تمہاری عرض سنی جائے گی، اور مانگو کہ  
 تشفع۔ تمہیں عطا ہوگا، اور شفاعت کرو تمہاری

شفاعت قبول ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰۹)  
 اس وقت اولین و آخرین میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حمد و ثناء کا  
 غلغلہ پڑ جائے گا اور دوست، دشمن، موافق، مخالف، ہر شخص حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم) کی افضلیت کبریٰ و سیادت عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔ والحمد لله رب  
 العالمین۔

مقام محمود و نامت محمد

بہ نیساں مقامے و نامے کہ وارد

(آپ کا مقام محمود اور نام محمد ہے، ایسا مقام اور نام کون رکھتا ہے۔)

امام محی السنۃ بغوی معالم التنزیل میں فرماتے ہیں:

عن عبد الله رضى الله  
 تعالیٰ عنه قال ان الله عزوجل  
 اتخذ ابراهيم خليلا وان  
 صاحبكم صلى الله تعالى عليه  
 وسلم خليل الله واكرم الخلق  
 على الله ثم قرأ عسى ان يبعثك  
 ربك مقام محمودا O قال  
 يجلسه على العرش.  
 یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے مروی بیشک اللہ عزوجل نے  
 ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا۔  
 اور بیشک تمہارے آقام محمد صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کے خلیل اور تمام خلق سے زیادہ  
 اس کے نزدیک عزیز و جلیل ہیں۔ پھر یہ  
 آیت تلاوت کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں  
 روز قیامت عرش پر بٹھائے گا۔

(معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الآیۃ ۱۷/۹۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۱۰۹)

وعزا نحوه في المواهب اس کی مثل مواہب میں ثعلبی کی  
للثعلبی۔ طرف منسوب ہے۔

(المواهب اللدنیة الفصل الثالث الشفاعة والقام المحمود المكتب الاسلامی بیروت ۳/ ۶۳۲)  
امام عبد بن حمید وغیرہ حضرت مجاہد تلمیذ رشید حضرت جبر الامہ عبد اللہ بن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں راوی: مجلسہ اللہ تعالیٰ معہ علی  
العرش۔ (المواهب اللدنیة عن القسطلانی المقصد العاشر الفصل الثالث المكتب الاسلامی بیروت ۴  
/ ۶۳۲) (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة بحوالہ عبد بن حمید وغیرہ المقصد العاشر الفصل الثالث ۸/ ۳۶۸)  
اللہ تعالیٰ انہیں عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ یعنی معیت تشریف و تکریم کہ وہ  
جلوس و مجلس سے پاک و متعالی ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں ناقل امام علامہ سید الحافظ شیخ الاسلام ابن حجر  
عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجاہد کا یہ قول نہ از روئے نقل مدفوع نہ از جہت نظر  
ممنوع، اور نقاش نے ابو داؤد صاحب سنن رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا۔

من انکر هذا القول فهو من انکر قول سے انکار کرے وہ متہم  
مہم۔ ہے۔

(المواهب اللدنیة عن العسقلانی المقصد العاشر الفصل الثالث المكتب الاسلامی بیروت ۳/ ۶۳۳)  
اسی طرح امام دارقطنی نے اس قول کی تصریح فرمائی، اور اس کے بیان میں چند  
اشعار نظم کیے۔

کما فی نسیم الریاض (جیسا کہ نسیم الریاض میں ہے۔)  
ابو الشیخ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:  
ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم یوم القیمة یجلس قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر  
پیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز

علی کرسی الرب بین یدی جلوس فرمائیں گے۔  
الرب۔

(المواہب اللدنیہ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴ / ۶۳۳ و ۶۳۴)

معالم میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

يقعد على الكرسي -

(معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الآیہ ۱۷ / ۹۷ دار المکتب العلمیہ بیروت ۳ / ۱۰۹)

اللہ تعالیٰ انہیں کرسی پر بٹھائے گا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ واصحابہ اجمعین،  
والحمد لله رب العلمین (اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے آپ پر، آپ کی آل پر  
اور آپ کے تمام صحابہ پر، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو کل جہانوں کا  
پروردگار ہے۔)

پھر آگے مزید فرماتے ہیں:

ہیکل دوم میں لآلی متلالی احادیث جلیلہ

تائش اول چند وحی ربانی علاوہ آیات کریمہ قرآنی

وحی اول (i)

حاکم، بیہقی، طبرانی، آجری، ابو نعیم، ابن عساکر امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اقرت آدم الخطیئة	یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
قال رب اسئلك بحق محمد لما	خطا کا ارتکاب کیا تو انہوں نے اپنے
غفرت لی، قال و کیف عرفت	رب سے عرض کی، اے رب میرے!
محمدًا قال لانك لما خلقتنی	صدقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری
بیدك و نفخت فی من روحك	مغفرت فرما۔ رب العلمین نے فرمایا: تو

رفعت رأسي فرأيت على قوائم  
العرش مكتوباً لا اله الا الله  
محمد رسول الله فعلمت انك  
لم تضيف الی اسمك الا احب  
الخلق اليك قال صدقت يا دم  
ولو لا محمد ما خلقتك ۱۔ وفي  
رواية عند الحاكم فقال الله  
تعالى صدقت يا دم انه لا احب  
الخلق الی اما اذا سئلتني بحقه  
فقد غفرت لك ولو لا محمد ما  
غفرت وما خلقتك ۲۔

نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو  
کیونکر پہچانا؟ عرض کی: جب تو نے مجھے  
اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں  
اپنی روح ڈالی میں نے سراٹھایا تو عرش  
کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
لکھا پایا، جانا کہ تو نے اپنے نام کے  
ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق  
سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:  
اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے  
تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، اب کہ تو  
نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے  
مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں، اور  
اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو  
میں تیری مغفرت نہ کرتا، نہ تجھے بناتا۔

(۱) دلائل النبوة للبيهقي باب ما جاء في تحدث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بجمعة ربه ابرخ  
دارالكتب العلمية بيروت ۵/ ۳۸۹) (تاريخ دمشق الكبير ترجمه عليه السلام ۷۷۷ دار احیاء التراث العربی  
بیروت ۷/ ۳۰۹) (۲) المسند رک للمحکم کتاب التاريخ استغفار آدم بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم دار الفکر  
بیروت ۲/ ۶۱۵) (کنز العمال بحوالہ ک وغیرہ حدیث ۳۲۱۳۸ موسسة الرساله بیروت ۱۱/ ۳۱۵)

بیہقی وطبرانی کی روایت میں ہے: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی:

رأيت في كل موضع من  
الجنة مكتوباً لا اله الا الله محمد  
میں نے ہر جگہ جنت میں لا الہ الا  
اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا، تو جانا کہ وہ

رسول الله فعلبت انه اكرم تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ  
خلقتك عليك۔ عزت والا ہے۔

(الثناء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثالث الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافية ۱  
/ ۱۳۸) (نیم ریاض بحوالہ البیہقی والطبرانی الباب الثالث الفصل الاول مرکز الملتی برکات رضا  
مجمعات ہند ۲/ ۲۲۳)

آجری کی روایت میں ہے:

فعلبت انه ليس احمد مجھے یقین ہوا کہ کسی کا رتبہ تیرے  
اعظم قدراً عندك ممن جعلت نزدیک اس سے بڑا نہیں جس کا نام تو  
امسه مع اسمك۔ نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔

(الثناء بتعريف حقوق المصطفى الباب الثالث الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافية ۱/ ۱۳۸)

## وحی دوم (۲)

حاکم بافادہ تصحیح عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

اوحى الله تعالى الى عيسى  
يا عيسى امن بحمد وأمر من  
ادرك من امتك ان يؤمنوا به  
فلولا محمد ما خلقت آدم  
ولولا محمد ما خلقت الجنة ولا  
النار ولقد خلقت العرش على  
الماء فاضطرب فكتبت عليه  
لا اله الا الله محمد رسول الله  
فسكن۔  
الله تعالى نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کو وحی بھیجی اے عیسیٰ! ایمان  
لا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور تیری  
امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں  
انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کہ اگر  
محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا میں  
آدم کو نہ پیدا کرتا، نہ جنت دوزخ بناتا،  
جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اسے  
جنبش تھی میں نے اس پر لا اله الا اللہ محمد

رسول اللہ لکھ دیا، پس ٹھہر گیا۔

(المسجد رک للمحکم کتاب التاریخ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیار دار الفکر بیروت ۲/ ۶۱۵)

وحی سوم (۳)

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا۔ آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ حضور کو کیا فضل دیا۔ فوراً جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نازل ہوئے اور عرض کی حضور کا رب ارشاد فرماتا ہے:

ان كنت اتخذت ابراهيم	اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا،
خليلاً فقد اتخذتك من قبل	تمہیں حبیب کیا۔ اور اگر موسیٰ سے زمین
حبيبا وان كنت كلمت موسى	میں کلام فرمایا، تم سے آسمان میں کلام
في الارض تكليماً. فقد كلمتك	کیا۔ اور اگر عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا
في السماء. وان كنت خلقت	تو تمہارا نام آفرینش خلق سے دو ہزار
عيسى من روح القدس فقد	برس پہلے پیدا کیا۔ اور بیشک تمہارے
خلقت اسمك من قبل ان اخلق	قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے
الخلق بالفى سنة ولقد وطئت في	پہلے کوئی گیا نہ تمہارے بعد کسی کو رسائی
السماء موطئاً لم يطأه احد	ہو۔ اور اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا
قبلك ولا يطأه احد بعدك.	تمہیں ختم الانبياء کیا اور تم سے زیادہ
وان كنت اصطفيت آدم فقد	عزت و کرامت والا کسی کو نہ بنایا،
ختمت بك الانبياء وما	قیامت میں میرے عرش کا سایہ تم پر
خلقت خلقاً اكرم على منك	گستردہ، اور حمد کا تارج تمہارے سر

(وساق الحديث الى ان قال) پر آراستہ، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میری یاد نہ ہو، جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ اور بیشک میں نے دنیا و اہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں، اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

ظل عرشي في القيامة عليك  
ممدود تاج الحمد على رأسك  
معقود وقرنت اسمك مع اسمي  
فلا اذكر في موضع حتى تذكر  
معي . ولقد خلقت الدنيا  
واهلها لاعرفهم كرامتك  
ومنزلتك عندي . ولولاك ما  
خلقت الدنيا.

(تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروج الی السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۲۹۷)

### وحی چہارم (۴)

دیلمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتانی جبریل فقال ان الله  
يقول لولاك ما خلقت الجنة  
ولولاك ما خلقت النار.

میرے پاس جبریل نے حاضر ہو کر عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا، اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو نہ بناتا۔

(کنز العمال بحوالہ دیلمی عن ابن عباس حدیث ۳۲۰۲۵ موسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۳۱)

یعنی آدم و عالم سب تمہارے طفلی ہیں، تم نہ ہوتے تو مطیع و عاصی کوئی نہ ہوتا، جنت و نار کس کیلئے ہوتیں، اور خود جنت و نار اجزائے عالم سے ہیں، جن پر تمہارے وجود کا پرتو پڑا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مقصود ذاتِ اوست دگر جملگی طفیل  
 منظور نور اوست دگر جملگی ظلام  
 (مقصود ان کی ذات ہے باقی تمام طفیلی ہے، فقط انہی کا نور دکھائی  
 دیتا ہے باقی سب تاریکیاں ہیں۔)

### وحی پنجم (۵)

ابو نعیم حلیہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید  
 المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

او حی اللہ تعالیٰ ائی موسیٰ	اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
نبی بنی اسرائیل انہ من لقینی	والسلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کو خبر دے
وہو جاحد باحمد ادخلتہ النبار	دے کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ
قال یارب ومن احمد قال	میں ڈالوں گا۔ عرض کی: اے میرے
ما خلقتک خلقاً اکرم علی منہ	رب! احمد کون ہے؟ فرمایا: میں نے کوئی
کتبت اسمہ مع اسمی فی	مخلوق اس سے زیادہ اپنی بارگاہ میں
العرش قبل ان خلق السموات	عزت والی نہ بنائی، میں نے آسمان
والارض ان الجنة محرمة علی	وزمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام
جميع خلقی حتی یدخلها هو	اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا، اور جب
وامتہ قال ومن امتہ قال	تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہو لے
الحمادون (و ذکر صفتہم ثم	جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کی
قال) قال اجعلنی نبی تک	: الہی! اس کی مات کون ہے؟ فرمایا: وہ
الامة قال نبیہا منها قال	بڑی حمد کرنے والی - اور ان کی
اجعلنی من امة ذلک النبی قال	اور صفاتِ جلیلہ نے ارشاد فرمائیں۔



استقدمت واستاخر ولكن  
ساجع بينك وبينه في دار  
الخلد۔  
عرض کی الہی! مجھے اس امت کا نبی کر۔  
فرمایا: ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔  
عرض کی: الہی مجھے اس نبی کی امت میں  
کر۔ فرمایا: تو زمانہ میں مقدم اور وہ  
متاخر ہے، مگر ہمیشگی کے گھر میں تجھے  
اور اسے جمع کروں گا۔

(الخصائص الكبرى بحوالہ ابی نعیم فی الحلیۃ باب ذکرہ فی التوارۃ والانجیل الخ مرکز السنۃ کجرات ہند ۱/۱۲)

### وحی ششم (۶)

ابن عساکر وخطیب بغدادی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید  
المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما سرى بى قربى ربى حتى  
كان كان بينى وبينه كقاب  
قوسين او احثى وقال لى يا  
محمد! هل غمك ان جعلتك اخر  
النبين قلت لا (يا رب) قال  
فهل غم امتك ان جعلتهم  
اخر الامم. قلت لا (يا رب)،  
قال اخبر امتك انى جعلتهم  
اخر الامم لافضع الامم عند  
هم ولا افضحهم عند الامم۔  
شب اسراء مجھے میرے رب نے  
اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو  
کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا۔  
رب نے مجھے سے فرمایا: اے محمد (صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!) کیا تجھے کچھ برا معلوم  
ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے متاخر  
کیا۔ عرض کی: نہیں اے رب میرے  
! فرمایا: کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں  
نے انہیں سب امتوں سے پیچھے کیا۔ میں  
نے عرض کی نہیں اے رب میرے!  
فرمایا: اپنی امتوں سے اس لئے پیچھے کیا

کہ اور امتوں کو ان کے سامنے  
رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا  
نہ کروں۔

(تاریخ دمشق الکبیر ذکر عروجہ الی السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۹۶۲۹۵) (تاریخ

بغداد ترجمہ احمد بن محمد النزولی ۲۵۵۷ دار الکتاب بیروت ۵/ ۱۳۰)

### وحی ہفتم (۷)

ابونعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ (عہ ۲) رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
دلائل النبوة میں راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما فرغت مما امرني الله به  
من امر السموات قلت يا رب  
انه لم يكن نبي قبلي الا وقد  
اكرمته جعلت ابراهيم خليلا  
وموسى كليما وسخرت لداود  
الجبال ولسليمان الرياح  
والشياطين واحييت لعيسى  
الموتى فما جعلت لي؟ قال او  
ليس اعطيتك افضل من ذلك  
كله لا اذكر الا ذكرت معنى  
الحديث۔

جب میں حسب ارشاد الہی سیر  
سموات سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض  
کی: اے رب میرے! مجھ سے پہلے  
جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے  
۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل کیا  
، موسیٰ علیہ السلام کو کلیم۔ داؤد علیہ السلام  
کے لیے پہاڑ مسخر کیے، سلیمان علیہ  
السلام کے لیے ہوا اور شیاطین۔ عیسیٰ علیہ  
السلام کے لیے مردے جلانے، میرے  
لئے کیا کیا، ارشاد ہوا، کیا میں نے تجھے  
ان سب سے بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد  
نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا  
جائے۔

(الدر المنثور بحوالہ ابی نعیم فی الدلائل تحت الایۃ ۹۴ / ۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸ / ۵۰۴) (دلائل النبوة للسیہتی باب الدلیل علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرج بہ الی السماء الخ دار احیاء التراث العلمیہ بیروت ۲ / ۴۰۲)

عہ ۲: واضح ہو کہ محدثین کے نزدیک تعدد صحابی سے حدیث متعدد ہو جاتی ہے۔ ۱۲ منہ

اور اس کے سوا اور فضائل ذکر فرمائے۔ یہ لفظ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے رب عزوجل نے فرمایا:

ما اعطيتك خيرا من  
ذلك اعطيت الكوثر وجعلت  
اسمك مع اسمی ینادی بہ فی  
جوف السماء (الی ان قال)  
وخبأت شفاعتك ولم اخبأها  
النبي غيرك .  
یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان  
سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا  
فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے  
ساتھ کیا جو ف آسمان میں اس کی ندا ہوتی  
ہے، اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر  
رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت  
نہ دی۔

(الشفاء جعفر بن حقوق المصطفیٰ القسم الاول الباب الثالث الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافية ۱ / ۱۳۴)

### وحی ہشتم (۸)

امام اجل حکیم ترمذی و بیہقی وابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتخذ الله ابراهيم خلیلا  
وموسیٰ نجیاً واتخذنی حبیباً ثم  
الله تعالیٰ نے ابراہیم اور موسیٰ کو نجی  
کیا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔ پھر فرمایا

قال وعزتي وجلالي لا وثرن  
حبیبی علی خلیلی ونجی۔  
مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم بیشک اپنے  
پیارے کو اپنے خلیل اور رنجی پر تفضیل  
دوں گا۔

(الدر المنثور تحت الایة ۳ / ۱۲۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲ / ۶۵۶) (کنز العمال حدیث

۳۱۸۹۳ مؤرۃ الرسالة بیروت ۱۱ / ۳۰۶)

### وحی نہم (۹)

ابن عساکر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قال لی ربی عزوجل نحلت  
ابراہیم خلتی وکلمت موسیٰ  
تکلیما واعطیت یا محمد کفاحا۔  
مجھ سے میرے رب عزوجل نے  
فرمایا: میں نے ابراہیم کو اپنی خلت بخش  
اور موسیٰ سے کلام کیا اور تجھے اے محمد اپنا  
مواجه عطا فرمایا (کہ پاس آ کر بے پردہ  
وجہاب میرا وجہ کریم دیکھا)

(تاریخ دمشق الکبیر ذکر عروجہ الی السماء واجتماع الی الانبیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳ / ۲۹۶)

### وحی دہم (۱۰)

نبیہتی وہب بن منبہ سے راوی:

اوحی فی الزبور یا داؤد انه  
سیاتی بعدک من اسمہ احمد و  
محمد صادقاً نبیاً لا اغضب  
علیہ اهدا ولا یغضبنی اهدا (الی  
قولہ) امتہ مرحومة اعطیتہم  
اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی  
بھیجی: اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ  
سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے،  
میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا اور نہ  
وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا۔ اس کی

من النوافل مثل ما اعطيت  
الانبياء وافترضت عليهم  
الفرائض التي افترضت على  
الانبياء والرسل حتى ياتوني  
يوم القيامة نور هم مثل نور  
الانبياء (الى ان قال) يا داؤد  
فاني فضلت محمدا وامته على  
الامم كلها الى اخره.

امت امت مرحومہ ہے، میں نے  
انھیں وہ نوافل عطا کئے جو پیغمبروں کو  
دیے، اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہراے  
جو انبیاء اور رسل پر فرض تھے، یہاں تک  
کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس  
حال پر حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل  
نور انبیاء کے ہوگا۔ اے داؤد! میں نے  
محمد کو سب سے افضل کیا۔ اور اس کی  
امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(دلائل النبوة باب صفة الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی التوراة والانجیل الخ دار الکتب العلمیۃ

بیروت ۱/۳۸۰)

### وحی یازدہم (۱۱)

ابو نعیم و بیہقی حضرت کعب احبار سے راوی، ان کے سامنے ایک شخص نے  
خواب بیان کیا، گویا لوگ حساب کے لیے جمع کئے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے  
، ہر نبی کے ساتھ اس امت آئی، ہر نبی کے لیے دو نور ہیں، اور ان کے ہر پیرو کے  
لیے ایک نور جس کی روشنی میں چلتا ہے۔ پھر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلائے گئے ان  
کے سر انور و زوئے منور کے ہر بال سے جدا جدا نور کے بکے بلند ہیں جنھیں دیکھنے  
والا تمیز کرے، اور ان کے ہر پیرو کے لیے انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں  
راہ چلتا ہے۔

کعب نے خواب سن کر فرمایا: باللہ الذی لا الہ الا هو رأیت هذا فی

منامک۔ تجھے قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا۔ کہا ہاں، والذی نفسی بینہا انہا الصفة محمد وامتہ وصفة الانبیاء وامتہا فی کتاب اللہ تعالیٰ فکانما قرأتہ فی التوراة۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک بعینہ کتاب اللہ میں یوں ہی صفت لکھی ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت اور انبیائے سابقین اور ان کی امتوں کی، گویا تو نے توریت میں پڑھ کر بیان کیا۔

(الخصائص الکبریٰ باب ذکرہ فی التوراة والانجیل الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات البند ۱/۱۶)

### وحی دوازدهم (۱۲)

امام قسطلانی مواہب لدنیہ و منخ محمدیہ میں رسالہ میلاد و امام علامہ ابن طغریبک سے ناقل مروی ہوا، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: الہی! تو نے میری کنیت ابو محمد کس لئے رکھی؟ حکم ہوا: اے آدم! بنا سرائٹھا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرائٹھا یا سراپردہ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا۔ عرض کی: الہی! یہ نور کیا ہے؟ فرمایا:

هذا نور نبی من ذریئتک  
اسمہ فی السماء احمد وفی  
الارض محمد لولاء ما خلقتک  
ولا خلقت سماء والارض۔  
یہ نور ایک نبی کا ہے تیری ذریت  
یعنی اولاد سے، اس کا نام آسمان میں احمد  
ہے اور زمین میں محمد، اگر وہ نہ ہوتا تو میں  
تجھے نہ بناتا، نہ آسمان و زمین کو پیدا  
کرتا۔

(المواہب اللدنیہ طبعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۰)

### وحی سیزدهم (۱۳)

وفیہ اعنی فی المواہب مروی ہوا، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے باہر

آئے، ساقِ عرش اور ہر مقام بہشت میں نامِ پاکِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام الہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا۔ عرض کی: الہی! یہ محمد کون (عہ) ہے؟ فرمایا: هذا ولدك الذي لولاه ما خلقتك یہ تیری بیٹا ہے، یہ اگر نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا۔ عرض کی: الہی! اس بیٹے کی حرمت سے اس بات پر رحم فرما۔ ارشاد ہوا: اے آدم! اگر تو محمد کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان و زمین کی شفاعت کرتا ہم قبول فرماتے۔

(المواہب اللدنیۃ استشفاع آدم بہ صلی اللہ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۸۲)

عہ: اقول باللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) جنت سے باہر آنا، اور خوفِ الہی کے عظیم پہاڑوں کا دل مبارک پر دفعۃً ٹوٹ پڑنا، پھر اپنی لغزش کی یاد اور اس پر ندامت، اور اللہ جل جلالہ سے حیاء و خجالت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس وقت کی حالت احاطہ تقریر و تحریر میں نہیں آسکتی۔ ایسے حال میں اگر آدمی اگلی جانی پہچانی بات بھی ذہول کرے تو اصلاً جائے تعجب نہیں، فافہم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

وحی چہار دہم (۱۴)

امام ابن سبع و علامہ غزنی سیدنا مولا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ناقل:

ان الله تعالى قال لنبيه  
من اجلك اسطح البطحاء  
واموج الموح و ارفع السماء  
واجعل الثواب والعقاب.  
ذكرة الزرقاني في الشرح.  
يعني الله تعالى نے اپنے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا: میں تیرے لئے  
بچھاتا ہوں زمین، اور موجزن کرتا ہوں  
دریا، اور بلند کرتا ہوں آسمان، اور مقرر  
کرتا ہوں جزا و سزا۔ (اس کو زرقانی نے  
شرح میں ذکر کیا ہے)

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن سبع عن علی رضی اللہ عنہ المقصد الاول ۱/ ۴۴)

ان سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود حضور سید  
الکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں پایا۔ ع  
وہ جو نہ تے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو  
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے  
(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کرجی ۱/۷۹)

### وحی پانزدہم (۱۵)

فی فتاوی الامام سراج الدین البلقینی (امام سراج الدین بلقینی کے فتاوی  
میں۔)

اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا:

قد مننت عليك بسبعة      میں نے تجھ پر سات احسان کئے  
اشیاء اولها انی لم اخلق فی      ، ان میں پہلا یہ ہے کہ آسمان و زمین میں  
السموات والارض اکرم علی      کوئی تجھ سے زیادہ عزت والا نہ بنایا۔  
منک۔

(المخ المکیہ فی شرح الہمزیہ بحوالہ السراج البلقینی فی فتاویہ شعر الجمع المشفاء فی ابوظہبی ص ۱۲۱)

### وحی شانزدہم (۱۶)

امام اجل فقیہ محدث عارف باللہ استاد ابو القاسم قشیری اور مفسر ثعلبی پھر علامہ احمد  
قسطانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں حق عز جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ  
الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا:

الجنة حرام علی الانبیاء      جنت انبیاء پر حرام ہے جب تک تم  
حتی تدخلها وعلی الامم حتی      داخل نہ ہو اور امتوں پر حرام ہے جب  
تدخلها امتک۔      تک تمہاری امت نہ جائے



(المواهب اللدنیة المقصد الخامس الاسراء والمعراج المكتب الاسلامی بیروت ۳ / ۹۳) (تفسیر  
القشیری تحت الایة ۵۳ / ۱۰ ادار الکتب العلمیة بیروت ۳ / ۲۳۸) (الکشف والبیان) (تفسیر الثعلبی) تحت  
الایة ۵۳ / ۱۰ ادار احیاء التراث العربی بیروت ۹ / ۱۳۹)

### وحی ہفد ہم (۱۷)

علامہ ابن ظفر کتاب خیر البشر، پھر قسطلانی و شامی و حلبی و دحبی و غیر ہم علماء اپنی  
تصانیف جلیلہ میں ناقل، رب العزت تبارک و تعالیٰ کتاب شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام  
میں فرماتا ہے:

عبدی الذی سرت بہ	میرا بندہ جس سے میرا نفس شاد
نفسی انزل علیہ وحی فیظہر فی	ہے اس پر اپنی وحی اتاروں گا، وہ تمام
الامم عدل و یوصیہم الوصایا	امتوں میں میرا عدل ظاہر کرے گا اور
ولا یضحک ولا یسمع صوتہ فی	انہیں نیک باتوں پر تاکید فرمائے گا، بے
الاسواق یفتح العیون العور و	جانہ ہنسنے گا، اور بازاروں میں اس کی
الاذان الصم و یحیی القلوب	آواز نہ سنی جائے گی، اندھی آنکھیں اور
الغلف وما اعطیہ لا اعطى	بہرے کان کھول دے گا، اور غافل
احدا مشفح یحمد اللہ حمدا	دلوں کو زندہ کرے گا، میں جو اسے عطا
جدیدا۔	کروں گا وہ کسی کو نہ دوں گا۔ مشفح اللہ کی نئی
	حمد کرے گا۔

(سبل الہدی والرشاد ادار الکتب العلمیة بیروت ۱ / ۵۱۳ المواهب اللدنیة المكتب الاسلامی بیروت ۲ / ۵۳)

مشفح ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اور محمد سے ہموزن وہم  
معنی ہے یعنی بکثرت و بار بار سراہا گیا۔

## وحی ہیجد ہم (۱۸)

علامہ فارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں چند آیات توریت نقل فرمائیں جن میں حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یاموسی احمدنی اذا مننت	اے موسیٰ! میری حمد بجالا جبکہ میں
علیک مع کلامی ایاک بالایمان	نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہم کلامی کے
باحمد ولو لم تقبل الایمان	ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا، اور اگر
باحمد ما جاورتنی فی داری ولا	تو احمد پر ایمان لانا نہ ماننا میرے گھر
تنعبت فی جنتی یاموسی من لم	میں مجھ سے قرب نہ پاتا، نہ میری جنت
یومن باحمد من جمیع	میں چھین کرتا۔ اے موسیٰ تمام مرسلین
المرسلین ولم یصدقہ ولم	سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے اور اس
یشتق الیہ کانت حسناتہ	کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ
مردودة علیہ و منعتہ حفظ	ہو اسکی نیکیاں مردود ہوں گی، اور اسے
الحکمة ولا ادخل فی قلبہ نور	حکمت کے حفظ سے روک دوں گا، اور
الهدی و امحو اسمہ من النبوة یا	اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں
موسی من امن باحمد و صدقته	گا، اور اس کا نام دفتر انبیاء سے مٹا دوں
اولئک ہم الفائزون و من کفر	گا۔ اے موسیٰ! جو احمد پر ایمان لائے اور
باحمد و کذبہ من جمیع خلقی	اس کی تصدیق کی وہی ہیں مراد کو پہنچنے
اولئک ہم الخسرون اولئک	والے، اور میری مخلوق میں جس نے احمد
هم النادمون اولئک هم	سے انکار اور اس کی تکذیب کی وہی
الغافلون.	زیاں کار، وہی ہیں پشیمان، وہی ہیں بے

خبر۔

(مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۵۵)

الحمد لله یہ آیتیں خوب ظاہر فرماتی ہیں اس عہد و پیمان کو جو آیہ کریمہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ میں مذکور ہوا۔ (القران الکریم ۸۱/۳)

### تذییل

بعض روایات میں ہے حق عز جلالہ اپنے حبیب کریم افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا ہے:

یا محمد انت نور نوری  
وسر سری وکنوز ہدایتی  
وخزائن معرفتی جعلت فداء  
لك ملكی من العرش الی ما  
تحت الارضین کلہم یطلبون  
رضائی وانا اطلب رضاك یا  
محمد۔  
اے محمد! تو میرے نور کا نور  
ہے، اور میرے راز کا راز، اور میری  
ہدایت کی کان۔ اور میری معرفت کے  
خزانے! میں نے اپنا ملک عرش سے لے  
کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان  
کر دیا۔ عالم میں جو کوئی ہے سب میری  
رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا  
ہوں یا محمد!۔

اللہم رب محمد صل علی  
محمد وال محمد اسالك برضاك  
عن محمد ورضا محمد عنك ان  
ترضی عنا محمد او ترضی عنا  
بمحمد امین الہ محمد وصل علی  
محمد وال محمد وبارک وسلم۔  
اے اللہ، اے رب محمد، درود نازل  
فرما محمد مصطفیٰ اور ان کی آل پر۔ میں تجھ  
سے سوال کرتا ہوں محمد مصطفیٰ پر تیرے  
راضی ہونے اور تجھ پر محمد مصطفیٰ کے راضی  
ہونے کے وسیلے سے کہ تو محمد مصطفیٰ کو ہم  
پر راضی کر دے اور محمد مصطفیٰ کے وسیلہ  
سے تو ہم پر راضی ہو جا۔ اے محمد مصطفیٰ

کے معبود! ہماری دعا قبول فرما اور محمد  
مصطفیٰ اور آپ کی آل پر درود بھیج اور  
برکت و سلامتی نازل فرما۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ص ۲۱۸-۲۰۳ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



## وَالْبِعْرَاجِ

### صاحب معراج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مِعْرَاجِ {مِعْ + رَاجِ} (عربی)۔

ع ر ج، عُرُوج، مِعْرَاجِ عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب سے مشتق اسم

ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آسمان پر جانا اور تجلیات الہی کا نظارہ کرنا۔

رحمتوں کے تاج والے، دو جہاں کے راج والے عرش کی معراج والے، عاصیوں کی لاج والے۔

یا نبی ﷺ سلام علیک، یا رسول ﷺ سلام علیک یا حبیب سلام

علیک، صلوة اللہ علیک!

سب خوبیاں اللہ عزَّ وَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنی محبت کے لئے اختیار فرمایا اور ان کو اپنا محبوب بنایا جو اس کی بارگاہِ قرب میں حاضر ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے، انہیں خالص شرابِ طہور پلائی، اور پھر اپنی مخلوق میں سے منتخب ہستیوں میں سے بعض کو انبیاء، بعض کو اصفیاء، بعض کو اولیاء اور بعض کو خلفاء کا مقام عطا فرمایا۔ پھر ان سب میں اپنی بارگاہِ ناز کے لئے جس ہستی کا انتخاب فرمایا وہ ہمارے آقا و مولیٰ، حبیبِ خدا، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ عزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پاک پشتوں میں رکھنے سے پہلے ہی ساری مخلوق پر ممتاز فرما کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے انعامات کی برسات کر دی، اور اپنے کرم سے مقامِ فخر عطا فرمایا اور اپنی تائید و نصرت

فرمائی۔ حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا کی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔

حضرت سیدنا نوح نَحِيُّ اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگی تو سمندر کے طوفان سے نجات پائی، جبکہ آپ علیہ السلام کی باقی قوم غرق ہو گئی۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی برکت سے نارِ نمرود سے عافیت عطا فرما کر نہ صرف قید و بند کی صعوبتوں سے نجات عطا کی گئی بلکہ آگ کے شعلوں کو بھی ٹھنڈا کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے وسیلے سے حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدیے میں جانور کی قربانی دی گئی اور آپ علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچا لیا گیا۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا لطف و کرم طلب کیا تو اُن پر بھی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مہربانی فرمائی۔ جب حضرت سیدنا عیسیٰ رُوح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام محبوبِ خدا، احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دیتے ہوئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت طلب کی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے انہیں اپنے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف عطا فرما دیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات کے سردار اور جن و انس کے امام ہیں، جنہیں (رات کے تھوڑے حصے میں) مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، پھر وہاں سے ”سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى“ تک، اور وہاں سے قَابِ قَوْسَيْنِ تک سیر کرائی گئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سواری بُراق تھی، حضرت سیدنا جبریل امین علی نبینا وعلیہ

الصلوة والسلام لگام پکڑے ہوئے تھے اور تمام نوری مخلوق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی راہ دیکھ رہی تھی۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سواری مسجد اقصیٰ پہنچی تو انبیاء کرام علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو صفوں میں کھڑے پایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امامت فرمائی تو ہر نبی ورسول علیہم السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا کی اور معراج کرانے والا رب عزّ ووجلّ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(1) سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی

الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

ترجمہ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے

گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ (پ 15، بنی اسرائیل: 1)

یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عزت و فخر کی بات ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر آسمان میں زینہ لگایا گیا، جس پر چڑھے تو بلند ہوتے گئے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے معظّم، معزّز، محترم، مکرم اور مقدّم ہو گئے۔ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب تھے، انہوں نے لمحہ بھر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دامن نہ چھوڑا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی خاطر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے، پوچھا گیا: ”اے جبریل امین (علیہ السلام)! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟“ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”یہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔“ پھر عرض کی گئی: ”کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا گیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”جی ہاں۔“ تو سارے فرشتے کہنے لگے: ”خوش آمدید!

آنے والی ہستی کتنی مبارک ہے!“ پھر تمام ملائکہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو احتراماً سلام پیش کیا، ان سب نے بھی مرحبا کہا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سحابِ جو دو سخا سے برکتیں لوٹنے لگے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ مقامات کی حدود و قیود سے بھی گزر گئے، نہ تو کسی جگہ قیام کیا اور نہ ہی پڑاؤ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قلموں کے لکھنے کی آواز اور فرشتوں کی تسبیح کی آواز سماعت فرمائی، جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے نیکوکاروں اور بدکاروں کے لئے جو جزا و سزا تیار کر رکھی ہے اس کا بھی مشاہدہ کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کی برکت سے جہنم کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی، خازنِ جنت رضوان علیہ السلام نے جنت کے محلات اور بالا خانوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے معطر کر لیا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت المعمور کی طرف بلند ہوئے، ضیاء و نور کو ملاحظہ فرمایا اور یہ بھی دیکھا کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں (جو ایک بار داخل ہو جائے) دوبارہ اُس دن تک اس کی باری نہیں آئے گی: ”يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ تَرَجِمَ كَنزَ الْاِيْمَانِ: جس دن ظالم اپنا ہاتھ چبا چبالے گا۔“ (پ ۱۹، الفرقان: ۲۷)

حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ”سِرَّةُ الْمُنْتَهَى“ پر پہنچے تو پیچھے ہٹ گئے۔ حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر عَزَّ وَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے جبریل! کیا یہاں پر دوست دوست کو چھوڑ دے گا؟“ جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ”اے تمام رسولوں کے سردار اور ربِّ العالمین کے حبیب (صلی



اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ تو پوشیدہ رازوں اور لکھے ہوئے علم کو جانتے ہیں کہ اس مقام پر حدود ختم ہو جاتی اور علوم مٹ جاتے ہیں۔ میرا یہی مقام ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا مخصوص مقام ہے۔ لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے چلے اور اپنے عزت و وقار کے انوار میں مزید اضافہ فرمائیے۔“

چنانچہ نبی مختار، رسولوں کے سالار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انوار کے حجابات سے تجاوز کرتے گئے حتیٰ کہ وہاں پہنچ گئے جہاں کوئی مقام نہیں، جدائی ختم ہو گئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حسنِ ادب کے راستے پر چلتے ہوئے، اس ذاتِ حق کے جمال کا مشاہدہ کرنے لگے جس کی پہچان، وحدانیت اور وصف، یکتائی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انوار و تجلیات کا حلقہ سجایا پس وصال کی رسی مل گئی اور دُوری ختم ہو گئی۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے گفتگو کی ابتداء سلامتی بھیجنے سے کی اور لطف فرماتے ہوئے انعام و اکرام عطا فرمائے۔

### معراج کب ہوئی؟

معراج کی تاریخ، دن اور مہینہ میں اختلافات ہیں۔ لیکن اتنی بات پر بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ معراج نزولِ وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو مکہ معظمہ میں پیش آیا اور ابن قتیبہ دینوری (المتوفی ۲۶۷ھ) اور ابن عبد البر (المتوفی ۶۳۳ھ) اور امام رافعی و امام نووی نے تحریر فرمایا کہ واقعہ معراج رجب کے مہینے میں ہوا۔ اور محدث عبدالغنی مقدسی نے رجب کی ستائیسویں بھی متعین کر دی ہے اور علامہ زرقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے اور بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ یہی سب سے زیادہ قوی روایت ہے۔

(المواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی، باب وقت الاسراء، ج ۲، ص ۷۰، ۷۱، ملحقاً)

## معراج کتنی بار اور کیسے ہوئی؟

جمہور علماء ملت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ صرف ایک بار ہوئی جمہور صحابہ و تابعین اور فقہاء محدثین نیز صوفیہ کرام کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ علامہ حضرت ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (استاد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ) نے تحریر فرمایا کہ

وَالْأَصْحَاحُ أَنَّهُ كَانَ فِي الْيَقْظَةِ  
 بِحَسْبِهِ مَعَ رُوحِهِ وَعَلَيْهِ أَهْلُ  
 السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَمَنْ قَالَ إِنَّهُ  
 بِالرُّوحِ فَقَطْ أَوْ فِي النَّوْمِ فَقَطْ  
 فَمُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ فَاسِقٌ۔

اور سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے  
 کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح  
 کے ساتھ ہوئی یہی اہل سنت و جماعت کا  
 مذہب ہے۔ لہذا جو شخص یہ کہے کہ معراج  
 فقط روحانی ہوئی یا معراج فقط خواب میں  
 ہوئی وہ شخص بدعتی و گمراہ اور گمراہ کن و  
 فاسق ہے۔

(التفسیرات الاحمدیہ، سورۃ بنی اسرائیل، ص ۵۰۵)

## دیدارِ الہی

کیا معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا؟ اس مسئلہ میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور ان حضرات نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (پ ۱۰۲، انجم: ۱۱) کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ آپ نے خدا کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی شکل و صورت میں دیکھا کہ ان کے چہ سو پر تھے اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی نے اس مسئلہ میں کہ دیکھا یا نہ دیکھا کچھ بھی کہنے سے توقف فرمایا مگر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ

تعالیٰ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

(الشفاء، جمع عرف حقوق المصطفیٰ، فصل واما رؤیة لربہ، ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۷، ملخصاً)

چنانچہ عبد اللہ بن الحارث نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا رہے لیکن ہم بنی ہاشم کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا۔ یہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى. (پ ۱۰۲، النجم: ۱۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ”رَأَيْتُ رَبِّي“، یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

محدث عبدالرزاق ناقل ہیں کہ حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور بعض متکلمین نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب تھا اور ابن اسحق ناقل ہیں کہ حاکم مدینہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ”جی ہاں“۔

اسی طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے

میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا، اتنی دیر تک وہ دیکھا کہتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔

(الشفاء، جعفر بن یحییٰ، فصل واما رویۃ لربہ، ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۷)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شریک بن عبداللہ نے جو معراج کی روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے کہ

حَتَّىٰ جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَىٰ      حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ  
وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى      المنتہیٰ پر تشریف لائے اور عزت والا جبار  
حَتَّىٰ كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ      (اللہ تعالیٰ) یہاں تک قریب ہوا اور  
أَقْنَىٰ.      نزدیک آیا کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم  
کا فاصلہ رہ گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قولہ تعالیٰ: وکلم اللہ موسیٰ... الخ، الحدیث: ۷۵۱۷، ج ۴، ص ۵۸۰، ۵۸۱)

ص ۵۸۰، ۵۸۱

بہر حال علماء اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا دیدار کیا۔ اس معاملہ میں روایت کے علاوہ ایک روایت بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی شوکت و شان اور آن بان کے ساتھ اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر بلایا اور خلوت گاہ راز میں۔۔۔۔۔ کے ناز و نیاز کے کلاموں سے سرفراز بھی فرمایا۔ مگر ان بے پناہ عنایتوں کے باوجود اپنے حبیب کو اپنا دیدار نہیں دکھایا اور حجاب فرمایا یہ ایک ایسی بات ہے جو مزاج عشق و محبت کے نزدیک مشکل ہی سے قابل قبول ہو سکتی ہے کیونکہ کوئی شاندار میزبان اپنے شاندار

مہمان کو اپنی ملاقات سے محروم رکھے اور اس کو اپنا دیدار نہ دکھائے یہ عشق و محبت کا ذوق رکھنے والوں کے نزدیک بہت ہی ناقابلِ فہم بات ہے۔ لہذا ہم عشقِ بازوں کا گروہ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح اپنی آخری سانس تک یہی کہتا رہے گا کہ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا  
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ)

### مختصر تذکرہ معراج

معراج کی رات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کی چھت کھلی اور ناگہاں حضرت جبریل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور آپ کو حرمِ کعبہ میں لے جا کر آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلبِ انور کو نکال کر آبِ زمزم سے دھویا پھر ایمان و حکمت سے بھرے ہوئے ایک طشت کو آپ کے سینے میں انڈیل کر شکم کا چاک برابر کر دیا۔ پھر آپ براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لائے۔ براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی۔ بیت المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس حلقہ میں باندھ دیا جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے پھر آپ نے تمام انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کو جو وہاں حاضر تھے دو رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔

(تفسیر روح البیان، پ ۱۵، الاسرائی، تحت الایۃ: ۱، ج ۵، ص ۱۰۶-۱۱۲ ملحقاً)

جب یہاں سے نکلے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کیے آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند فرمایا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا

لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھے پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان میں حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقاتیں ہوئیں اور کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ بوقت ملاقات ہر پیغمبر نے ”خوش آمدید! اے پیغمبر صالح“ کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ اس درخت پر جب انوار الہی کا پرتو پڑا تو ایک دم اس کی صورت بدل گئی اور اس میں رنگ برنگ کے انوار کی ایسی تجلی نظر آئی جن کی کیفیتوں کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ یہاں پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام یہ کہہ کر ٹھہر گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا۔ پھر حضرت حق جل جلالہ نے آپ کو عرش بلکہ عرش کے اوپر جہاں تک اس نے چاہا بلا کر آپ کو باریاب فرمایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ چنانچہ قرآن مجید میں فَأَوْحِي إِلَى عَبْدِي مَا أَوْحِي (پ ۲، النجم: ۱۰) کے رمز و اشارہ میں خداوند قدوس نے اس حقیقت کو بیان فرما دیا ہے۔ (مدارج النبوت، قسم اول، باب پنجم، ج ۱، ص ۱۶۲-۱۶۳ ملحقاً والمواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، المقصد الخامس فی تخصیصہ... الخ، ج ۸، ص ۳۰-۳۷)

بارگاہ الہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ و رسول کے سوا اور کون جان سکتا ہے۔

(۱) سورہ بقرہ کی آخری آیتیں۔ (۲) یہ خوشخبری کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔ (۳) امت پر پچاس وقت کی نماز۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان خداوندی عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی امت سے ان پچاس نمازوں کا بار نہ اٹھ سکے گا لہذا آپ واپس جائے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الہی میں آتے جاتے اور عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میرا قول بدل نہیں سکتا۔ اے محبوب! آپ کی امت کے لیے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس ہوں گی۔ نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر میں آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کروں گا۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم ملکوت کی اچھی طرح سیر فرما کر اور آیات الہیہ کا معاینہ و مشاہدہ فرما کر آسمان سے زمین پر تشریف لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ نے بیت المقدس سے مکہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا۔ ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں پہنچ کر چونکہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی تھا سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے واقعات کا آپ نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو رؤسائے قریش کو سخت تعجب ہوا یہاں تک کہ بعض کو رباطنوں نے آپ کو جھوٹا کہا اور بعض نے مختلف سوالات کیے چونکہ اکثر رؤسائے قریش نے بار بار بیت المقدس کو دیکھا تھا اور وہ یہ بھی جانتے

تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے ہیں اس لیے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ سے بیت المقدس کے درود یوار اور اس کی محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی آپ کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرما دیا۔ چنانچہ کفار قریش آپ سے سوال کرتے جاتے تھے اور آپ عمارت کو دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ، کتاب الانبیاء، کتاب التوحید، باب المعراج وغیرہ مسلم باب المعراج وشفاء

جلد ۱ ص ۱۸۵ و تفسیر روح المعانی جلد ۱۵ ص ۳۴ تا ص ۱۰ وغیرہ کا خلاصہ)

### سفر معراج کی سواریاں

امام علائی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر فرمایا مکہ سے بیت المقدس تک براق پر، بیت المقدس سے آسمان اول تک نور کی سیزھیوں پر، آسمان اول سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازوؤں پر، ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک حضرت جبریل علیہ السلام کے بازو پر، سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قاب قوسین تک رفر فر پر۔

(تفسیر روح المعانی، پ ۱۵، الاسرائی، تحت الایۃ: ۱، ج ۱۵، ص ۱۳)

### سفر معراج کی منزلیں

بیت المقدس سے مقام قاب قوسین تک پہنچنے میں آپ نے دس منزلوں پر قیام فرمایا اور ہر منزل پر کچھ گفتگو ہوئی اور بہت سی خداوندی نشانیوں کو ملاحظہ فرمایا۔

(۱) آسمان اول (۲) دوسرا آسمان (۳) تیسرا آسمان (۴) چوتھا آسمان (۵) پانچواں آسمان (۶) چھٹا آسمان (۷) ساتواں آسمان (۸) سدرۃ المنتہیٰ (۹) مقام مستویٰ جہاں آپ نے قلم قدرت کے چلنے کی آوازیں سنیں (۱۰) عرش اعظم۔



(تفسیر روح المعانی، پ ۱۵، الاسرائی، تحت الایۃ: ۱، ج ۱۵، ص ۱۵ ملخصاً)

## بادل کٹ گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ عرب میں نہایت ہی سخت قسم کا قحط پڑا ہوا تھا اس وقت جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ کے لیے منبر پر چڑھے تو ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر فریاد کی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بارش نہ ہونے سے جانور ہلاک اور بال بچے بھوک سے تباہ ہو رہے ہیں لہذا آپ دعا فرمائیے۔ اس وقت آسمان میں کہیں بدلی کا نام و نشان نہیں تھا مگر جوں ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھایا ہر طرف سے پہاڑوں کی طرح بادل آ کر چھا گئے اور ابھی آپ منبر پر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش کے قطرات آپ کی نورانی داڑھی پر ٹپکنے لگے اور آٹھ دن تک مسلسل موسلا دھار بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ جب دوسرے جمعہ کو آپ خطبہ کے لیے منبر پر رونق افروز ہوئے تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکانات منہدم ہو گئے اور مال مویشی غرق ہو گئے لہذا دعا فرمائیے کہ بارش بند ہو جائے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر اپنا مقدس ہاتھ اٹھا دیا اور یہ دعا فرمائی کہ "اَللّٰهُمَّ حَوِّ اَلْيَنَّا وَلَا عَلَيْنَا" اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش ہو اور ہم پر نہ بارش ہو۔ پھر آپ نے بدلی کی طرف اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا تو مدینہ کے ارد گرد سے بادل کٹ کر چھٹ گیا اور مدینہ اور اس کے اطراف میں بارش بند ہو گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب من تمطر فی المطر... الخ، الحدیث: ۱۰۳۳، ج ۱، ص ۳۵۳)

## ایک ضروری تبصرہ

یہ چند آسمانی معجزات جو مذکور ہوئے اس بات کی دلیل ہیں کہ حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی عطا کی ہوئی طاقت سے آسمانی کائنات میں بھی تصرفات فرماتے ہیں اور آپ کی خداداد سلطنت کی حکمرانی زمین ہی تک محدود نہیں بلکہ آسمان مخلوقات میں بھی آپ کی حکومت کا سکہ چلتا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے لیے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوا کرتے ہیں اور میرے دونوں آسمانی وزیر ”جبریل و میکائیل“ ہیں اور میرے زمین کے دونوں وزیر ”ابوبکر و عمر“ ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۳۷۰۰، ج ۵، ص ۳۸۲)

ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ کے وزیر اس کی سلطنت کی حدود ہی میں رہا کرتے ہیں۔ اگر آسمانوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت خداداد نہ ہوتی تو حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام آپ کے دو وزیروں کی حیثیت سے بھلا آسمانوں میں کس طرح مقیم رہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بادشاہی بہ عطاء الہی زمین و آسمان کی تمام مخلوقات پر ہے۔

صاحب رجعت شمس و شق القمر

نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگین

اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

### قصیدہ معراجیہ

یہ وہی قصیدہ معراجیہ ہے کہ اردو کے مشہور نعت گو شاعر محسن کا کوروی نے ایک بار اپنا قصیدہ سنانے کے لئے امام احمد رضا کی خدمت میں حاضری دی۔ ان کا قصیدہ بھی معراجیہ ہی تھا جس کا مطلع ہے

سمت کاشی سے چلا جانپ متھرا بادل  
برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

ظہر کی نماز کے بعد حضرت محسن نے اس کے اشعار سنانے شروع کئے۔ ابھی دو اشعار ہی پڑھ سکے تھے کہ حضرت رضوانے فرمایا اب بس کیجیے عصر کی نماز کے بعد بقیہ اشعار سنے جائیں گے۔ اسی ظہر و عصر کے درمیان آپ نے اپنا یہ قصیدہ معراجیہ کہا اور جب مجلس بیٹھی تو پہلے حضرت رضوانے اپنا قصیدہ سنایا۔ اسے سکر حضرت محسن کا کوروی نے فرمایا:

”مولانا اب بس کیجیے اس کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا“

محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد اشرفی میاں بیان فرماتے ہیں کہ لکھنؤ کے ادیبوں کی ایک شاندار محفل میں حضرت رضوانہ رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کے سنایا تو سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق سننا چاہتا ہوں۔ تو سب نے کہا:

اس کی زبان کو ثروت نسیم کی دہلی ہوئی ہے۔

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے  
نئے نرالے طرب کے سماں عرب کے مہمان کے لئے تھے  
بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک  
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عناد دل کا بولتے تھے  
وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھو میں  
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نغمات اٹھ رہے تھے  
یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی  
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا  
 حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے  
 نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے  
 سیاہ پردے کے منہ پہ آنچل تجلی ذات بخت کے تھے  
 خوشی کے بادل اٹھ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے  
 وہ نغمہ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آگئے تھے  
 یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر  
 پھوہار برسی تو موتی جھڑکی حطیم کی گود میں بھرے تھے  
 دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے  
 غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نانی بسا رہے تھے  
 پہاڑیوں کا وہ حسن تزیین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکین  
 صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے  
 نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا  
 کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل نکلے تھے  
 پرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا  
 ہجوم تارنگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باولے تھے  
 غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں  
 ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے  
 خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم  
 جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جاناں کا دولہا بنا رہے تھے  
 اتار کر ان کے رخ کا صدقہ وہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا

کہ چاند سورج چل چل کر جہیں کی خیرات مانگتے تھے  
 وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جو بن ٹپک رہا ہے  
 نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھرنے تھے  
 بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن  
 جنہوں نے دولہا کا پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے  
 خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رت سہانی گھڑی پھرے گی  
 وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے  
 تجلی حق کا سہرا سر پر صلوة و تسلیم کی پنچھاور  
 دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے  
 جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن  
 مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے  
 ابھی نہ آتے تھے پشت زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شک  
 صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ متانہ جھومتے تھے  
 عجب نہ تھا رخس کا چمکنا غزال دم خوردہ سا بھڑکنا  
 شعاعیں بکے اڑا رہی تھی تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے  
 ہجوم امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ  
 ادب کی باگیں لئے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے  
 اٹھی جو گرد رہ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر  
 گھرے تھے بابل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل اہل رہے تھے  
 ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک ان کے رہ گذر کی  
 اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داخ سب دیکھنا مٹے تھے

براق کے نقشِ سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے  
 مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے  
 نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سرعیاں ہوں معنی اولِ آخر  
 کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے  
 یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا  
 نجوم و افلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے  
 نقب اٹنے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر  
 فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے  
 یہ جوشِ نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا  
 صفائے راہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹے تھے  
 پڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ دھل گیا نام رنگ کثرت  
 فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے  
 وہ ظلِ رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے  
 سنہری زربفت اودیِ اطلس یہ تھا ن سب دھوپ چھاؤں کے تھے  
 چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی دامان  
 پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے  
 جھلک سے اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی  
 سواریِ دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے  
 تھکے تھے روح الامین کے بازو جھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو  
 رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے دلولے تھے  
 روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبو کا پھوٹا

خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے  
جلو میں مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے  
وہ سدہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آگئے تھے  
قوی تھے مرغان وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر  
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے  
سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہا مبارک ہوں تاج والے  
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف تیرے تھے  
یہ سن کے بے خود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا  
پھر ان کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے  
جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا  
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے  
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قدیلیں جھلملائیں  
حضور خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے  
یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت  
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے  
بڑھ اے محمد قرین ہو احمد قریب آ سرور مجد  
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے  
تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی  
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے  
خرد سے کہہ دو کہ سر جھکالے گماں سے گزرے گزرنے والے  
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کے بتائے کدھر گئے تھے

سراغِ این و متی کہاں تھا نشانِ کیف و الی کہاں تھا  
 نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے  
 ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکلِ قدم بڑھانا  
 جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے  
 بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے  
 جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے  
 پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا ادھر کا  
 تنزلوں میں ترقی افزا دنا تدلی کے سلسلے تھے  
 ہوا یہ آخر کہ ایک بجزا تموج بحر ہو میں ابھرا  
 دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھادیئے تھے  
 کے ملے گھاٹ کا کنارہ کدھر سے گزرا کہاں اتارا  
 بھرا جو مثلِ نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے  
 اٹھے جو قصرِ دنی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے  
 وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے  
 وہ باغِ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا  
 گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تلمے لگے ہوئے تھے  
 محیط و مرکز میں فرقِ مشکل رہے نہ فاصلِ خطوطِ واصل  
 کمائیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے  
 حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے  
 عجب گھڑی تھی کہ وصلِ فرقتِ جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے  
 زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں



بھنور کو یہ ضعف تفتگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے کمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں سلام و رحمت کے ہار گندہ کر گلوئے پر نور میں پڑے تھے زبان کو انتظار گفتن تو گوش کو حسرت شنیدن یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سنی تھی سن چکے تھے وہ برج بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے سرور مقدم کے روشنی تھی کہ تابشوں سے مہ عرب کی جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے طرب کی نازش کہ ہاں لچکئے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکئے یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آئے تھے نبی رحمت شفیع امت رضا پہ لہو عنایت اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے شائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیئے تھے

از امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

## وَالْبُرَاقِ صاحبِ بَرَقِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

براق ایک ایسا جنت کا گھوڑا جو اپنا قدم تاحدِ نگاہ رکھتا ہے معراج کی رات حضور ﷺ کی خدمت کے لئے لایا گیا۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى  
الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ الْإِنْتَابِ إِنَّهُ هُوَ  
السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ (پ 15، بنی اسرائیل: 1)

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد  
اقصا تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں  
دکھائیں بیشک وہ سننا دیکھتا ہے۔

مفتی شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ  
رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:  
معراج شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم  
نعمت ہے اور اس سے حضور کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوقِ الہی میں آپ کے  
سوا کسی کو میسر نہیں۔ نبوت کے بارہویں سال سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج  
سے نوازے گئے مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشہریہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج  
ہوئی مکہ مکرمہ سے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیت المقدس تک شب کے  
چھوٹے حصے میں تشریف لے جانا نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور  
آسمانوں کی سیر اور منازلِ قرب میں پہنچنا احادیثِ صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے

جو حدّ تو اتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منبر گمراہ ہے، معراج شریف بحالتِ بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثیر جماعتیں اور حضور کے اجلہ اصحاب اسی کے معتقد ہیں۔ نصوصِ آیات و احادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے، تیرہ دماغانِ فلسفہ کے اوہامِ فاسدہ محض باطل ہیں قدرتِ الہی کے معتقد کے سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں۔ حضرت جبریل کا براق لے کر حاضر ہونا، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غایتِ اکرام و احترام کے ساتھ سوار کر کے لے جانا، بیت المقدس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انبیاء کی امامت فرمانا پھر وہاں سے سیرِ سموات کی طرف متوجہ ہونا، جبریل امین کا ہر آسمان کے دروازہ کو کھلوانا، ہر آسمان پر وہاں کے صاحبِ مقام انبیاء علیہم السلام کا شرفِ زیارت سے مشرف ہونا اور حضور کی تکریم کرنا، احترام بجالانا، تشریف آوری کی مبارک بادیں دینا، حضور کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا، وہاں کے عجائب دیکھنا اور تمام مقربین کی نہایت منازلِ سدرة المنتہی کو پہنچنا، جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی مُلکِ مقرب کو بھی مجال نہیں ہے، جبریل امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا، پھر مقامِ قربِ خاص میں حضور کا ترقیاں فرمانا اور اس قربِ اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصور تک خَلق کے اوہام و افکار بھی پرواز سے عاجز ہیں، وہاں موردِ رحمت و کرم ہونا اور انعاماتِ الہیہ اور خصائصِ نعم سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوتِ سموات و ارض اور ان سے افضل و برتر علوم پانا اور امت کے لئے نمازیں فرض ہونا، حضور کا شفاعت فرمانا، جنت و دوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا اور اس واقعہ کی خبریں دینا، کفار کا اس پر شور شیں مچانا اور بیت المقدس کی عمارت کا حال اور مُلکِ شام جانے والے قافلوں کی کیفیتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کرنا، حضور کا سب کچھ بتانا، اور

قافلوں کے جو احوال حضور نے بتائے قافلوں کے آنے پر ان کی تصدیق ہونا، یہ تمام صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور بکثرت احادیث ان تمام امور کے بیان اور ان کی تفصیل سے مملو ہیں۔



## وَالْعَلْمِ

### اور جھنڈے (والے ہیں)

علم FLAG: علم: جھنڈا۔

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہوں گے، آپ کے لئے یَوَاءُ الْحَمْدِ (یعنی وہ جھنڈا جو قیامت میں نبی کریم، رءُوفِ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جائے گا) لہرایا جائے گا اور وہ جھنڈا چار ہزار سبز ریشم کے کپڑوں کا ہوگا اس پر نور سے لکھا ہوا ہوگا، "أُمَّةٌ مُّذَنْبَةٌ وَّرَبِّ غَفُورٌ" یعنی اُمت گناہ گار ہے اور رب عزوجل بخشنے والا ہے۔ "ملائکہ اس جھنڈے کو نوری ستونوں پر باندھ کر حضور نبی پاک، صاحبِ لؤلؤ لاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سراقِدس پر بلند کر کے لہرائیں گے، اس جھنڈے کے پیچھے پیچھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے ساداتِ کرام کا عظیم لشکر اپنے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں "رَايَاتُ الْوِصَالِ" یعنی قُرب و وصال کے جھنڈے لئے چلیں گے یہاں تک کہ (حضرت سیدنا) آدم صغی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل تک پہنچ جائیں گے (حضرت سیدنا) آدم علیہ السلام استفسار فرمائیں گے: "یہ کون ہیں؟" ملائکہ عرض کریں گے: "یہ آپ کے بیٹے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اُمت ہے، ان کو اللہ عزوجل نے اپنے دیدار کے لئے بلا یا ہے۔"

(حضرت سیدنا) آدم علیہ السلام فرمائیں گے: "اے میرے محبوب! اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے آنے تک ٹھہریئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے

بھی بلایا ہے۔“ چنانچہ آپ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور آپ کی اولاد سے (حضرت سیدنا) شیث، (حضرت سیدنا) ہانبل، (حضرت سیدنا) ادریس علیہم السلام اور نیک لوگ گھوڑوں پر سوار ہو جائیں گے اور سب (حضرت سیدنا) موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف چلیں گے (حضرت سیدنا) موسیٰ علیہ السلام گھوڑوں کے ہنہانے اور ملائکہ کے پروں کی آواز سن کر پوچھیں گے: ”یہ کون ہیں؟“ ملائکہ عرض کریں گے: ”یہ آپ کے بھائی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔“ (حضرت سیدنا) موسیٰ علیہ السلام کہیں عرض کریں گے: ”اے میرے محبوب! اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے آنے تک ذرا رُک جائیے میں بھی چلتا ہوں اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے بھی بلایا ہے۔“ تو (حضرت سیدنا) موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کے نیک لوگ تشریف لے چلیں گے اور (حضرت سیدنا) عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے آپ علیہ السلام بھی دریافت فرمائیں گے: ”یہ آواز کیسی ہے؟“ ملائکہ عرض کریں گے: ”یہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سواری (کی آواز) ہے ان کو اللہ عزوجل نے اپنی زیارت کے لئے بلایا ہے۔“ (حضرت سیدنا) عیسیٰ علیہ السلام اپنے محل سے جھانک کر فرمائیں گے: ”ٹھہریئے! میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے بھی دیدار کی دعوت دی ہے۔“

پھر یہ سب حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے حق تبارک و تعالیٰ کے دیدار کے لئے چلیں گے، مرد گھوڑوں پر اور عورتیں کجاووں میں سوار ہوں گی جب اپنی منزل پر پہنچیں گے تو فرشتے عورتوں کو حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور لے چلیں گے اور مرد نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قرب ہی میں رہیں گے، یہ سب

ایسے میدان میں اُتریں گے جس کی زمین مشک کی ہوگی اس کا نام حَضْرَةُ الْقُدُس (یعنی بارگاہِ خدا عزوجل) ہے اس میں یا قوت اور سونے چاندی کی کرسیاں بچھی ہوں گی ان کرسیوں کے اوپر سبز چادریں ہوں گی اور کچھ کرسیاں نور کی ہوں گی پھر فرشتے ہاتھ تھام کر ہر کسی کو اس کے مرتبے کے مطابق بٹھائیں گے اور کچھ لوگ تو ان کرسیوں پر بیٹھیں گے اور کچھ اپنے درجہ و مقام کے مطابق مشک کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ ہر ایک مرد و عورت کو جدا جدا اسلام سے نوازے گا تمام نیک عورتیں طوبیٰ درخت کے نیچے سفید موتی کے محل میں حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھی ہوں گی ان کے لئے بھی ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق کرسیاں نصب کی جائیں گی۔

ہم اللہ عزوجل سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی اپنے فضل و کرم سے اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمائے۔ (قُرْآنُ الْعَزِيزِ وَ مُفْرَحِ الْقَلْبِ الْحَزُونِ ص ۱۲۹ مؤلف فقہ ابوالیث نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ التوٰلی ۳۷۳ھ)

### لواء الحمد

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”میں قیامت کے دن اس حال میں آؤں گا کہ میری دائیں جانب ابو بکر صدیق، بائیں جانب عمر فاروق، پیچھے عثمان غنی اور میرے سامنے علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہوں گے اور علی کے پاس لواء الحمد ہوگا، اس پر دو کپڑے کے ٹکڑے ہوں گے؛ ایک سندس کا اور دوسرا استبرق کا۔“ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا حضرت سیدنا علیؑ لواء الحمد کو اٹھا سکیں گے؟“ ارشاد فرمایا: ”کیوں نہیں اٹھا سکیں گے کہ ان کو بہت سی

خوبیاں عطا کی گئیں ہیں: میرے صبر جیسا صبر، حضرت یوسف علیہ السلام جیسا حُسن اور حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسی قوت عطا ہوئی۔ لِيَأْتِ الْحَمْدَ عَلٰى بِنِ ابِي طَالِبِ كِے ہاتھ میں ہوگا اور اس دن تمام مخلوق میرے لوائی (یعنی جھنڈے) کے نیچے ہو گی۔“ (الروض الفائق فی التواضعِ وَالزَّائِقِ ص ۲۵۵ لِقَائِ شَيْخِ مُغَيْبِ خَرَنْفِيشِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهَا نُحُوْنِي ۵۸۱۰)

### ہدایت کا جھنڈا

حضرت سیدنا شیخ امام ابوالفرج بن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی ایک کتاب میں ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی عبودیت کے قدموں پر رُک جا اور میری ربوبیت کے مرتبہ کا اعتراف کر اور میرے شکر کے میدان میں خوشی سے جھوم جا اور میری قدرت و شان کی عظمت جان۔ اب میں تجھ پر ایک احسان کرنے والا ہوں لہذا جو کچھ میں وحی کروں اسے توجہ سے سن۔ تو حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ”اے میرے مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ! تو مہربان ہے اور میں کمزور و بے بس ہوں، تو طاقت و قدرت والا ہے اور میں محتاج و مغلوب ہوں۔“

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”اے جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! ہدایت کا جھنڈا، عنایت کا بُراق، قبولیت و ولایت کی پوشاک، رسالت کا لباس اور عظمت و جلالت کی زبان لے کر ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ رسولوں کے سالار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار میں حاضر ہو جا اور اُن کے دروازے پر کھڑا رہ اور اُن کی بارگاہ سے فیض حاصل کر کہاں ج رات تو ان کا ہم رکاب ہوگا۔ اور اے میکائیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! تو بھی علمِ قبولیت کو تھام لے اور ستر ہزار فرشتوں کو لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پر حاضر



ہو جا کہ آج رات تو بھی ان کی خدمت پر مامور ہے۔ اے اسرائیل و عزرائیل (علیہما السلام)! تم دونوں بھی ویسے ہی کرو جیسے جبرائیل و میکائیل کر رہے ہیں۔ آج رات تم سب نے سید الاولین والآخرین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اے جبرائیل (علیہ السلام)! سورج کی روشنی کے ذریعے چاند کی روشنی میں کچھ اضافہ کر دے اور چاند کے نور کے ذریعے ستاروں کے نور میں زیادتی کر دے۔ پھر شمس و قمر کو شمع بنا کر بارگاہِ نبوی میں پیش کر دے۔“

جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ”یا الہی عَزَّ وَجَلَّ! کیا قیامت قریب آگئی ہے؟“ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”میں چاہتا ہوں کہ اپنے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنا قرب عطا کروں اور انہیں اپنے اسرار سے آگاہ فرما کر انہیں انوار و تجلیات کا خلعتِ نور پہناؤں اور وہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، جنہیں صدق و وفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ لہذا ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور اس رات ان کا خدمت گار اور ہم رکاب ہونے کا شرف حاصل کر لے۔“

چنانچہ حضرت سیدنا جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بشارت و مبارکباد کے پیغامات لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدتنا اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ اقدس میں محو آرام تھے۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ندا دی: اے نبیِ محقر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو جائیے کہ فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں صف بستہ ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیدارِ الہی عَزَّ وَجَلَّ کے شوق میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت

سیدنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو براق پر سوار کرایا اور پھر خود بھی سوار ہو کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ جا پہنچے، بے حد و بے حساب سفر طے کیا اور ملائکہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دُرود و سلام کے نذرانے پیش کر رہے تھے اور یوں عرض کر رہے تھے: "اِنَّهَا السَّيِّدُ الْكَرِيْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِيْمُ الْتَفِيْتُ بِنَظْرِكَ اِلَيْنَا وَتَفَضَّلْ بِمُحْسِنِ عَظِيْمِكَ عَلَيْنَا" یعنی اے محترم و مکرم اور عظیم رسول! ہم پر نظرِ کرم کے ساتھ توجہ و التفات فرمائیے اور شفقت و مہربانی فرمائیے۔ "تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جان لو! جس نے اپنے محبوب کے غیر کی طرف ایک قدم بڑھایا یقیناً اس نے اپنے آپ کو تھکایا اور جو غیر مطلوب کے لئے ایک قدم چلا اس نے محض مشقت اٹھائی اور جو محبوب و مطلوب کو پانے میں کامیاب ہو گیا وہ کیسے غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے؟ اور جب اس کے ارادے کی پختگی صحیح ہو گئی اور وہ تمام مخلوق سے غافل ہو کر صرف خالق عزَّ وَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو گیا تو اس نے شکر کی زبان حاصل کر لی اور اب وہ کسی قسم کی سستی نہ کریگا۔"

نیز ارشاد فرمایا: "اگر میں بھی اس کی عبادت میں کوتاہی کروں تو میری بھی کوئی حیثیت نہیں۔" اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علم و ادب کی صفات سے مکمل طور پر متصف ہو گئے تو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مراتبِ تعظیم کے مزید قریب کیا۔ (الروض الفائق فی التواضع والرقائق ص ۲۰۰ الفتح المغیب خزینتہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهَا لِحَوْتِي ۸۱۰ھ)

### شبِ قدر میں بھی جھنڈے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و ظلال، صاحبِ جود و نوال،

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ جنت نشان ہے: جب شبِ قدر آتی ہے تو سدرۃ المنتہیٰ میں رہنے والے فرشتے اپنے ساتھ چار جھنڈے لے کر اترتے ہیں۔ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک جھنڈا میرے دُفن کی جگہ پر، ایک طور سینا پر، ایک مسجدِ حرام پر اور ایک بیٹ المقدّس پر نصب کرتے ہیں، پھر وہ ہر مؤمن اور مؤمنہ کے گھر داخل ہو کر انہیں سلام کہتے ہیں: ”اے مؤمن مرد اور عورت! اللہ عزّ و جلّ تمہیں سلام بھیجتا ہے۔“

(تفسیر قرطبی، سورۃ القدر، تحت الآیہ ۵، الجزء الحرون، ج ۱۰، ص ۹۷)



## دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ ﷺ

### بلا اور وبا کو دور کرنے والے (ﷺ)

دافع البلاء: مصیبت (دکھ، درد) دور کرنے والے۔

دافع الوباء: دافع مرگ عام۔

اللہ کے مقبول بندے باذن الہی مشکل کشا حاجت روادافع بلا ہیں۔

اللہ کے پیارے اللہ کے حکم سے بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں مشکلیں حل کرتے ہیں قرآن کریم اس کا اعلان فرما رہا ہے۔ دور و نزدیک ہر جگہ سے مافوق الاسباب مشکل کشائی اور مدد کرتے ہیں۔

(1) اِذْهَبُوا بِقَبِيصٍ هَذَا فَالْتَقُوهُ عَلَى وَجْهِ ابْنِ يَاقَانَ بِصِيْرًا

میرا یہ کرتے لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (پ 13، یوسف: 93)

(2) فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا

پھر جب خوشی سنانے والا آیا تو وہ قمیص یعقوب کے منہ پر ڈال دی۔

اسی وقت ان کی آنکھیں لوٹ آئیں۔ (پ 13، یوسف: 96)

یعقوب علیہ السلام نابینا ہو گئے تھے ان کی اس مصیبت کو یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص کے ذریعہ دور فرمایا اور ان کی مشکل کشائی کی قمیص سے شفا دینا مافوق الاسباب مدد ہے۔

(3) وَكَذَلِكَ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَاهَا رَبُّهُ

اور بے شک زلیخا نے قصد کر لیا یوسف کا اور یوسف علیہ السلام بھی ارادہ کر لیتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے۔ (پ 12، یوسف: 24)

یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے سات کوٹھڑیوں میں بند کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو آپ نے سامنے یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اشارے سے منع فرما رہے ہیں جس سے آپ کے دل میں ادھر میلان نہ پیدا ہوا۔ یہ رب تعالیٰ کی برہان تھی جس کا ذکر اس آیت میں ہے تو یعقوب علیہ السلام نے کنعان سے بیٹھے ہوئے مصر کی بند کوٹھڑی میں یوسف علیہ السلام کی یہ مدد کی کہ انہیں بڑی آفت اور ارادہ گناہ سے بچالیا۔ یہ ہے اللہ والوں کی مشکل کشائی اور مافوق الاسباب امداد۔

(1) دَأْبِرِيُّ الْأَكْمَةِ وَالْأَبْرَصِ وَأَخِي الْمَوْتِيُّ بِإِذْنِ اللَّهِ<sup>ع</sup>

عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ (پ 3، ال عمران: 49)

اندھا، کوڑھی ہونا بلا ہے جسے عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے دفع کر دیتے ہیں لہذا اللہ کے پیارے دافع البلا ہوتے ہیں یعنی مافوق الاسباب مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

(2) فَتَقَلَّبْنَا أَضْرِبَ بَعْصَاكَ الْحَجَرِ ۖ فَانْفَجَرْنَا مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ

ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اپنی لاشی سے پتھر کو مارو پس فوراً اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ (پ 1، البقرة: 60)

بنی اسرائیل تیرے میدان میں پیاس کی آفت میں پھنسے تو رب تعالیٰ نے براہ راست انہیں پانی نہ دیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ ان کے لئے دافع البلا بن جائیں تاکہ انہیں پانی ملے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے بحکم الہی پیاس کی بلا دور

کرتے ہیں مافوق الاسباب۔

(3) قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ ؕ فَالْتَمِسِ لِأَهْبَابِكَ غُلْتًا زَكِيًّا

جبریل نے مریم سے کہا کہ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں آیا ہوں تا کہ تمہیں ستھرا بیٹا دوں۔ (پ 16، مریم: 19)

معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ عزوجل کے حکم سے بیٹا بخشتے ہیں یعنی بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔

(1) وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ

لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝

اے محبوب اگر یہ مجرم لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے پاس آجاویں اور خدا سے مغفرت مانگیں اور آپ بھی ان کی سفارش کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ 5، النساء: 64)

اس آیت نے بتایا کہ جو گناہوں کی بیماری میں پھنس جاوے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شفاخانہ میں پہنچے وہاں شفا ملے گی آپ دافع البلاء ہیں اور مافوق الاسباب گناہ بخشوادیتے ہیں۔

(2) أَرْكُضْ بِرِجْلِكَ ؕ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝

اے ایوب زمین پر اپنا پاؤں مارو یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

(پ 23، ص: 42)

ایوب علیہ السلام کی بیماری اس طرح دور فرمائی گئی کہ ان سے فرمایا گیا۔ اپنا پاؤں زمین پر رگڑو۔ رگڑنے سے پانی کا چشمہ پیدا ہوا۔ فرمایا اسے پی لو۔ اور غسل فرما لو۔ پینے سے اندرونی تکلیف دور ہوئی اور غسل سے بیرونی بیماری کو شفا ہوئی معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے پاؤں کا دھوون اللہ کے حکم سے شفا ہے۔ آج آب

زمزم اس لئے شفا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی سے پیدا ہوا۔ مدینہ پاک کی مٹی کو خاک شفا کہتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک سے مس ہوگئی معلوم ہوا کہ بزرگ دافع بلا ہیں اور یہ برکتیں مافوق الاسباب ہیں۔

(1) فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي

نَفْسِي

پس میں نے فرشتے کے اثر سے ایک مٹھی مٹی لے لی پس یہ مٹی اس

بچھڑے میں ڈال دی میرے دل نے یہی چاہا۔ (پ 16، ط: 96)

سامری نے حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کے ٹاپ کے نیچے کی خاک

اٹھالی اور سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈالی جس سے اس میں زندگی پیدا ہوگئی اور

وہ آواز کرنے لگا یہ ہی اس آیت میں مذکور ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات بے

جان دھات میں جان ڈال سکتے ہیں باذن اللہ!

(1) أَنْ يَأْتِيَكُمُ الثَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ

مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ

نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس صندوق آوے گا جس میں تمہارے رب

کی طرف سے دل کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ

اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھائے لائیں گے اسے فرشتے۔

(پ 2، البقرة: 248)

بنی اسرائیل کو ایک صندوق رب تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا جس میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پگڑی، حضرت ہارون علیہ السلام کی نعلین شریف وغیرہ

تھے اور انہیں حکم تھا کہ جنگ میں اسے اپنے سامنے رکھیں فتح ہوگی۔ اس آیت میں

یہی واقعہ مذکور ہے جس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات ان کی وفات کے بعد دافع البلاء ہیں خیال رہے مٹی سے جان پڑنا تبرکات سے فتح ہونا مافوق الاسباب مدد

ہے۔

(1) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۝

اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ آپ ان میں ہیں۔

(پ 9، الانفال: 33)

(2) لَوْ تَرَكْنَا الْعَذَابَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ

اگر مسلمان مکہ سے نکل جاتے تو ہم کافروں پر عذاب بھیجتے۔

(پ 26، الفتح: 25)

(3) فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

پس نکال دیا ہم نے قوم لوط کی بستی سے ان مومنوں کو جو وہاں

تھے۔ (پ 27، الذریت: 35)

ان آیات میں فرمایا کہ دنیا پر عذاب نہ آنے کی وجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا ہے نیز مکہ والوں پر فتح مکہ سے پہلے اس لئے عذاب نہ آیا کہ وہاں کچھ غریب مسلمان تھے قوم لوط پر عذاب جب آیا تو مومنین کو وہاں سے پہلے ہی نکال دیا معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور مومنین کے طفیل سے عذاب الہی نہیں آتا۔ یہ حضرات دافع البلاء ہیں بلکہ آج بھی ہمارے اس قدر گناہوں کے باوجود جو عذاب نہیں آتا یہ سب اس سبز گنبد کی برکت سے ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا۔

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا  
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا



کوئی تم سا کون آیا

بڑی چاہتوں سے ہے اس در کو پایا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، مجھ سے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں ”اصہبان“ کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرا باپ ایک بڑا جاگیردار تھا اور وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، میں اس کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے وہ مجھے گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا، ہر وقت مجھے گھر ہی میں رکھتا، میری خوب دیکھ بھال کرتا، میرے باپ کی یہ خواہش تھی کہ میں پکا مجوسی (یعنی آتش پرست) بنوں کیونکہ ہمارا آبائی مذہب ”مجوسیت“ ہی تھا اور میرا باپ پکا مجوسی تھا۔ وہ مجھے بھی اپنی ہی طرح بنانا چاہتا تھا لہذا اس نے میری ذمہ داری لگا دی کہ میں آتش کدہ میں آگ بھڑکاتا رہوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی آگ کونہ بجھنے دوں۔ میں اپنی ذمہ داری سرانجام دیتا رہا۔ ایک دن میرا باپ کسی تعمیری کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے وہ زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا تھا۔

چنانچہ میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا: ”اے میرے بیٹے! آج میں یہاں بہت مصروف ہوں اور کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا۔ آج وہاں تو چلا جا اور خادموں کو فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپ دینا اور ان کی نگرانی کرنا، ادھر ادھر کہیں متوجہ نہ ہونا، سیدھا اپنے کھیتوں پر جانا ہے اور کام پورا ہونے کے فوراً بعد واپس آجانا۔“ اپنے باپ کا حکم پاتے ہی میں اپنی زمینوں کی طرف چل دیا۔ راتے میں عیسائیوں کا عبادت خانہ تھا۔ جب میں اس کے قریب سے گزرا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہاں کچھ راہب نماز میں مشغول تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا اور ان کا اندازِ عبادت مجھے بڑا انوکھا اور اچھا لگا میں نے پہلی مرتبہ اس

انداز میں کسی کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں چونکہ زیادہ تر گھر ہی میں رہتا تھا اس لئے لوگوں کے معاملات سے آگاہ نہ تھا۔ اب جب یہاں ان لوگوں کو دیکھا کہ یہ ایسے انداز میں عبادت کر رہے ہیں جو ہم سے بالکل مختلف ہے تو میرا دل ان کی طرف راغب ہونے لگا اور مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا۔

میں نے دل میں کہا: ”خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے۔“ پھر میں سارا دن انہیں دیکھتا رہا اور اپنے کھیتوں پر نہیں گیا۔ جب تاریکی نے اپنے پر پھیلانا شروع کئے تو میں ان لوگوں کے قریب گیا اور ان سے پوچھا: ”تم جس دین کو مانتے ہو اس کی اصل کہاں ہے؟ یعنی تمہارا مرکز کہاں ہے؟“ انہوں نے بتایا: ”ہمارا مرکز ”شام“ میں ہے۔“ پھر میں گھر چلا آیا۔ میرا باپ بہت پریشان تھا کہ نہ جانے میرا بچہ کہاں گم ہو گیا؟ اس نے میری تلاش میں کچھ لوگوں کو آس پاس کی بستیوں میں بھیج دیا تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو میرے باپ نے بے تاب ہو کر پوچھا: ”میرے لال! تو کہاں چلا گیا تھا؟ ہم تو تیری وجہ سے بہت پریشان تھے۔“ میں نے کہا: ”میں اپنی زمینوں کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا چنانچہ میں شام تک انہی کے پاس بیٹھا رہا۔“

یہ سن کر میرا باپ پریشان ہوا اور کہنے لگا: ”میرے بیٹے! ان لوگوں کے مذہب میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس مذہب پر ہم ہیں اور جس پر ہمارے آباؤ اجداد تھے وہی سب سے اچھا ہے لہذا تم کسی اور طرف توجہ نہ دو۔“ میں نے کہا: ”ہرگز نہیں، خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے بہت بہتر ہے۔“ میری یہ گفتگو سن کر میرے باپ کو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں میرا بیٹا مجوسیت کو چھوڑ کر نصرانی مذہب قبول نہ کر لے۔ اسی خوف کے پیش نظر اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں

ڈالوادیں اور مجھے گھر میں قید کر دیا تاکہ میں گھر سے باہر ہی نہ نکل سکوں۔ مجھے ان راہبوں سے بہت زیادہ عقیدت ہو گئی تھی۔ میں نے کسی طریقے سے ان تک پیغام بھجوایا کہ جب کبھی تمہارے پاس ملکِ شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔

چند روز بعد مجھے اطلاع ملی کہ شام سے راہبوں کا ایک قافلہ ہمارے شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے پھر راہبوں کو پیغام بھجوایا کہ جب یہ قافلہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد واپس شام جانے لگے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کچھ دن بعد مجھے اطلاع ملی کہ قافلہ واپس شام جا رہا ہے۔ میں نے بہت جدوجہد کے بعد اپنے قدموں سے بیڑیاں اتاریں اور فوراً شام جانے والے قافلے کے ساتھ جا ملا۔ ملکِ ”شام“ پہنچ کر میں نے لوگوں سے پوچھا: ”تم میں سب سے زیادہ معزز اور صاحبِ علم و عمل کون ہے؟“ لوگوں نے بتایا: ”فلاں کنیہ (یعنی عبادت خانہ) میں رہنے والا راہب ہم میں سب سے زیادہ قابلِ احترام اور سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔“ چنانچہ میں اس راہب کے پاس پہنچا اور کہا: ”مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا ہے، اب میں اس دین کے بارے میں کچھ معلومات چاہتا ہوں۔ اگر آپ قبول فرمائیں تو میں آپ کی خدمت کیا کروں گا اور آپ سے اس دین کے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا رہوں گا۔ برائے کرم! مجھے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیجئے۔“

یہ سن کر اس راہب نے کہا: ”ٹھیک ہے، تم بخوشی میرے ساتھ رہو اور مجھ سے ہمارے دین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔“ چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا لیکن وہ راہب مجھے پسند نہ آیا۔ وہ بہت بُرا شخص تھا، لوگوں کو صدقات و خیرات کی ترغیب دلاتا۔ جب لوگ صدقات و خیرات کی رقم لے کر آتے تو یہ اس رقم کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم نہ کرتا بلکہ اپنے پاس ہی جمع کر لیتا۔ اس طرح اس بد

باطن راہب نے بہت سارا خزانہ جمع کر کے سونے کے بڑے بڑے سات منٹکے بھر لئے تھے۔ مجھے اس کی ان حرکتوں پر بہت غصہ آتا بالآخر جب وہ مرا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اس کی تجہیز و تکفین کے لئے آیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا: ”جس کے بارے میں تمہارا گمان تھا کہ وہ سب سے بڑا راہب ہے وہ تو بہت لالچی اور گندی عادتوں والا تھا۔“ لوگ کہنے لگے: ”یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ راہب بڑا شخص تھا؟“

میں نے کہا: ”اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں اس کا مال و دولت اور خزانہ دکھاتا ہوں جو وہ جمع کرتا رہا اور فقراء و مساکین اور یتیموں پر خرچ نہ کیا۔“ لوگ میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے انہیں وہ منٹکے دکھائے جن میں سونا بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ منٹکے لئے اور کہا: ”خدا عزوجل کی قسم! ہم اس راہب کو دفن نہیں کریں گے۔“ پھر انہوں نے اس کے مردہ جسم کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مار مار کر چھلنی کر دیا پھر اس کی لاش کو بے گور و کفن پھینک دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک اور راہب کو اس کی جگہ منتخب کر لیا۔ وہ بہت اچھی عادات و صفات کا مالک اور انتہائی متقی و پرہیزگار شخص تھا، طمع و لالچ اس میں بالکل نہ تھی، دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔ دُنوی معاملات کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دیتا، میرے دل میں اس کی عقیدت و محبت گھر کر گئی۔ میں نے اس کی خوب خدمت کی اور اس سے نصرانیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ”آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ کے بعد میری رہنمائی کون کریگا؟“ وہ راہب کہنے لگا: ”اے میرے بیٹے! اللہ عزوجل کی قسم! جس دین پر میں ہوں اس میں سب سے بڑا عالم و فقیہ ایک شخص ہے جو ”موصل“ میں رہتا

ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی نہیں جو تمہاری رہنمائی کر سکے، اگر تم سے ہو سکے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔“ راہب کی یہ بات سن کر میں موصل چلا گیا اور وہاں کے راہب کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے واقعی اسے ایسا پایا جیسا اس کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ وہ بہت نیک و زاہد شخص تھا۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا پھر جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ”اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟“ اس نے جواب دیا: ”اللہ عزوجل کی قسم! اس وقت ہمارے دین کا سب سے بڑا عمل عالم ”نصیبین“ میں رہتا ہے۔ میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی اور نہیں، اگر ہو سکے تو اس کے پاس چلے جاؤ۔“

چنانچہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا ”نصیبین“ پہنچا اور اس راہب کے پاس رہنے لگا۔ وہ بھی نہایت متقی و پرہیزگار شخص تھا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے پوچھا: ”آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم فرماتے ہیں؟“ اس نے کہا: ”اس وقت ہمارے دین پر قائم رہنے والوں میں سب سے بڑا عمل راہب؟ ✖✖ عموریہ“ میں رہتا ہے، میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی نہیں، تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری صحیح رہنمائی کریگا۔“ چنانچہ میں ”عموریہ“ پہنچا اور اس راہب کی خدمت میں رہنے لگا۔ وہ واقعی بہت نیک و صالح شخص تھا۔ میں اس سے دس دن نصاریٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا اور دن کو بطور اجیر (یعنی مزدور) ایک شخص کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتا۔ اس طرح میرے پاس اتنی رقم جمع ہو گئی کہ میں نے کچھ گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ پھر جب اس راہب کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ”آپ مجھے کس کے پاس بھیجیں گے جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟“

اس راہب نے کہا: ”اے میرے بیٹے! اب ہمارے دین پر قائم رہنے والا کوئی ایسا شخص نہیں جس کے پاس میں تجھے بھیجوں۔ ہاں! اگر تم نجات چاہتے ہو تو میری بات توجہ سے سنو: اب اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری کا وقت بہت قریب آ گیا ہے جو دینِ ابراہیمی لے کر آئے گا۔ وہ سرزمینِ عرب میں مبعوث ہوگا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت فرمائے گا۔ اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ واضح نشانیاں یہ ہیں: (۱) وہ ہدیہ قبول فرمائیں گے (۲) لیکن صدقے کا کھانا نہیں کھائیں گے اور (۳) اُن کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔“

اگر تم اُس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو ان کے پاس چلے جانا ان شاء اللہ عزوجل تم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اے میرے بیٹے! تم اس رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ضرور ملنا۔ اتنا کہنے کے بعد اس راہب کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر جب تک میرے رب عزوجل نے چاہا میں ”عموریہ“ میں ہی رہا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ قبیلہ ”بنی کلب“ کے کچھ تاجر عرب شریف جا رہے ہیں تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: ”میں بھی تمہارے ساتھ عرب شریف جانا چاہتا ہوں، میرے پاس کچھ گائیں اور بکریاں ہیں، یہ سب کی سب تم لے لو اور مجھے عرب شریف لے چلو۔“ ان تاجروں نے میری یہ بات منظور کر لی اور میں نے انہیں تمام گائیں اور بکریاں دے دیں۔ چنانچہ ہمارا قافلہ سوئے عرب روانہ ہوا۔ جب ہم وادی ”قُریٰ“ میں پہنچے تو ان تاجروں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے جبراً اپنا غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔

یہودی مجھے اپنے علاقے میں لے گیا۔ وہاں میں نے بہت سے کھجوروں کے درخت دیکھے تو میں سمجھا کہ شاید یہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے

کہ نبی آخر الزماں، سلطان دو جہاں، محبوب رب الانس والجان عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم یہاں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس یہودی کا چچا زاد بھائی مدینہ منورہ زَادَ هَا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا سے اس کے پاس آیا۔ اس کا تعلق قبیلہ ”بنی قریظہ“ سے تھا۔ یہودی نے مجھے اس کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ وہ مجھے لے کر مدینہ منورہ زَادَ هَا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی طرف روانہ ہو گیا۔ خدا عزوجل کی قسم! جب میں مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں پہنچا تو میں نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی جگہ میری عقیدتوں کا محور و مرکز ہے۔ یہی وہ پاکیزہ شہر ہے جس میں نبی آخر الزماں، سلطان دو جہاں، سرور کون و مکاں صلی الله تعالى عليه وآله وسلم کی تشریف آوری ہوگی۔ جو نشانیاں راہب نے مجھے بتائی تھیں کہ وہاں بکثرت کھجوریں ہوں گی، وہ میں نے وہاں پالی تھیں۔

اب میں منتظر تھا کہ کب میرے کانوں میں یہ صدا گونجے کہ اس پاکیزہ ہستی نے اپنے جلوؤں سے مدینہ منورہ کو نور بار کر دیا ہے جس کی آمد کی خبر سابقہ آسمانی کتب میں دی گئی ہے۔

بالآخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ایک دن میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا تھا۔ اس کا چچا زاد بھائی آیا اور کہنے لگا: ”اللہ عزوجل فلاں قبیلے (یعنی اوس و خزرج) کو برباد کرے، وہ لوگ مقام ”قبا“ میں جمع ہیں اور ایک ایسے شخص کا دین قبول کر چکے ہیں جو مکہ مکرمہ زَادَ هَا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا سے آیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ عزوجل کا نبی کہتا ہے۔ اس قبیلے (یعنی اوس و خزرج) کے اکثر لوگ اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ کر اس پر ایمان لا چکے ہیں۔“ جب میں نے اپنے مالک کے چچا زاد بھائی کی یہ بات سنی تو میں خوشی کے عالم میں جھوم اٹھا۔ قریب تھا

کہ میں اپنے مالک کے اوپر گر پڑتا لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی جلدی نیچے اُترا۔ پھر پوچھا: ”ابھی تم نے کیا بات کہی ہے؟ اور کون شخص مکہ سے آیا ہے؟“ میری یہ بات سن کر میرے مالک کو بہت غصہ آیا اور اس نے مجھے ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا: ”تمہیں ہماری باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ!“ جا کر اپنا کام کرو۔“

میں نے کہا: ”میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔“ یہ کہہ کر میں دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ میرے پاس کچھ رقم بچی ہوئی تھی۔ ایک دن موقع پا کر میں بازار گیا، کچھ کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور بے تاب ہو کر اس رخِ زیبا کی زیارت کے لئے قبا کی طرف چل دیا جس کے دیدار کی تمنا نے مجھے فارس سے مدینہ منورہ زَاہَا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا تک پہنچا دیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے ان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ”اے اللہ عزوجل کے بندے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں اور آپ کے اصحاب میں اکثر غریب اور حاجت مند ہیں، میں کچھ اشیائے خورد و نوش لے کر حاضر ہوا ہوں، میں یہ اشیاء بطور صدقہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، آپ قبول فرمائیں۔“

یہ سن کر اس پاکیزہ و مطہر ہستی نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”آؤ! اور یہ چیزیں کھا لو۔“ لوگ کھانے لگے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ”ایک اور نشانی تو میں نے پالی ہے۔“ پھر کچھ دنوں کے بعد میں کھانے کا کچھ سامان لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: ”حضور! یہ کچھ کھانے کی چیزیں ہیں، انہیں بطور ہدیہ قبول فرمائیں۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا۔ میں نے دل میں کہا: ”یہ دوسری نشانی



بھی پوری ہو گئی ہے۔“

پھر ایک دن میں جنت البقیع کی طرف گیا تو دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں موجود ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر دو چادریں ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور پھر ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے میری نظر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر پڑے تاکہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھ سکوں کیونکہ مجھے راہب نے جو نشانیاں بتائی تھیں وہ سب کی سب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں دیکھ لی تھیں۔ بس آخری نشانی (یعنی مہر نبوت) دیکھنا باقی تھی۔ میں بڑی بے تابی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھ رہا تھا جب نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے دل کی بات جان لی اور میری طرف پیٹھ پھیر کر مبارک شانوں سے چادر اتار لی جیسے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چادر ہٹائی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت جگمگا رہی تھی۔ میں دیوانہ وار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا اور مہر نبوت کو چومنا شروع کر دیا۔ مجھ پر رقت طاری ہو گئی، بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ آج میری خوشی کی انتہاء نہ تھی جس کے روئے زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے میں نے اتنی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں آج وہ نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے موجود تھے اور میں ان کے جلوؤں میں اپنے جسم کو منور ہوتا دیکھ رہا تھا۔

میں نے فوراً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: اے

میرے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے اور اپنے غلاموں میں شامل فرما لیجئے۔“ پھر الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ میں مسلمان ہو گیا۔ میں ابھی تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مہرِ نبوت کو بوسے دے رہا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اب بس کرو۔“ چنانچہ میں ایک طرف ہٹ گیا، پھر میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ساری رُوداد سنائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت حیران ہوئے کہ میں کس طرح یہاں تک پہنچا اور میں نے کتنی مشقتیں برداشت کیں۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”اے سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم اپنے مالک سے مکاتبت کر لو (یعنی اسے رقم دے کر آزادی حاصل کر لو) جب حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مالک سے بات کی تو اس نے کہا: مجھے تین سو کھجوروں کے درخت لگا دو اور چالیس اوقیہ چاندی بھی دو پھر جب یہ کھجوریں پھل دینے لگ جائیں گی تو تم میری طرف سے آزاد ہو جاؤ گے۔“

میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنے مالک کی شرطیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بتائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: ”اپنے بھائی کی مدد کرو۔“ چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھرپور تعاون کیا، کسی نے کھجوروں کے 30 پودے لا کر دیئے، کسی نے 50۔ الغرض! مددگار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدد سے میرے پاس 300 کھجوروں کے پودے جمع ہو گئے۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم جاؤ اور زمین کو ہموار کرو۔“ چنانچہ میں گیا اور زمین کو ہموار

کرنے لگا تاکہ وہاں کھجور کے پودے لگائے جاسکیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ”اے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے زمین ہموار کر دی ہے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ چل دیئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کھجوروں کے پودے اٹھا اٹھا کر دیتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ اقدس سے اسے زمین میں لگاتے جاتے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جان ہے! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جتنے پودے لگائے وہ سب کے سب اُگ آئے اور ان میں بہت جلد پھل لگنے لگے۔“ چنانچہ میں نے 300 کھجوریں اپنے مالک کے حوالے کیں۔ ابھی میرے ذمہ 40 اوقیہ چاندی باقی رہ گئی تھی؟ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی نے مرغی کے انڈے جتنا سونے کا ایک ٹکڑا بھجوایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا: ”سلمان فارسی کا کیا ہوا؟“ پھر مجھے بلوا کر فرمایا: ”اسے لے جاؤ، اور اپنا قرض ادا کرو۔“ میں نے عرض کی: ”ابھی 40 اوقیہ چاندی اور دینی ہے، پھر مجھے غلامی سے آزادی ملے گی۔“

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وہ سونے کا ٹکڑا دیا اور فرمایا: ”جاؤ! اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ باقی ہے، اسے ادا کرو۔“ میں نے عرض کی: ”اے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ اتنا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر کس طرح ہوگا؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم یہ

سونا لو اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرو، اللہ عزوجل تمہارے لئے اسی سونے کو کافی کر دے گا اور تمہارے ذمہ جتنی چاندی ہے یہ اس کے برابر ہو جائے گا۔“ میں نے وہ سونے کا ٹکڑا لیا اور اس کا وزن کیا۔ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ تھوڑا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر ہو گیا اور اس طرح میں نے اپنے مالک کو چاندی دے دی اور غلامی کی قید سے آزاد ہو کر سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں شامل ہو گیا۔ پھر میں غزوہ خندق میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شامل ہوا۔ اس کے بعد میں ہر غزوہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا۔ (السند للامام احمد بن حنبل، حدیث سلمان الفارسی، الحدیث ۷۹۸۷۷۲۳، ج ۹، ص ۱۸۵ تا ۱۸۶)

### سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل کشائی فرمائی

حضرت سیدنا ابو سہیل رازی علیہ رحمۃ اللہ البہادی کا بیان ہے: مجھے حضرت سیدنا ابو حسان زیاد دی علیہ رحمۃ اللہ البہادی نے بتایا: ”ایک مرتبہ مجھے شدید فقر و فاقہ اور مفلسی نے آیا اور میری تنگدستی انتہاء کو پہنچ گئی۔ قصاب، سبزی فروش اور دیگر دکان دار بار بار اپنے قرض کا مطالبہ کرتے لیکن میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ ایک دن میں اسی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا کہ غلام نے کہا: ”ایک حاجی صاحب دروازے پر موجود ہیں اور ملاقات کی اجازت چاہتے ہیں۔“ میں نے اسے بلوایا تو وہ خڑاسا شخص تھا، اس نے سلام کیا اور کہا: ”کیا آپ ہی ابو حسان ہیں؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں! میں ہی ابو حسان ہوں۔ آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟“ کہا: ”میں حج کے ارادے سے آیا ہوں میرے پاس دس ہزار درہم ہیں آپ یہ رقم بطور امانت اپنے پاس رکھ لیں میں حج سے واپسی پر لے لوں گا۔“

میں نے کہا: ”لاؤ، اپنی رقم میرے سامنے رکھو۔“ اس نے رقم کی تھیلیاں

میرے سامنے رکھیں ان کا وزن کیا اور مہر لگا کر میرے حوالے کر دیں پھر سلام کر کے واپس چلا گیا۔ میں نے سوچا کہ میں بہت تنگدست اور مجبور ہوں، قرض خواہوں کے تقاضوں نے میرا سکون برباد کر دیا ہے، اگر اس مجبوری کی حالت میں اس خُرّاسانی حاجی کی رقم میں اپنے استعمال میں لاؤں تو میرا سارا معاملہ درست ہو جائے گا۔ پھر اس حاجی کے آنے تک اللہ ربُّ العزّات نے کشادگی فرمادی تو میں بآسانی اس مال کا ضمان ادا کر دوں گا۔ پس میں نے تھیلیاں کھولیں، قرض خواہوں کا سارا قرض ادا کیا، پھر کچھ اشیائے خورد و نوش اور دیگر ضروری سامان خرید لیا۔ آج ہمارے ہاں کافی دنوں بعد خوشی آئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ خُرّاسانی حاجی جانبِ حرم اپنی منزل پر روانہ ہو گیا ہوگا۔ اور اس کے آنے تک میں رقم کا انتظام کر کے پوری رقم واپس کر دوں گا۔ ہمارا وہ دن بڑی فرحت و مسرت میں گزرا۔

دوسرے دن صبح غلام نے کہا: ”وہی خُرّاسانی حاجی دروازے پر موجود ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔“ میں نے کہا: ”اسے اندر بلا لاؤ۔“ وہ آیا اور کہا: ”میں حج کے ارادے سے آیا تھا لیکن یہاں سے جانے کے بعد مجھے اپنے بیٹے کی وفات کی خبر ملی ہے۔ اب میں اپنے شہر جانا چاہتا ہوں، جو رقم بطورِ امانت آپ کے پاس رکھوائی تھی وہ واپس کر دیجئے۔“ خُرّاسانی کی اس بات نے مجھے ایسی پریشانی میں مبتلا کیا کہ اس سے قبل مجھے کبھی ایسی پریشانی کا سامنا نہ ہوا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اسے کیا جواب دوں؟ بالآخر میں نے کہا: ”اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ کو عافیت عطا فرمائے۔ میرا گھر غیر محفوظ تھا میں نے آپ کی رقم کسی کو دے دی ہے۔ آپ کل آ کر اپنی رقم لے لیتا۔“ یہ سن کر خُرّاسانی تو چلا گیا، لیکن میں پریشانی میں مبتلا ہو گیا، مجھے کچھ سمجھائی نہ دیتا تھا کہ میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ اگر انکار کرتا ہوں تو یہ میرے لئے دنیا و آخرت کی ذلت ہے، اگر کہتا ہوں کہ تمہاری رقم خرچ ہو گئی تو وہ شور مچائے گا

اور سختی کریگا۔ اور یہ بات میرے لئے انتہائی اذیت ناک ہے۔ اسی سوچ و فکر اور پریشانی میں شام ہوگئی۔ رات نے آہستہ آہستہ اپنے پر پھیلانے شروع کر دیئے۔ مجھے یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ کل صبح میں اسے کیا جواب دوں گا؟ نیند کوسوں دور تھی، میرے لئے آنکھیں بند کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ میں نے غلام کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا تو اس نے حیران ہو کر کہا: ”حضور! رات بہت ہو چکی ہے اس وقت آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ مناسب یہی ہے کہ آپ ابھی باہر نہ جائیں۔“

چنانچہ، میں واپس بستر پر آ گیا۔ لیکن نیند تھی کہ آنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی میں بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلتا رہا۔ بار بار باہر جانے کی کوشش کی لیکن ہر مرتبہ غلام باہر جانے سے روک دیتا۔ اسی بے چینی کے عالم میں پوری رات گزر گئی، طلوع فجر کے فوراً بعد میں اپنے نچر پر سوار ہوا اور نامعلوم منزل کی جانب چل دیا۔ میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ کس طرف جاؤں؟ بالآخر میں نے سواری کی لگام چھوڑ دی۔ کچھ ہی دیر بعد میں نہر کے پل پر آ پہنچا۔ نچر پل کی جانب بڑھنے لگا تو میں نے اسے نہ روکا یہاں تک کہ پل پار کر لیا۔ اب میں سوچنے لگا کہ کہاں جاؤں؟ اگر گھر جاتا ہوں تو آخر آسانی میرے دروازے پر موجود ہوگا۔ میں اسے کیا جواب دوں گا؟ اسی پریشانی کے عالم میں، میں نے نچر کو اس کے حال پر چھوڑ دیا کہ اب جہاں چاہے یہ مجھے لے جائے۔

جب حضرت سیدنا ابو حسان زیادہ علیہ رحمۃ اللہ الہادی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر سے باہر نکلے تو راستے میں کچھ لوگ ملے، انہوں نے آپ سے پوچھا: ”کیا آپ ابو حسان زیادہ نامی شخص کو جانتے ہیں؟“ میں نے کہا: ”میں ہی ابو حسان زیادہ ہوں۔ بتائیے! آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟“ انہوں نے کہا: ”خلیفہ مامون الرشید نے آپ کو بلوایا ہے۔“ چنانچہ، وہ مجھے لے کر خلیفہ مامون الرشید کے پاس

پہنچے۔ خلیفہ نے مجھ سے پوچھا: ”تم کون ہو؟“ میں نے کہا: ”میں قاضی ابو یوسف مدظلہ، عالی کے دوستوں میں سے ہوں۔“ خلیفہ نے پھر پوچھا: ”تمہاری کنیت کیا ہے؟“ میں نے کہا: ”ابوحسان۔“ کہا: ”کس نام سے مشہور ہو؟“ میں نے کہا: ”زیادی کے نام سے۔“ کہا: ”بتاؤ! تمہارا کیا معاملہ ہے؟“ میں نے اول سے آخر تک سارا واقعہ خلیفہ کو سنا دیا۔ میری درد بھری داستان سن کر خلیفہ نے زار و قطار روتے ہوئے کہا: ”تیرا بھلا ہو! آج رات تیری وجہ سے مجھے کئی مرتبہ سرکارِ نامدار، بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، پاؤں پروردگارِ دو عالم کے مالک و مختارِ عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا ہے۔ ہوا یوں کہ جب میں سویا تو خواب میں مکی مدنی مشکل کشا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”ابوحسانِ زیادِی کی مدد کرو۔“

میں اس حال میں بیدار ہوا کہ تم سے واقف نہ تھا لیکن تمہارا نام اچھی طرح یاد کر لیا تھا تا کہ صبح تمہارے متعلق معلومات کروا سکوں، میں دوبارہ سو گیا۔ خواب میں پھر حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حکم فرمایا: ”ابوحسانِ زیادِی کی مدد کرو۔“ میں گھبرا کر بیدار ہوا کچھ دیر بعد دوبارہ آنکھ لگ گئی۔ اس مرتبہ پھر شفیعِ روزِ شمار، پاؤں پروردگارِ دو عالم کے مالک و مختارِ عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ”جاؤ اور ابوحسانِ زیادِی کی مدد کرو۔“ اس کے بعد میں دوبارہ نہیں سویا اور ابھی تک جاگ رہا ہوں۔ میں نے رات ہی سے تمہاری تلاش میں خدّام بھیج رکھے ہیں۔ پھر خلیفہ مامون الرشید نے دس ہزار (10,000) درہم دیتے ہوئے کہا: ”یہ رقم اس خزانہ کو دے دینا۔ مزید دس ہزار درہم دیتے ہوئے کہا: ”ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کر لینا۔ مزید تیس

ہزار (30,000) درہم دیتے ہوئے کہا: ”اس رقم سے اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کے لئے سامان خرید کر ان کی شادی کر دینا۔“ پھر بڑی عزت و تکریم کے ساتھ مجھے روانہ کر دیا۔ میں نے صبح کی نماز پڑھ کر ٹر اسانی کو دس ہزار درہم کی تھیلیاں واپس کیں تو اس نے کہا: ”یہ وہ تھیلیاں نہیں ہیں جو میں نے دی تھیں۔“

میں نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو اس نے زار و قطار روتے ہوئے کہا: ”خدا عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اگر آپ مجھے پہلے ہی اپنا واقعہ بتا دیتے تو میں کبھی بھی آپ سے رقم کا مطالبہ نہ کرتا، خدا عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اب تو میں ایک درہم بھی آپ سے نہ لوں گا۔ یہ رقم آپ کو مُبَارَک ہو! میرا آپ پر اب کوئی مطالبہ نہیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے وطن چلا گیا۔ میں جب ایک شاہی تقریب کے موقع پر مامون کے دربار گیا تو اس نے سرکاری کاغذات تھماتے ہوئے کہا: ”جاؤ، آج سے تم فلاں فلاں علاقے کے قاضی ہو۔ ہمیشہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرتے رہنا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھ پر ہمیشہ عنایتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بادل سایہ فگن رہیں گے۔“ راوی کہتے ہیں: ”حضرت سیدنا ابو حسان زبایدی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تادمِ آخر عہدہ قضاء پر فائز رہے۔“

(عیون الحکایات ص ۱۲۷۴ امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ التقویٰ المتوفی ۵۹۷ھ)  
میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجَبَّدِ دین و ملت، حامی سنت، ماجی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں ایک استفتاء کے جواب میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

مسئلہ: از دہلی باڑہ ہندورائے مرسلہ مولوی محمد کرامت اللہ خان صاحب (ع)



۲۱ جمادی الآخرة ۱۳۱۱ھ

ع: مولانا کرامت اللہ خاں صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ

اللہ علیہا

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید کہتا ہے کہ پڑھنا درود تاج اور دلائل الخیرات کا شرک محض اور بدعت سیئہ ہے اور تعلیم اس کی سم قاتل شرک اس لئے کہ درود تاج میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالام رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مذکور ہے، اور بدعت سیئہ اس لئے کہ یہ درود بعد صد ہا سال کے تصنیف ہوئے ہیں۔ عمر و جواب میں کہتا کہ ورد اس درود مقبول کا موجب خیر و برکت اور باعث ازدیاد محبت ہے۔ زید عربیت سے جاہل ہے وہ نہیں سمجھتا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبب ہیں دفع بلا کے، اگرچہ دافع البلاء حقیقتاً خدائے تعالیٰ ہے۔ مختصر المعانی میں انبت الربیع البقل ا۔ (بہار نے سبزہ اگایا۔) کہ بقول مومن مجاز اور بقول کافر حقیقت فرمایا ہے۔

(۱) مختصر المعانی، احوال اسناد الخیر، المکتبہ الفاروقیہ ملتان، ص ۸۵)

علاوہ ازیں وما کان اللہ لیعذب بہم و انت فیہم۔

(القرآن الکریم ۸ / ۳۳)

اللہ تعالیٰ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔

اور وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ (القرآن الکریم ۲۱ / ۱۰۷)

ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

ہمارے دعویٰ پر دو بزرگ گواہ ہیں، اور کیا سال ولادت حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قحط عام کی وبا دفع نہیں ہوئی، اس کے سوا جبرائیل خلیل

کا مقولہ قرآن کریم میں اس طرح درج ہے:

لاھب لك غلماز کیا۔ (القرآن الکریم ۱۹/۱۹)

میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔

یہاں بقول زید حضرت جبرائیل بھی معاذ اللہ مشرک ہو گئے کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہاب فرما رہے ہیں۔ پس جو جواب زید کی طرف سے ہوگا وہی ہماری طرف سے۔ پھر چونکہ یہ درود معمول بہ اکثر علماء و مشائخ عظام ہے پس وہ سب بھی زید کے نزدیک مشرک ہوئے اور طرہ یہ کہ خود زید بھی اس خواہ مخواہ کے شرک سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ بھی سم (زہر) کو قاتل اور ادویہ کو دافع درد رافع عشیاں کہتا ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قصیدہ الطیب النغم میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع فرما رہے ہیں۔ سندیں تو اور بھی ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ رہا صد ہا سال کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت سیئہ ہونا، یہ بھی زید کی حماقت پر دال ہے۔ خود زید جو مولوی اسمعیل صاحب کے خطبے جمعہ میں برسر منبر پڑھتا ہے اس کے لئے اس کے پاس کوئی حدیث ہے یا وہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصنیف ہیں۔ سبحان اللہ ان خطبوں کا پڑھنا (جو صد ہا سال بعد کی تصنیف ہیں) تو زید کے لئے سنت ہو اور خاصان حق کی تصنیف درود کا پڑھنا بدعت سیئہ ٹھہرے، ہاں جو صیغے درود کے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کا پڑھنا ہمارے نزدیک بھی افضل و بہتر ہے مگر علمائے راہین و فقراء کا طین نے حالت ذوق و شوق میں جو درود شریف بالفاظ بدیعہ تصنیف فرمائے ہیں جن میں جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی بھی شامل ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج فرمائے ہیں، اور خود حضرت شیخ نے ایک مستقل رسالہ اس بارہ میں تالیف فرمایا ہے، اور جتنے درود مشائخ عظام نے تصنیف

فرمائے ہیں سب اس میں درج ہیں، اور شرح سفر السعادة میں ۳۶ صیغے رسول خدا سے منقول ہیں باقی صحابہ و تابعین نے زیادہ کئے ہیں۔ زید جاہل نے ان سب حضرات کو معاذ اللہ مشرک بنایا ہے۔ اب علمائے اعلام سے استفسار ہے کہ قول زید کا صحیح اور موافق عقائد سلف صالح کے ہے یا عمرو کا؟ یہ تشریح و تفصیل ارشاد ہو، اللہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

### الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله على ما علم وهدانا للذي اقوم وسلك بنا السبيل  
الاسلم وصلی ربنا وبارك وسلم على دافع البلاء والقحط والمرض  
والالام سيدنا ومولنا ومالكنا وماونا محمد مالك الارض ورقاب  
الامم و على اله وصحبه اولى الفضل والفيض والعطاء والجود والكرم  
امين قال الفقير المستدفع البلاء من فضل نبيه العلى الاعلى صلى  
عليه الله تعالى عبد المصطفى احمد رضا المحمدى السنى الحنفى  
القادرى البركاتى البريلوى دفع نبيه عنه البلاء ومنح قلبه النور  
والجللاء۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ اس نے ہمیں علم عطا فرمایا اور سب  
سے سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی اور ہمیں سلامتی والے راستے پر چلایا۔ ہمارا پروردگار  
درود و سلام اور برکت نازل فرمائے بلا، وبا، قحط، بیماری اور دکھوں کو دور کر نیوالے  
ہمارے آقا و مولیٰ و مالک و ماویٰ محمد پر، جو زمین اور امتوں کی گردنوں کے مالک  
ہیں، اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو فضل، فیض، عطا اور جود و کرم والے  
ہیں، آمین۔ کہتا ہے فقیر عبد المصطفى احمد رضا سنى حنفى قادرى بركاتى بريلوى جو نبى اعلیٰ  
کے بلند فضل کے بطفیل مصیبت سے بچنے کا طلب گار ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ والہ وسلم اس مصیبت کو دور فرمائیں اور اس کے دل کو روشنی اور چمک عطا فرمائیں۔

یہ مختصر جواب موضع صواب متضمن مقدمہ و دو باب و خاتمہ۔ مقدمہ اتمام الزام و تمہید مرام میں عائدہ قاہرہ و فائدہ زاہرہ پر مشتمل۔

### عائدہ قاہرہ

ایہا المسلمون دفع نبیکم عنکم بلاء المجنون وفتنة المفتون۔  
اے مسلمانو تمہارے نبی نے تم سے مجنون کی بلاء اور فتنہ انگیز کا فتنہ دور کر دیا ہے۔

زید بیقید کے ایسے کلمات کچھ محل تعجب نہیں مذہب و ہابیہ کی بنا ہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ وعلی الہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے ذکر شریف مٹانے اور محبوبان خدا جل و علا علیہم الصلوٰۃ والثناء کی تعظیم قلوب مسلمین سے گھٹانے پر ہے  
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ (القران الکریم ۲۶/۲۲)

اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

مگر تعجب ان مسلمانان اہلسنت سے کہ ایسے ناپاک اقوال پر کان دھریں، بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے، مسلمان صحیح العقیدہ ان کی طرف التفات ہی کیوں کریں، ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اور غیبت میں فراموشی، اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوب بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی زیادہ گرمجوشی کہ مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بجھیں گے "قل موتوا بغيظکم ان اللہ علیہم بذات الصدور۔ (القران الکریم ۳/۱۱۹) (تم فرمادو

کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔)

اس تالفہ کے رد میں اقوال ائمہ و علماء پیش کرنے کا کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے

اعتقاد سے ائمہ و علماء کہتے ہو ان کے نزدیک وہ بھی تمھاری طرح معاذ اللہ مشرک بدعتی تھے، درود محمود میں کتب و صیغ کثیرہ کی تصنیف و اشاعت انھیں نے کی تمھارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل کا خلیفہ اکبر و مدد بخش ہر خشک وتر و واسطہ ایصال ہر خیر و برکت و وسیلہ فیضان ہر جود و رحمت و شافی و کافی و قاسم نعمت و کاشف کرب و دافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات قاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔ فقیر غفر اللہ لہ نے کتاب مستطاب سلطنتہ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری ۱۲۹۷ھ میں بکثرت ارشادات جلیلہ و نصوص جزیلہ جمع کئے جن کے دیکھنے سے بجز اللہ ایمان تازہ ہو اور روئے ایقان پر احسان کا غازہ تو ان کے نزدیک حقیقۃً یہ شرک و بدعت تھیں وہی سکھا گئے آخر ان کا بانی مذہب شیخ نجدی علیہ ما علیہ ڈنکے کی چوٹ کہتا تھا کہ ۶۰۰ برس سے جتنے علماء گزرے سب کافر تھے کما ذکرہ الحدیث العلامۃ الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ المملکی فی الدرر السنیۃ۔

(الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ مکتبہ حقیقۃ دار الشفیعۃ استانبول ترکی۔ ص ۵۲)

(جیسا کہ حضرت محدث العلامۃ الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ المملکی نے اس کو الدرر السنیۃ میں ذکر کیا۔)

احادیث دکھانے کا کیا موقع کہ آخر سب کتب حدیث صحاح و سنن و مسانید و معاجیم وغیرہ حضور و الاصلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ کے بعد تصنیف ہوئیں تو ان کے طور پر معاذ اللہ وہ سب بدعت اور مصنف بدعتی۔ رہی آیت کہ رب العزۃ جل و علانے بلا تخصیص لفظ و صیغہ و وقت و عدد مطلقاً اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کی طرف بلاتا ہے

يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً .

(القران الکریم ۲۳/۵۶)

اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللهم صل وسلم وبارك عليه وعلى آله وصحبه اجمعين كلما ولع  
بذكرة الفائز ون ومنع من اشارة الهالكون . اے اللہ! درود و سلام  
اور برکت نازل فرما آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر، جب بھی آپ  
کے ذکر پر شیفۃ ہوں کامیاب ہوں نیوالے اور اس کی کثرت سے انکار کریں ہلاک  
ہوں نیوالے (ت)

تو دلائل الخیرات و درود تاج وغیرہا سب اس حکم جانفزا کے دائرہ میں داخل،  
یہ بھی انہیں مقبول ہوتی نظر نہیں آتی کہ ان کتب و صیغ میں حضور والا دافع البلاء صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف عظیمہ جلیلہ و نعوت کثیرہ جزیلہ ہیں۔  
اور انکے امام الطائفہ کا حکم ہے کہ ”جو بشر کی سی تعریف ہو اس میں بھی اختصار  
کرو“ ا۔

(اے تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشرک الخ مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۴)  
علاوہ ازیں وظیفہ درود میں صد ہا بار نام اقدس لینا ہوگا اور ان کا امام لکھ چکا کہ  
نام چپنا شرک ہے۔ اب وہ اپنے امام کی تصریح مانیں یا تمہارے خدا کا اطلاق۔ ہاں  
اگر انہیں کے امام الطائفہ اور اس کے آباؤ اجداد و اکابر کی تصانیف دکھاؤ تو شاید کچھ  
کام چلے کہ امام الطائفہ کو کچھ کہیں تو ایمان کی گت بری بنے اور اس کے اکابر سے  
مکابر رہیں تو اس سے کیونکر گاڑھی چھنے، ایسی ہی جگہ پر بد لگامی کا قافیہ تنگ ہوتا ہے  
ہے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا، نہ چلنے کی تاب۔ ت) مثلاً:  
اولاً: یوں پوچھئے کہ حیا دارو! صرف اس جرم پر کہ حضرات علمائے دین مصنفین

کتب رحمہم اللہ تعالیٰ زمانہ اقدس حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھے انہیں کی کتابیں بدعت اور وہ معاذ اللہ اہل بدعت قرار پائیں گے یا یہ حکم امام الطائفہ اور اس کے عم نسب و پدر شریعت جد طریقت جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور اس کے جد نسب و جد شریعت و جد طریقت شاہ ولی اللہ صاحب اور فرجد نسب و تلمذ و جد الحد بیعت شاہ عبدالرحیم صاحب وغیر ہم اکابر و عمائد خاندان دہلی کو بھی شامل ہوگا۔ کیا یہ حضرات زمانہ اقدس میں تھے، کیا ان کی کتابیں جہی تصنیف ہوئی تھیں، کیا انہوں نے اپنی تصانیف کے خطبوں میں بیسیوں مختلف صیغوں سے جو درود لکھے ہیں سب بعینہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، اگر ہیں تو بتاد و اور نہیں تو کیا ہٹ دھرمی سینہ زوری ہے کہ انکی تصانیف بدعت اور یہ بدعتی نہ ٹھہریں، کیا وحی باطنی اسمعیلی ہمیں یہ حکم تشریحی بھی آچکا ہے کہ بیجوز لا بانک مالا بیجوز لغیر ہم (تیرے آباء کے لیے جائز ہے جو ان کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔ ت) ان کا امام صاف صاف لکھ چکا کہ بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادا کو بھی داخل کیا ہے۔) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریحی اترتے ہیں وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیر و اور ایک جہت سے خود محقق ہوتے وہ شاگرد انبیاء بھی ہیں اور ہم استاد انبیاء بھی، وہ مثل انبیاء معصوم ہیں اے۔ (دیکھو صراط المستقیم مطبع ضیاء میرٹھ ص ۳۸ دوسرا خیر تا ص ۳۹ سطر ۱۰، ۱۱ دوسرا خیر ص ۳۱ سطر ۶، ۵ تا ص ۳۲ سطر ۲، ۳، ۴)

(۱) صراط مستقیم حب ایمانی کا دوسرا اثرہ کلام کمپنی تیرتھ داس روڈ کراچی ص ۶۵) (صراط مستقیم

(فارسی) حب ایمان کا دوسرا اثرہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور ص ۳۴)

گمراہی بددینی کا منہ کالا، پھر نبوت کیا کسی پیڑ کا نام ہے، اللہ کی شان یہ کھلم کھلا

اپنے استادوں پیروں کو نبی بنانے والے تو امام اور ائمہ شریعت، اور علمائے سنت اس

جرم پر کہ صیغہائے درود مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیوں کثرت کی معاذ اللہ بدعتی بدنام۔

ثانیاً: یہ قہرمانی حکم صرف حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود میں ہے یا خاندان امام الطائفہ کے ایجادات میں بھی کہ شاہ صاحب کی قول الجمیل جن کے لیے ضامن و کفیل۔ اسی قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیران و مشائخ کے آداب طریقت و اشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھا کہ ہماری صحبت و سلوک آمیزی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے۔ وان لم یثبت تعین الاداب ولا تلك الاشغال اے اگرچہ نہ ان خاص آداب کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے نہ ان اشغال کا۔ (۱۔ القول الجمیل گیارہویں فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳)

شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ میں فرماتے ہیں: ”اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات اور سرآت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے“ اے۔

(۱۔ شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۱)  
مولوی خز معالی مصنف نصیحة المسلمین نے اسکے ترجمہ شفاء العلیل میں شاہ صاحب کا یہ قول نقل کر کے لکھا ہے: ”یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سینہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں“ اے۔

(۱۔ شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۲)  
اور سنئے اسی قول الجمیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ قدست اسرار ہم تصور شیخ کی ترکیب لکھی ہے کہ:

اذا غاب الشيخ عنه يخيل صورته بين عينيه بوصف المحبة  
والتعظيم فتفيد صورته ماتفيد صحبتته۔

(القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۱ و ۸۲)



شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔  
شفاء العلیل میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل کیا: ”حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے“ ا۔

(۱۔ شفاء العلیل مع قول البمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۰)

مکتوبات مرزا صاحب جانجاناں میں ہے (جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکتوبات میں نفس ذکیہ طریقتہ احمدیہ داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں):

دعائے حزب البحر صبح و شام کا وظیفہ	دعائے حزب البحر وظیفہ
صبح و شام و ختم حضرات	اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا
خواجگان قدس اللہ اسرارہم	ختم شریف مشکلات کے حل کے لیے ہر
ہر روز بجهت حل مشکلات	روز پڑھنا چاہیے۔

باید خواند۔

(کلمات طیبات ملفوظات مظہر جان جاناں مطبع مجتہائی دہلی ص ۷۴)

ذرا اس صبح و شام و ہر روز کے الفاظ پر بھی نظر رہے کہ وہی التزام و مداومت ہے جسے ارباب طائفہ وجہ ممانعت قرار دیتے ہیں یہ ان داعی سنت نے بدعت اور بدعت کا حکم دیا بلکہ اس ختم اور ختم مجددی کی نسبت انہیں مکتوبات میں ہے:

بعد حلقہ صبح لازم گیرد۔ اس کے بعد صبح کے حلقے کو لازم قرار دے لیں۔

(کلمات طیبات ملفوظات مظہر جان جاناں مطبع مجتہائی دہلی ص ۴۲)

انہیں میں ہے: بعد از حلقہ صبح براں مواظبت نمایند۔

(کلمات طیبات ملفوظات مظہر جان جاناں مطبع مجتہائی دہلی ص ۴۲)

اس کے بعد صبح کے حلقے کی پابندی کرنی چاہیے۔ (ت)  
سب جانے دو خود امام الطائفہ صراط مستقیم میں لکھتا ہے:

اشغال مناسبہ ہر وقت و ہر وقت کے مناسب اعمال  
مریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا اور ہر زمانے کے مطابق ریاضتیں مختلف  
جدا می باشد ولہذا محققان ہر ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اکابر میں سے ہر  
وقت ازا کا ہر ہر طریقہ در طریقے کے محققین نے اشغال و اعمال  
تجدید اشغال کوشش کیا کہ میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی بایں وجہ جو  
دہ اند بناء علیہ مصلحت دید وقت مصلحت دیکھی یا حالات کا تقاضا ہوا اسی  
چنان اقتضاء کرد کہ یل لئے اس کتاب کا ایک باب ایسے جدید  
باب ازین کتاب برائے بیان اشغال کے لیے جو اپنے اپنے وقت کی  
اشغال جدیدہ کہ مناسب این مناسبت سے شروع کئے گئے متعین کیا  
وقت ست تعیین کرد شود گیا ہے۔

طالع۔

(صراط مستقیم مقدمہ الکتاب المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۷۷، ۸۰)

لہ انصاف! یہ لوگ کیوں نہ بدعتی ہوئے۔ اور ذرا تصور شیخ کی تو خبریں کہئے  
جسے جناب شاہ صاحب مرحوم سب راہوں سے قریب تر راہ بتا رہے ہیں، یہ ایمان  
تقویۃ الایمان پر ٹھیٹ بت پرستی تو نہیں یا یہ حضرات شریعت باطنہ اسمعیلی سے مستثنی  
ہیں۔

ثالثاً: بھلا حضور اقدس دافع البلاء مانح العطا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء  
کہنا تو معاذ اللہ شرک ہوا اب جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی خبر لیجئے وہ اپنے قصیدہ  
نعتیہ اطیب النغم اور اس کے ترجمہ میں کیا بول بول رہے ہیں: بنظر نمی آید مرا مگر

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست اندوہکین است در ہر شدتے۔  
 (اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل اول تحت شعر مقسم المکروب فی کل غمرۃ مطبع مجتہائی دہلی ص ۴)  
 ہمیں نظر نہیں آتا مگر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مصیبت کے وقت  
 غمخواری فرماتے ہیں۔

پھر کہا:

جانے پناہ گرفتار بندگان حضور قیامت کے دن خوفزدوں  
 وگرنہ گاہ ایشاں در وقت خوف اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ  
 بروز قیامت۔ ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل دوم تحت شعر ملاذ عباد اللہ طباہ خوفہم مطبع مجتہائی دہلی ص ۴)  
 پھر کہا:

نافع تیرن ایشانست مردمان زمانہ کے ہجوم کے وقت لوگوں کے  
 مرازنزدیل ہجوم حوادث زماں۔ لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل چہارم تحت شعر و احسن خلق اللہ خلقاً و خلقہ مطبع مجتہائی دہلی ص ۶)  
 پھر کہا:

اے بہترین خلق خدا واے اے خلق خدا میں بہترین! اے  
 بہترین عطا کنندہ واے بہترین بہترین عطا والے اور اے بہترین  
 کسیکے امیدوار دا شتہ شود شخصیت، اور مصیبت کے وقت امیدوار  
 برائے از المصیبتے۔ کی مصیبت کوٹالنے والے۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم تحت شعر و صلی علیک اللہ یا خیر خلقہ مطبع مجتہائی دہلی ص ۲۲)  
 پھر کہا:

تو پناہ دہندہ از ہجوم آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ

کرنے والے ہیں۔

(الطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدهم تحت شعروانت مجیری من ہجوم مملتہ الخ مطبع

مجتبائی دہلی ص ۲۲)

اپنے دوسرے قصیدہ نعتیہ ہمزئیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

آخر حالت مادح آنحضرت	حضور کی تعریف کرنے والا جب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرا	اپنی نارسائی کا احساس کرے تو حضور کو
وقبیکہ احساس کند	نہایت عاجزی اور اخلاص سے پکارے
نارسائی خود مرا از حقیقت ثنا	اور فریاد کرے اور حضور کی پناہ اس طرح
آنتست کہ ندا کند خوام	چاہے کہ اے خدا کے رسول قیامت کے
وزاں شدہ باخلاص در مناجات	دن تیری عطا چاہتا ہوں تو ہی میری ہر بلا
وہ پناہ گرفتن باین طریق اے	کی پناہ ہے۔ جبھی تو میں تیری طرف
مرسول خدا عطا نہ ترا میخوام	رجوع کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ کا طلب
مرو زحشر (الی قولہ) تونی پناہ از	گار ہوں اور میری امیدیں تجھ سے ہی
ہر بلا بسونے تست مرو آوردن من	وابستہ ہیں اہ ملخصاً۔
وہ تست پناہ گرفتن من	
و در تست امید داشتن من۔	
ملخصاً۔	

(الطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل ششم تحت اشعار و آخر المادہ الخ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳ و ۳۴)

یہی شاہ صاحب ہمععات میں زیر بیان نسبت اویسیہ لکھتے ہیں:

از ثمرات این نسبت مرویت	اس نسبت کے ثمرات یہ ہیں کہ اس
آن جماعت ست در منام و فائدہا	جماعت (اویسیہ) کی زیارت خواب

ایشان یافتن و درمہالک و مضائق میں ہو جاتی ہے اور ہلاکت و تنگی کے  
سورت آن جماعت پدید آمدن اوقات میں وہ جماعت ظاہر ہو کر مشکلیں  
و حل مشکلات وے بآن حل فرماتی ہے۔  
صورت منسوب شدن۔

(مجمعات معہ ۱۱ اکادمیہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی حیدرآباد پاکستان ص ۵۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان کے شاگرد رشید اور مرزا صاحب موصوف کے مرید  
تذکرۃ الموتی میں ارواح اولیائے کرام قدس اسرار ہم کی نسبت لکھتے ہیں:

ارواح ایشاں از زمین ان کی ارواح زمین و آسمان  
و آسمان و بہشت ہر جا کہ اور بہشت سے ہر جگہ جہاں چاہتی ہیں  
خواہند و میروند و دوستان جاتی ہیں اپنے دوستوں اور معتقدوں کی  
و معتقداں مرا در دنیا و آخرت دنیا اور آخرت میں مدد فرماتی ہیں  
مددگاری میفرمایند و دشمنان اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔  
مراہلال می سازند۔

(تذکرۃ الموتی مطبع مجتہدائی دہلی ص ۴۱)

اور دافع البلاء کس چیز کا نام ہے۔ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے:

نسبت ما بجناب امیر امیر المومنین علی کرم اللہ  
وجہہ سے میری نسبت خاص وجہ سے ہے  
کہ فقیر کو آنجناب سے خاص نیاز حاصل  
ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری  
جسمانی پیش ہوتی ہے میں آنجناب کی  
طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفا ہو جاتی

می شود و سبب حصول شفا ہے۔  
میگردد۔

(کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتہائی دہلی ص ۷۸)

ذرا اس ”نیاز خاص“ پر بھی نظر رہے۔ یہی داعی سنت نبویہ فرماتے ہیں:

التفات غوث الثقلین بحال	حضور غوث الثقلین اپنے تمام
متوسلان طریقہ علیہ ایشاں	متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے
بسیار معلوم شد باہیچکس از	ہیں کوئی ان کا مرید ایسا نہیں کہ اس کی
اہل این طریقہ ملاقات نشدہ کہ	طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔
توجہ مبارک بآنحضرت بحالش	
مذول نیست۔	

(کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتہائی دہلی ص ۸۳)

ذرا اس عبارت کے تیور دیکھئے اور لفظ مبارک ”غوث الثقلین“، بھی ملحوظ خاطر رہے اس کے یہی معنی ہے نا کہ انس و جن سب کی فریاد کو پہنچنے والے۔  
اور سنئے یہی نفس ذکیہ فرماتے ہیں:

ہمچنین عنایت حضرت	ایسا ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے
خواجہ نقشبند بحال معتقدان	معتقدین کے حالات میں ہمیشہ مصروف
خود مصروف است مغلان	رہتے ہیں چرواہے اور مسافر جنگل میں یا
در صحرا یا وقت خواب اسباب	نیند کے وقت اپنے اسباب اور چوپائے
واسپان خود بحمايت حضرت	گھوڑے وغیرہ حضور خواجہ نقشبند کے سپر
خواجہ می سپارند و تائیدات از	دکردیتے غیبی تائید ان کے ساتھ ہوتی
غیب ہمارا ایشاں می شود۔	ہے۔

(کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتہائی دہلی ص ۸۳)

اب تو شرک کا پانی سر سے اوپر ہو گیا، ایمان سے کہو تمہارے ایمان پر کتنا بڑا بھاری شرک ہے جس پر مددِ نبی نازل ہوتی اور یہ بات حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے مدائح میں گنی جاتی ہے، خدا کرے اس وقت کہیں تمہیں حدیثِ اعوذ بعظیم **ہذا الوادی** (میں اس وادی کے حکمران کی پناہ چاہتا ہوں۔ ت)

(المعجم الکبیر حدیث ۳۱۶۶ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۲۱/۳) (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ

الصحابۃ ذکر تحریم بن فائک دار الفکر بیروت ۲۲۱/۳)

یا آیہ کریمہ:

کان رجال من الانس یعودون برجال من الجن-

(القرآن الکریم ۷۲/۶)

(آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے۔ ت)  
یاد آجائے،

پھر جناب مرزا صاحب اور ان کے مدائح جناب شاہ صاحب کا مزہ دیکھئے، آخر تمہارا امام بھوت پریت جن پری اور اولیاء شہداء سب کو ایک ہی درجہ میں مان رہا ہے، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اکابر اولیاء کا حال بعد انتقال لکھتے ہیں:

دہریں حالت ہم تصرف	اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں
دردِ دنیا دادہ واستغراق آنها	تصرف فرماتے ہیں اور ان کے استغراق
بجہت کمال وسعت مدارجہ	کا کمال اور مدارج کے رفعت ان کو اس
آنها مانع توجہ باین سمت نمی	سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے اویسی
گرد و اوسیاں تحصیل مطلب	اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے ہیں

کمالات باطنی از انہامی نمایند اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل  
 و امرباب حاجات و مطالب حل اور حاجت روائی انہیں سے طلب کرتے  
 مشکلات خود از انہامی طلبند ہیں اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے  
 وہی بابتند۔ ہیں۔

(تفسیر فتح العزیز تحت آیہ ۱۸/۸۳ مطبع مسلم بکڈ پولال کنواں دہلی پارہ عم ص ۲۰۶)  
 ذرا یہ ”دنیا میں اولیاء کا تصرف بعد انتقال، ملحوظ رہے اور حل مشکل و دفع بلا میں  
 کتنا فرق ہے۔ (یا علی مشکل کشا مشکل کشا)  
 اور تحفہ اثنا عشریہ میں تو اس سے بھی بڑھ کر جان نجدیت پر قیامت توڑ گئے،  
 فرماتے ہیں:

حضرت امیر یعنی حضرت علی کرم	حضرت امیر و ذمیریہ
اللہ وجہ الکریم اور ان کی اولاد طاہرہ کو	طاہرہ او در تمام امت بر مثال
تمام افراد امت پیروں مرشدوں کی طرح	پیران و مرشد ان می پرستند
مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات	وامور تکوینیہ مرا بایشان
کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ	وابستہ میدانند و فاتحہ و درود
اور درود و صدقات اور نذر نیاز انکے نام	و صدقات و نذر بنام ایشان مرا بچ
ہمیشہ کرتے ہیں، چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا	و معمول گردیدہ چنانچہ جمیع
یہی حال ہے۔	اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

(تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۳) (تحفہ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۳۳ھ آخر

ص ۳۹۶ و اول ۳۹۷)

کیوں صاحبو! یہ کتنے برے شرکبائے اکبر و اعظم ہیں کہ شاہ صاحب جن پر  
 اجماع امت بتا رہے ہیں، اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امت مرحومہ کو



معاذ اللہ امت ملعونہ لقب دیجئے بھلا دفع بلا بھی امور تکوینیہ میں ہے یا نہیں جو دامن پاک حضرت مولیٰ علی و اہلبیت کرام سے وابستہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدہم و مولاہم و علیہم و بارک و سلم۔

طرفہ تر سنئے، شاہ ولی اللہ صاحب کے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے روشن کہ شاہ صاحب والا مناقب اور انکے بارہ اساتذہ علم حدیث و مشائخ طریقت جن میں مولانا ابو طاہر مدنی اوان کے والد و استاذ پیر مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاد مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاد مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی وغیر ہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں جو اہر خمسہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمۃ الباری و خاص دعائے سینفی کی اجازتیں لیتے اور اپنے مریدین و معتقدین کو اجازت دیتے۔

اعمال جو اہر خمسہ و دعائے سینفی کا زمانہ اقدس حضور دافع البلاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت، اور اس وجہ سے ان صاحبوں کا بدعتی و مروج بدعت قرار پانا درکنار، اسی جو اہر خمسہ کی سینفی میں وہ جو ہر دار سیف خونخوار، جسے دیکھ کر وہابیت بیچاری اپنا جوہر کرنے کو تیار، وہ کیا کہ ناد علی کہ ایمان طائفہ پر شرک جلی۔ جو اہر خمسہ میں ترکیب دعائے سینفی میں فرمایا:

ناد علی ہفت باسہ باسہ باسہ باسہ	ناد علی سات بار یا تین بار یا ایک
یل باسہ بخواند و آن این ست ناد	بار پڑھنا چاہئے، اور وہ یہ ہے: علی (رضی
علیاً مظهر العجائب، تجمدہ	اللہ عنہ) کو پکار جن کی ذات پاک مظهر
عوٹا لك فی النوائب، کل ہم	عجائب ہے، جب تو انہیں پکارے گا انہیں
وغم سینجلی بولا یتک یا علی یا	مصائب و افکار میں اپنا مددگار پائے گا ہر
علی یا علی۔	پریشانی و غم فوراً دور ہو جاتا ہے آپ کی مدد

سے یا علی یا علی یا علی۔

(جواہرِ خمسہ مترجم اردو مرزا محمد بیگ نقشبندی دارالاشاعت کراچی ص ۲۸۲، ۲۵۳)  
یعنی پکار علی مرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ) کو کہ مظہرِ عجائب ہیں تو انہیں اپنا مددگار  
پائے گا۔ مصیبتوں میں، سب پریشانی و غم اب دور ہوتے جاتے ہیں حضور کی ولایت  
سے یا علی یا علی یا علی۔

ذرا اب شرک طائفہ کا مول تول کہئے، اس نفیس سند کی قدرے تفصیل درکار  
ہو تو فقیر کے رسائل ”انہار الانوار من یم صلوة الاسرار“ (ف ۱) و ”حياة الموات فی  
بیان سماع الاموات“ (ف ۲) و ”انوار الانتباه فی حل نداء یارسول اللہ“ (ف ۳)  
ملاحظہ ہوں۔ ہے یہ کہ ان خاندانی اماموں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے واللہ  
الحمد۔

ف ۱: رسالہ انہار الانوار من یم صلوة الاسرار فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن  
جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور جلد ہفتم میں ص ۵۶۹ پر موجود ہے۔

ف ۲: رسالہ حیاة الموات فی بیان سماع الاموات فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا  
فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، جلد نہم میں ص ۶۷۵ پر موجود ہے۔

ف ۳: رسالہ انوار الانتباه فی حل نداء یارسول اللہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا  
فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد ۲۹ میں ص ۵۳۹ پر موجود ہے۔

کیوں صاحبو! یہ سب حضرات بھی ایمان طائفہ پر مشرک، بے ایمان، واجب  
العذاب، مستحیل الغفران تھے یا تقویۃ الایمان کی آیتیں حدیثیں امام الطائفہ کا کنبہ  
چھوڑ کر باقی علمائے اہلسنت ہی کو مشرک بدعت بنانے کے لئے اتری ہیں۔ اللہ  
ایمان و حیا بخشنے۔ آمین۔

غرض ان حضرات کے مقابل شاید ایسے ہی گرم دودھوں سے کچھ کام چلے

جنہیں نہ نگلتے بنے نہ اگلتے۔ واللہ الحجۃ الساطعة۔

### فائدہ زاہرہ

خیر، یہ تو اجمالاً ان حضرات کی خدمت گزار تھی، اور بدعت کی بحث تو علمائے سنت بہت کتب میں غایت قصویٰ تک پہنچا چکے ومن احسن من فصلہ وحققہ خاتم المحققین سیدنا الوالد رضی اللہ عنہ المولیٰ الماجد فی کتابہ الجلیل المفاد "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" (خاتم المحققین سیدنا والد ماجد رضی اللہ عنہ نے اپنی جلیل و مفید کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں اس کی تحسین و تفصیل و تحقیق کی ہے۔)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسالہ "اقامة القیامہ علی طاعن القیام لنبی تھامہ" وغیرہا رسائل میں بقدر کافی نکات چیدہ گزارش کئے اور اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الالبھا مین" (ف) وغیرہا میں خاندان مذکور کے بکثرت ایجاد و احداث لکھے کہ اس نو تصنیفی کی صفراشکنی کو بس ہیں اور حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وبا و بلا و قحط و مرض و الم کو دفع فرمانے کے جزئیات و واقعات جو احادیث میں مروی ان کے جمع کرنے کی ضرورت نہ حصر کی قدرت، ان میں سے بہت سے بحمد اللہ تعالیٰ کتب و خطب علماء میں مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکے اور اب جو چاہے کتب سیر و خصائص و معجزات مطالعہ کرے۔

ف: رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الالبھا مین" فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد پنجم صفحہ ۴۲۹ پر موجود ہے۔ رسالہ "اقامة القیامہ" جلد ۲۶ ص ۴۹۵ پر موجود ہے۔

### نکتہ جلیلہ کلیہ

مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ ایک نکتہ جلیلہ کلیہ بغایت مفید القا کرے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تمام شرکیات و ہابیہ کی تیخ کنی میں کافی و وانی کام دے، مسلمانو! کچھ خبر بھی ہے

ان حضرات کا لفظ دافع البلاء اور اس کے مثال کو شرک بتانے بلکہ یہ بات بات پر شرک پھیلانے سے اصل مدعا کیا ہے وہ ایک دائے باطنی و مرض خفی ہے کہ اکثر عوام بیچاروں کی نگاہ سے مخفی ہے ان نئے فلسفوں پرانے فیلسوفوں کے نزدیک شرک امور عامہ سے ہے کہ عالم میں کوئی موجود اس سے خالی نہیں یہاں تک کہ معاذ اللہ حضرات علیہ انبیائے کرام و ملئکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تا آنکہ عیاذ باللہ خود حضرت رب العزۃ و حضور پر نور سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ، ولہذا امام الطائفہ نے جا بجا و بیجا مسائل جی سے گھڑے کہ یہ ناپاک چھینٹا وہاں تک بڑھے، جس کی بعض مثالیں مجموعہ فتاویٰ فقیر ”العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ“ کی جلد ششم ”البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقہ“ میں ملیں گی، ان کی تفصیل سے تطویل کی حاجت نہیں، یہ حضرات کہ اس امام کے مقلد ہیں انا علی آثارہم مقتدون۔ (القرآن الکریم ۲۳ / ۲۳) ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں۔) پڑھتے ہوئے اسی ڈگر ہوئے، یہ حکم شرک بھی اسی دبی آگ کا دھواں دے رہا ہے، اجمال سے نہ سمجھو تو مجھ سے مفصل سنو۔

اقول: وباللہ التوفیق، نسبت و اسناد دو قسم ہے: حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت سے متصف ہو۔

اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کر دیں جیسے نہر کو جاری یا حابس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں، حالانکہ حقیقۃً آب و کشتی جاری متحرک ہیں۔

پھر حقیقی بھی دو قسم ہے: ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کر دیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں، یا نہیں جیسے واسطہ فی الاثبات میں۔ ان سب صورتوں کی اسنادیں تمام محاورات عقلائے جہاں و اہل ہر مذہب و ملت و خود

قرآن و حدیث میں شائع و ذائع، مثلاً انسان عالم کو عالم کہتے ہیں، قرآن مجید میں جا بجا اولو العلم و علموا بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد، یہ حقیقت عطائیہ ہے یعنی بعطائے الہی وہ حقیقتاً متصف بعلم ہیں، اور مولیٰ عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطا کے اپنی ذات سے عالم ہے۔ سخت احمق وہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے۔ وہابیہ کے مسائل شرکیہ استعانت و امداد و علم غیب و تصرفات و ندا و سماع فریاد و غیرہا ایسے فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس بحث شریف میں ایک نفس رسالہ کی طرح ڈالی ہے اس میں متعلق نزاعات و ہابیہ صدہا اطلاقات کو آیات و احادیث سے ثابت اور احکام اسنادات کو مفصل بیان کرنے کا قصد ہے ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر نور، معطی البہار و السرور، دافع البلاء و الشرور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے مخالف معصف کو یوں توفیق تصدیق نہ ہو تو فقیر کا رسالہ ”سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری“ مطالعہ کرے کہ بعونہ تعالیٰ تحقیق و توثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان و ایقان کے پھول مہکتے، خیر یہاں اس بحث کی تکمیل کا وقت نہیں تنزیلاً یہی سہی کہ احد الامرین سے خالی نہیں نسبت حقیقی عطائی ہے یا از انجا کہ حضور سبب و وسیلہ و واسطہ دفع البلاء ہیں لہذا نسبت مجازی، رہی حقیقی ذاتی حاشا کہ کسی مسلمان کے قلب میں کسی غیر خدا کی نسبت اس کا خطرہ گزرے۔

امام علامہ سیدی تقی الملہ والدین علی بن عبد الکانی سبکی قدس سرہ الملکی (جن کی امامت و جلالت محل خلاف و شبہت نہیں، یہاں تک کہ میاں نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مہری مصدق فتویٰ میں انہیں بالاتفاق امام مجتہد مانتے ہیں) کتاب مستطاب شفاء السقام شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

لیس المراد نسبة النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال  
مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق  
وفاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ  
نہیں کرتا، تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا  
اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں  
مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی  
علی عوام المؤمنین۔ میں ڈالنا ہے۔

(شفاء القام الباب الثامن فی التوسل والاستغاثة الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۷۵)

صدقہ یا سیدی جزاک اللہ عن الاسلام والمسلمین خیراً، اُمین  
(اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی  
طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔)

فقیر کہتا ہے ایک دفع بلاء و امداد و عطا ہی پر کیا موقوف مخلوق کی طرف اصل  
وجود ہی کی اسناد بمعنی حقیقی ذاتی نہیں پھر عالم کو موجود کہنے میں وہابیہ بھی ہمارے  
شریک ہیں کیا ان کے نزدیک عالم بذاتہ موجود ہے یا جو فسطائیہ کی طرح عقیدہ  
حقائق الاشیاء ثابتہ (اشیاء کی حقیقت ثابت ہے۔ ت) سے منکر ہیں اور جب  
کچھ نہیں تو کیا ظلم ہے کہ جو محاورے صبح و شام خود بولتے رہیں مسلمانوں کے مشرک  
بنانے کو ان کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں، کیا مسلمان پر بدگمانی حرام قطعاً نہیں، کیا  
اس کی مذمت پر آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ ناطق نہیں بلکہ انصاف کی آنکھ کھلی ہو تو  
اس ادعائے خبیث کا درجہ تو بدگمان سے بھی گزرا ہوا ہے، سوئے ظن کے لئے اس  
گمان کی گنجائش تو چاہیے، مسلمان کے بارہ میں ایسے خیال کا احتمال ہی کیا ہے اس کا  
موجد ہونا ہی اس کی مراد پر گواہ کافی ہے کہا لا یخفی عند کل من له عقل  
ودین (جیسا کہ کسی صاحب عقل و دین پر پوشیدہ نہیں۔)

فتاویٰ خیر یہ کتاب الایمان میں ہے:

سئل فی رجل حلف انه لا یدخل هذه الدار الا ان یمکم علیه الدهر فدخل هل یمنث اجاب لا وهذا مجاز لصدوره من الموحد واذا دخل فقد حکم ای قطعی علیہ رب الدهر بدخولها وهو مستثنی فلا حنث . بتلخیص .

ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک مجھے دہر حکم نہیں دے گا میں اس گھر میں داخل نہیں ہوں گا، اور وہ داخل ہو گیا، کیا وہ قسم توڑنے والا ہے یا نہیں، اس کا جواب یہ تحریر ہے کہ حانث نہیں ہوا، یہ کلمہ مجازی ہے، موحد جو خدا کو ایک مانتا ہے اس سے شرک کا صدور ناممکن ہے۔

جب داخل ہوا تو رب الدہر یعنی خدا کے حکم سے داخل ہوا، اس لئے وہ حانث نہیں ہوا۔

(الفتاویٰ الخیر یہ کتاب الایمان دار المعرفۃ بیروت ۸۱/۱)

تو ایسا ناپاک ادعا بدگمانی نہیں صریح افترا ہے، وہ بھی مسلمان پر وہ بھی کفر کا، مگر قیامت تو نہ آئیگی، حساب تو نہ ہوگا، ان خباثت کے دعووں سے سوال تو نہ کیا جائے گا، مسلمان کی طرف سے لا الہ الا اللہ جھگڑتا ہوا نہ آئے گا۔ ستمگر! جواب تیار رکھ اس سختی کے دن کا، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ (القرآن الکریم ۲۶/۲۷) (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔)

بالجملہ اس احتمال کو یہاں راہ ہی نہیں بلکہ انہیں دو سے ایک مراد بالیقین یعنی اسناد غیر ذاتی کسی قسم کی ہوا اب جو اسے شرک کہا جاتا ہے تو اس کی دو ہی صورتیں متصور بنظر مصدر ان نسبت یا بنفس حکایت۔

اول یہ کہ غیر خدا کے لیے ایسا اتصاف ماننا ہی مطلقاً شرک اگرچہ مجازی ہو، جس کا حاصل اس مسئلہ میں یہ کہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دفع بلا کے سبب و وسیلہ و واسطہ بھی نہیں کہ مصداق نسبت کسی طرح متحقق جو غیر خدا کو ایسے امور میں سبب ہی مانے وہ بھی مشرک۔

دوم یہ کہ ایسی نسبت و حکایت خاص بذاتہ حدیث جل و علا ہے غیر کے لئے مطلقاً شرک اگرچہ اسناد غیر ذاتی مانے، آدمی اگر عقل و ہوش سے کچھ بہرا رکھتا ہو تو غیر ذاتی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہو گیا کہ جب بعطائے الہی مانا تو شرک کے کیا معنی برخلاف اس طاعنی سرکش کے جو عقل کی آنکھ پر مکابرہ کی پٹی باندھ کر صاف کہتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۱- تقویۃ الایمان، پہلا باب، مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷)

کسی سفیہ مجنوں سے کیا کہا جائے گا کہ صفت الہی بعطائے الہی نہیں تو جو بعطائے الہی ہے صفت الہی نہیں، تو اس کا اثبات اصلاً کسی صفت الہی کا اثبات بھی نہ ہوا نہ کہ خاص صفت ملزومہ الوہیت کا کہ شرک ثابت ہو بلکہ یہ تو بالبداہتہ صفت ملزومہ عبدیت ہوئی کہ بعطائے غیر کسی صفت کا حصول تو بندہ ہی کے لئے معقول تو اس کا اثبات صراحاً عبدیت کا اثبات ہوا نہ کہ معاذ اللہ الوہیت کا، ایک یہی حرف تمام شرکیات و ہابیہ کو کیفر چشانی کے لئے بس ہے، مگر مجھے تو یہاں وہ بات ثابت کرنی ہے جس پر میں نے یہ تمہید اٹھائی ہے یعنی ان صاحبوں کا حکم شرک اللہ و رسول تک متعدی ہونا، ہاں اس کا ثبوت لیجئے ابھی بیان کر چکا ہوں کہ اس حکم ناپاک کے لئے دو ہی وجہیں متصور، ان میں سے جو وجہ لیجئے ہر طرح یہ حکم معاذ اللہ و رسول تک منجر جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔



## باب اوّل

وجہ اول پر نصوص سنئے اس میں چھ آیتیں اور ساٹھ حدیثیں، جملہ چھیاٹھ نصوص ہیں۔

### فصل اوّل آیات کریمہ میں

آیت ۱: قال الله عزوجل ، وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم -

(القران الکریم ۸ / ۳۳)

اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب! تو ان میں تشریف فرما ہے۔

سبحان اللہ! ہمارے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار پر سے بھی سبب دفع بلاء ہیں کہ مسلمانوں پر تو خاص رؤف ورحیم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۲: وما ارسلناك الا رحمة للعالمين -

(القران الکریم ۲۱ / ۱۰۷)

ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔

پر ظاہر کہ رحمت سبب دفع بلا ورحمت (جو خوب ظاہر ہے کہ رحمت سبب ہے مصیبت ورحمت کی دوری کا۔)

آیت ۳: ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك واستغفروا الله

واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما -

(القران الکریم ۴ / ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی مانگیں ان کے لئے رسول، تو بیشک اللہ کو توبہ کرنے والا مہربان پائیں۔

آیہ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پر نور عفو غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ و دفع بلائے عذاب ہے، بلکہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلا و عذاب کہ رب العزت قادر تھا یونہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴: ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع۔

(القرآن الکریم ۲۲/۴۰)

اگر اللہ تعالیٰ آدمیوں کو آدمیوں سے دفع نہ فرمائے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہ ڈھادی جائے۔

آیت ۵: ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض

ولكن الله ذو فضل على العالمين۔ (القرآن الکریم ۲/۲۵۱)

اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عزوجل کا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہو جاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ مسلمان کے سبب کافروں اور نیکیوں کے

باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

آیت ۶: ولولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنات لم تعلموهم ان

تظوهم فتصيبكم منهم معرة بغير علم ليدخل الله في رحمته من

يشاء لو تزيلوا لعذبنا الذين كفروا منهم عذابا أليما۔

(القرآن الکریم ۲۸/۲۵)

اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند ڈالو تو ان سے تمہیں انجانی میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے وہ اگر الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرے کے لئے مکہ معظمہ تشریف لائے ہیں اور کافروں نے مقام حدیبیہ میں روکا شہر میں نہ جانے دیا صلح پر فیصلہ ہوا ظاہر کی نظر میں اسلام کے لیے ایک دہتی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں ایک بڑی فتح نمایاں تھی جسے اللہ عزوجل نے انا فتحنالک فتحا مبینا۔ (القرآن الکریم ۱/۲۸) (بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیت نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں داخل مکہ نہ ہونے دینے میں کئی حکمتیں تھیں مکہ معظمہ میں بہت مرد و عورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جن کی تمہیں خبر نہیں تم قہراً جاتے تو وہ بھی تیغ و بند کے روندنے میں آجاتے اور ان کے سوا بھی وہ لوگ ہیں جو ہنوز کافر ہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا ان کا قتل منظور نہیں ان وجوہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل و قہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہو جاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ کیسا صریح روشن نص ہے کہ اہل اسلام کے سبب کافروں پر سے بھی بلا دفع ہوتی ہے واللہ الحمد۔

### فصل دوم احادیث عظیمہ میں

حدیث ۱: کہ رب العزت جل و علا فرماتا ہے:

انی لاہم باہل الارض میں زمین والوں پر عذاب اتارنا

عذابا فاذا نظرت الى عمار بيوتى  
 والمتحابين فى والمستغفرين  
 بالاسحار صرفت عنهم.  
 البهيقي فى الشعب عن انس بن  
 مالك رضى الله تعالى عنه عن  
 النبى صلى الله تعالى عليه  
 وسلم قال ان الله تعالى يقول  
 الحديث.

چاہتا ہوں جب میرے گھر آباد کرنے  
 والے اور میرے لئے باہم محبت رکھنے  
 والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے  
 والے دیکھتا ہوں اپنا غضب ان سے  
 پھیر دیتا ہوں۔ (بہیقی نے شعب  
 الایمان میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہ  
 حدیث بیان فرماتا ہے۔)

(شعب الایمان حدیث ۹۰۵۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶ / ۵۰۰) (کنز العمال حدیث

۲۰۳۳۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷ / ۵۷۹)

حدیث ۲: کہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا عباد لله ركع وصبية  
 رضع وبهائم رتع تصب  
 عليكم العذاب صبا ثم رض  
 رضا. الطبرانى فى الكبير  
 والبيهقى فى السنن عن مسافع  
 بن الديلمى رضى الله تعالى عنه.

اگر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کے نمازی  
 بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس  
 چرتے چوپائے تو بیشک عذاب تم پر سختی  
 ڈالا جاتا پھر مضبوط و محکم کر دیا جاتا  
 (طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن  
 میں مسافع الدیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 روایت کیا۔)

(السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب صلوٰۃ الاستقامۃ باب استحباب الخروج الخ مجلس دائرة المعارف العثمانیہ

دکن ۳ / ۳۳۵) (المعجم الکبیر حدیث ۷۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲ / ۳۰۹)

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله تعالى ليدفع بيشك الله عز وجل نيك مسلمان کے  
بالمسلم الصالح عن مائة اهل سبب اس کے ہمسائے میں سو گھروں  
بيت من جيرانه البلاء. سے بلا دفع فرماتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ حدیث روایت فرما کر آئیہ کریمہ ولو لا دفع  
الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض تلاوت کی۔

رواه عنه الطبرانی في طبرانی نے کبیر میں ابن عمر سے  
الكبير. وعبد الله بن احمد ثم اور عبد الله بن احمد پھر بغوی نے معالم میں  
البغوي في المعالم. اس کو روایت کیا۔

(معالم التنزيل (تفسیر البغوی) تحت الآیہ ۲/ ۲۵۱/ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۷۷)

(الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی التریب من اذی الجار حدیث ۳۹ مصنفی البابی المصر ۳/ ۳۶۳)

(الدر المنثور تحت الآیہ ۲/ ۲۵۱/ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۷۲۶)

حدیث ۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من استغفر للمؤمنين جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان  
والمؤمنات كل يوم سبعا مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے  
وعشرين مرة كان من الذين استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو جن کی  
يستجاب لهم ويرزق بهم اهل دعا قبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے  
الارض. الطبرانی في الكبير. تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے (طبرانی  
عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ نے کبیر میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
عنه بسند جيد. سے سند جید کے ساتھ روایت کیا۔)

(کنز العمال حدیث ۲۰۶۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۴۷۶)

حدیث ۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

هل تنصرون وترزقون الا  
بضعفائکم۔ البخاری۔ عن  
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ۔

کیا تمہیں مدد و رزق کسی اور کے  
سبب بھی ملتا ہے سوائے اپنے ضعیفوں  
کے۔ (بخاری نے سعد بن ابی وقاص  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

(صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من استعان بالضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ ۱/۴۰۵)

حدیث ۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله ينصر القوم  
بأضعفهم۔ الحارث فی مسندہ۔  
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما۔

پیشک اللہ تعالیٰ قوم کی مدد فرماتا ہے  
ان کے ضعیف تر کے سبب۔ حارث نے  
اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما سے روایت کیا۔)

(کنز العمال حدیث ۱۰۸۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/۳۵۷) (الجامع الصغیر حدیث

۵۱۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۷)

حدیث ۷: زمانہ اقدس میں دو بھائی تھے ایک کسب کرتے، دوسرے خدمت  
والائے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے۔ کمانے والے ان  
کے شاکی ہوئے، فرمایا:

لعلک ترزق بہ۔ کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت  
الترمذی۔ وصحہ والمحاکم عن سے رزق ملے۔ (اسے ترمذی نے  
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ روایت کیا اور اس کی تصحیح کی، اور حاکم نے  
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

(سنن الترمذی کتاب الزہد حدیث ۲۳۵۲ دارالفکر بیروت ۳/۱۵۳) (المصدرک للمحکم کتاب

اعلم خطبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع دار الفکر بیروت ۱/ ۹۴)

حدیث ۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الابدال فی امتی ثلثون ابدال میری امت میں تیس ہیں  
 بہم تقوم الارض وبہم انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب  
 تمطرون وبہم تنصرون۔ تم پر مینہ اترتا ہے۔ انہیں کے باعث  
 الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ تمہیں مدد ملتی ہے۔ (طبرانی نے کبیر میں  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح  
 صحیح۔ روایت کیا۔)

(کنز العمال بحوالہ عبادۃ ابن الصامت حدیث ۳۴۵۹۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۸۶)

(مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الابدال الخ دار الکتب بیروت ۱۰/ ۶۳) (المجامع الصغیر بحوالہ الطبرانی عن

عبادۃ بن الصامت حدیث ۳۰۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۸۲)

حدیث ۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ابدال شام میں ہیں اور وہ  
 چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے۔

یسقی بہم الغیث انہی کے سبب مینہ دیا جاتا ہے،  
 وینتصر بہم علی الاعداء انہیں سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے، انہیں  
 ویصرف عن اهل الشام بہم کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا  
 العذاب۔ احمد۔ عن علی کرم جاتا ہے۔ (امام احمد نے حضرت علی کرم  
 اللہ تعالیٰ وجہہ بسند حسن۔ اللہ تعالیٰ وجہہ سے بسند حسن روایت  
 کیا۔)

(مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۱۲)

دوسری روایت یوں ہے:

يُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ      انہیں کے سبب اہل زمین سے بلاء  
الْبَلَاءِ وَالْغُرُقِ . ابْنِ عَسَاكِرَ      اور غرق دفع ہوتا ہے۔ (ابن عسا کر رضی  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ .      اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔)

(تاریخ دمشق الكبير باب ماجاء ان بالشام يكون الابدال داراحياء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۱۳)

حدیث ۱۰: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ابدال شام میں ہیں،

بِهِمْ يَنْصُرُونَ وَبِهِمْ      وہ انہیں کی برکت سے مدد پاتے  
يُرْزَقُونَ . الطبرانی فی الكبير      ہیں اور انہیں کی وسیلہ سے رزق۔  
عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَفِي      (طبرانی نے کبیر میں عوف بن مالک سے  
الْاَوْسَطِ عَنْ عَلِيِّ الْمُرْتَضَى      اور اوسط میں علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كِلَاهِمَا      سے دونوں میں بسند حسن روایت کیا۔)  
بِسُنْدٍ حَسَنٍ .

(المعجم الكبير عن عوف بن مالك حديث ۱۱۲۰ المكتبة الفيصلية بيروت ۸/ ۶۵)

حدیث ۱۱: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لَنْ تَخْلُوَ الْأَرْضَ مِنْ      زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس  
أَرْبَعِينَ رَجُلًا مِثْلَ إِبْرَاهِيمَ      اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ  
خَلِيلِ الرَّحْمَنِ فِيهِمْ تَسْقُونَ      والسلام کے پرتو پر ہوں گے، انہیں کے  
وَبِهِمْ تَنْصُرُونَ . الطبرانی فی      سبب تمہیں مینہ ملے گا اور انہیں کے سبب  
الْاَوْسَطِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ      مدد پاؤ گے (طبرانی نے اوسط میں  
تَعَالَى عَنْهُ بِسُنْدٍ حَسَنٍ .      حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند  
حَسَنٍ كَمَا سَأَلْتُهُ رَوَيْتُ كَمَا .)

(المعجم الاوسط حديث ۳۱۱۳ مكتبة المعارف رياض ۵/ ۶۵) (کنز العمال حدیث ۳۴۶۰۳)



مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۸۸)

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لن یخلو الارض من  
ثلثین مثل ابراہیم بہم  
تغاثون وبہم ترزقون وبہم  
تمطرون۔ ابن حبان فی تاریخہ  
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ  
عنه۔

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
سے خوبو میں مشابہت رکھنے والے تیس  
شخص زمین پر ضرور رہیں گے، انہیں کی  
بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی  
اور انہیں کے سبب رزق پاؤ گے اور انہیں  
کی برکت سے مینہ دئے جاؤ گے (ابن  
حبان نے اپنی تاریخ میں حضرت  
ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کیا۔)

(کنز العمال بحوالہ ابن حبان فی تاریخہ عن ابی ہریرۃ حدیث ۳۴۶۰۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۸۷)

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا یزال اربعون رجلاً من  
امتی قلوبہم علی قلب  
ابراہیم یدفع اللہ بہم عن  
اہل الارض یقال لہم  
الابدال۔ ابو نعیم فی الحلیۃ  
عن عبد اللہ بن مسعود رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ۔

میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ  
رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کے دل پر ہوں گے اللہ  
تعالیٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا  
دفع کرے گا ان کا لقب ابدال ہوگا۔  
(ابو نعیم نے حلیہ میں عبد اللہ بن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

(حلیۃ الاولیاء ترجمہ زید بن وہب ۲۶۳ دارالکتاب العربی بیروت ۴/ ۱۷۳) (کنز العمال بحوالہ)

لب عن ابن مسعود حدیث ۳۴۶۱۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۱۹۰)

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا يزال اربعون رجلا يحفظ الله بهم الارض كلما مات رجل ابدل الله مكانه اخر وهم في الارض كلها. الخلال.

چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت لے گا جب ان میں کا ایک انتقال کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے بدلے دوسرا قائم فرمائے گا۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور وہ ساری زمین میں ہیں۔ (خلال نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت عنہما۔)

(کیا۔ت)

(کنز العمال بحوالہ الخلال عن ابن عمر حدیث ۳۴۶۱۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۱۹۱)

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے خلق میں تین سوا اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں، اور چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے قلب ابراہیم، اور پانچ کے قلب جبریل، اور تین کے قلب میکائیل، اور ایک کا دل قلب اسرائیل پر ہے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی ایک اس کا قائم مقام ہوتا ہے، اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سوا اور تین سو کا عام مسلمین سے، فیہم یحییٰ ویمیت ویطر ویہبت ویدفع البلاء۔ ابو نعیم فی الحلیۃ ا۔ وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ انہیں تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اُگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔ (ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

(۱) حلیۃ الاولیاء مقدمۃ الکتب دار الکتب العربی بیروت ۱/ ۹) (تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء

ان بالشام یكون الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۳)

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قرء القرآن ثلثة (فذكر  
الحديث الى ان قال) ورجل  
قرأ القرآن فوضع دواء القرآن  
على داء قلبه فاسهر به ليله  
واظمأ به نهاره وقاموا في  
مساجدهم واحبوا به تحت  
برانسهم فهو لاء يدفع الله بهم  
البلاء ويزيل من الاعداء  
وينزل غيث السماء فوالله  
هو لاء من قراء القرآن اعز من  
الكبريت الاحمر. ابن حبان  
۲ في الضعفاء وابو نصر  
السجزي في الابانة والديلمي  
عن بریده رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ورواه البيهقي في الشعب عن  
الحسن البصري رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ.

تین قسم کے آدمیوں نے قرآن  
پڑھا (دو قسمیں دنیا طلب و قاری بے عمل  
بیان کر کے فرمایا) ایک وہ شخص جس نے  
قرآن عظیم پڑھا اور دوا کو اپنے دل کی  
بیماری کا علاج بنایا تو اس نے اپنی رات  
جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے  
میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے  
ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ  
ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے  
میں روئے، تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے  
طفیل میں اللہ تعالیٰ بلا کو دفع فرماتا اور  
دشمنوں سے مال و دولت و غنیمت دلاتا  
اور آسمان سے مینہ برساتا ہے خدا کی قسم  
قاریان قرآن میں ایسے لوگ گوگرد سرخ  
سے بھی کمیاب تر ہیں۔ (ابن حبان نے  
الضعفاء میں اور ابو نصر سجزی نے ابانۃ میں  
اور دیلمی نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے اور بیہقی نے شعب میں حضرت

حسن بھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
(روایت کیا۔)

(۲) شعب الایمان حدیث ۲۶۲۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۵۳۱، ۵۳۲) (کنز العمال

بحوالہ حب فی الضعفاء والبی نصرا لجزی الخ حدیث ۲۸۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۶۲۳)

حدیث ۱۷: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

النجوم امانة للسماء فاذا	ستارے امان ہیں آسمان کے لئے،
ذهبت النجوم اتى السماء ما	جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر
توعده وانا امانة لاصحابي فاذا	وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی
ذهبت اتى اصحابي ما يوعدون،	شق ہونا فنا ہو جانا۔ اور میں امان ہوں
واصحابي امانة لامتي فاذا ذهب	اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف
اصحابي اتى امتي ما يوعدون۔	لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے

گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی  
مشاجرات۔ اور میرے صحابہ امان ہیں  
میری امت کے لیے، جب میرے صحابہ  
نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئے گا  
جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی ظہور کذب  
و مذاہب فاسدہ و تسلط کفار۔

صدق رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم . سچ فرمایا رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ احمد و مسلم اے عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ۔ امام احمد و مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کیا۔ (۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب بیان ان بقاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امان

لاصحابہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۸۸) (مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری المکتب الاسلامی  
بیروت ۳/۳۹۹)

حدیث ۱۹، ۱۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

النجوم امان لاهل السماء واهل بیٹی امان لامتی۔ واللہ ورسولہ  
اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور بر تقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو،

کیا فی روایۃ ابی یعلیٰ فی	جیسا کہ مسند ابو یعلیٰ کی روایت
مسند عن سلمۃ بن الاکوع	میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند	بسنده حسن ہے۔ اور حاکم نے مستدرک
حسن والحاکم فی المستدرک	میں اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی
وصحیح وتعقب عن ابن عباس	اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولفظہ	کی پیروی کی، ان کے الفاظ یہ ہیں:
النجوم امان لاهل الارض	ستارے زمین والوں کے لئے غرق
من الغرق واهل بیٹی امان	ہونے سے امان ہیں اور میرے اہل
لامتی من الاختلاف الحدیث۔	بیت میری امت کے لیے اختلاف سے
	امان ہیں، الحدیث۔

(المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ اہل بیٹی امان لامتی دار الفکر بیروت ۳/۱۳۹)

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اہل بیٹی امان لامتی فاذا	میرے اہلبیت میری امت کے
اذهب اہل ابیتی اتاہم ما	لے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے
یوعدون۔ الحاکم وتعقب	امت پر وہ آئیگا جو ان سے وعدہ ہے

عن جابر بن عبد الله رضي الله (حاکم نے روایت کی اور جابر بن عبد الله  
تعالیٰ عنہما۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیروی کی۔)

(المسند رک للمحکم کتاب معرفة الصحابة اہل بیتی امان لامتی دار الفکر بیروت ۳/۱۳۹)

حدیث ۲۱: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا:

کان من دلالات حمل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے  
وسلم ان کل دابة كانت جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات  
لقريش نطقت تلك الليلة کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ  
وقالت حمل رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں تشریف  
تعالیٰ علیہ وسلم ورب فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہل عالم  
الكعبة وهو امان الدنيا کے سورج ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔  
وسراج اهلها۔

(الخصائص الكبرى بحوالہ ابو نعیم عن ابن عباس باب مظہر فی لیلۃ مولدہ الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۳۷۷)

حدیث ۲۲ و ۲۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اطلبوا الحوائج الی ذوی میرے رحم دل امتیوں سے  
الرحمة من امتی ترزقوا وفي لفظ حاجتیں مانگو رزق پاؤ گے اور ایک  
اطلبوا الفضل عند الرحاء من روایت میں ہے ان سے فضل طلب کرو  
امتی تعیشوا فی اکنافہم فان ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ  
فیہم رحمتی وفي لفظ اطلبوا ان میں میری رحمت ہے۔ اور ایک اور  
الفضل من الرحاء وفي رواية روایت میں ہے میری رحمت امتیوں  
اخزی اطلبوا المعروف من سے بھلائی چاہو ان کی پناہ میں چین سے

رحماء امتی تعیشوا فی  
 اکنافہم۔ العقیلی والطبرانی  
 فی الاوسط باللفظ الاول وابن  
 حبان و الخرائطی والقضاعی  
 وابوالحسن الموصلی والحاکم  
 فی التاریخ بالثانی والعقیلی  
 بالثالث کلہم عن سعید  
 الخدري والاخری للحاکم فی  
 المستدرک عن علی المرتضی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رہو گے۔ عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں  
 بلفظ اول اور ابن حبان، خرائطی، قضاعی،  
 ابوالحسن موصلی اور حاکم نے تاریخ میں  
 بلفظ دوم جبکہ عقیلی نے بلفظ سوم روایت کیا  
 ہے۔ ان سب نے ابوسعید خدری رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے  
 اور مستدرک حاکم میں دوسری روایت  
 میں بروایت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

(کنز العمال بحوالہ عن، طس عن ابی سعید حدیث ۱۶۸۰۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۱۸)  
 الجامع الصغیر بحوالہ عن، طس عن ابی سعید حدیث ۱۱۰۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۷۲) (الجامع الصغیر بحوالہ  
 الخرائطی فی مکام الاخلاق حدیث ۱۱۱۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۷۲) (کنز العمال بحوالہ الخرائطی فی  
 مکام الاخلاق حدیث ۱۶۸۰۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۱۹) (المستدرک للحاکم کتاب الرقاق امل  
 المعروف فی الدنیاء الخ دارالفکر بیروت ۳/ ۳۲۱) (کنز العمال حدیث ۱۶۸۰۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت  
 ۶/ ۵۱۹)

حدیث ۲۴ تا ۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اطلبوا الخیر والحوائج من  
 بھلائی اور اپنی حاجتیں خوشرو یوں  
 حسان الوجوہ۔  
 سے مانگو۔

(المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۱۱۰ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۱/ ۸۱)

ع کہ معنی بود و صورت خوب را کہ یہ خوش رو حضرات اولیائے کرام ہیں کہ

حسن ازلی جن سے محبت فرماتا ہے۔

من کثرت صلواتہ باللیل  
حسن وجہہ بالنہار۔  
جو رات کو کثرت سے نماز پڑھتا  
ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دن کی  
روشنی جیسا حسن عطا کر دیتا ہے۔

(کنز العمال حدیث ۲۱۳۹۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷ / ۷۸۳)

اور جو دکامل و سخائے شامل بھی انہیں کا حصہ کہ وقت عطا شگفتہ روئی جس کا ادنیٰ  
شمرہ۔

الطبرانی فی الکبیر عن ابن  
عباس بهذا اللفظ والعقیلی  
والخطیب وتمام الرازی فی  
فوائدہ والطبرانی فی الکبیر  
والبیہقی فی شعب الایمان عنہ  
وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج  
والعقیلی والدارقطنی فی  
الافراد والطبرانی فی الاوسط  
وتمام الخطیب فی رواة مالک  
عن ابی ہریرة . وابن عساکر  
والخطیب فی تاریخہما عن انس  
بن مالک ، والطبرانی فی الاوسط  
والعقیلی والخرائطی فی اعتلال  
القلوب وتمام وابوسهل  
طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما سے ان ہی لفظوں کے ساتھ  
روایت کیا ہے۔ عقیلی ، خطیب ، تمام  
رازی اپنی فوائد میں ، طبرانی کبیر میں اور  
بیہقی شعب الایمان میں ان ہی سے  
راوی ہیں۔ ابن ابی الدنیا نے قضاء  
الحوائج میں ، عقیلی ودارقطنی نے افراد میں ،  
طبرانی نے اوسط میں ، تمام اور خطیب  
نے بواسطہ مالک حضرت ابو ہریرہ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ابن عساکر  
اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت  
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کیا۔ طبرانی نے اوسط میں ، عقیلی  
وخرائطی نے اعتلال القلوب میں ، تمام



و عبد الصمد بن عبد الرحمن  
 البزار في جزئه وصاحب المهر  
 انيات فيها عن جابر بن عبد  
 الله. وعبد بن حميد في  
 مسنده وابن حبان في الضعفاء  
 وابن عدى في الكامل والسلفي  
 في الطيوريات عن ابن عمر،  
 وابن النجار في تاريخه عن  
 امير المؤمنين علي، والطبراني  
 في الكبير عن ابي خصيفة  
 وتمام عن ابي بكره، والبخاري  
 في التاريخ وابن ابي الدنيا في  
 قضاء الحوائج، وابويعلی في  
 مسنده، والطبراني في الكبير  
 والعقيلي والبيهقي في شعب  
 الايمان وابن عساكر عن ام  
 المؤمنين الصديقة كلهم  
 بلفظ اطلبوا الخير عند حسان  
 الوجوه، كما عند الاكثر  
 او التمسوا كما التمام عن ابن  
 عباس والخطيب عن انس.

وابو سهل اور عبد الصمد بن عبد الرحمن بزار  
 نے اس کو اپنی جزء میں اور صاحب  
 مہر انیات نے مہر انیات میں حضرت جابر  
 بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت  
 کیا۔ جبکہ عبد بن حمید نے اپنی مسند میں،  
 ابن حبان نے ضعفاء میں، ابن عدی نے  
 کامل میں اور سلفی نے طيوريات میں ابن  
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ابن  
 نجار نے اپنی تاریخ میں امیر المؤمنین علی  
 مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی  
 نے کبیر میں ابو خصیفہ سے اور تمام نے ابو  
 بکرہ سے روایت کیا۔ بخاری نے تاریخ  
 میں، ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں،  
 ابویعلیٰ نے اپنے مسند میں، طبرانی نے کبیر  
 میں، عقیلی و بیہقی نے شعب الايمان میں  
 اور ابن عساکر نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ  
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا  
 ہے۔ ان سب نے بایں الفاظ ذکر کیا ہے  
 کہ ”خوش رویوں سے بھلائی طلب کرو“ جیسا  
 کہ اکثر کے نزدیک ہے۔ یا اطلبوا کی  
 جگہ التمسوا ہے جیسا کہ تمام نے ابن

والطبرانی عن ابی خصیفة۔ عباس، خطیب نے حضرت انس اور طبرانی نے ابوخصیفة سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(اتحاف السادة المتقين كتاب الصبر والشكر بيان حقيقة النعمة واقسامها دارالفکر بیروت ۹  
 (۹۱/ ) کشف الخفاء تحت الحدیث ۳۹۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۱/ ۱۲۲ و ۱۲۳) (تاریخ بغداد ذکر مثالی  
 الاسماء دارالکتب بیروت ۳/ ۱۸۵) (تاریخ بغداد ترجمہ ایوب بن الولید ۳۳۸۳ دارالکتب بیروت ۷  
 / ۱۱) (تاریخ بغداد ترجمہ عبدالصمد بن احمد ۵۷۲۲ دارالکتب بیروت ۱۱/ ۴۳) (تاریخ بغداد عصمة بن محمد  
 الانصاری ۷۱۳۱ دارالکتب بیروت ۱۳/ ۱۵۸) (الضعفاء الکبیر حدیث ۱۳۶۶ دارالکتب العلمیة بیروت ۳  
 / ۳۴۰) (شعب الایمان تحت الحدیث ۳۵۳۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۳/ ۲۷۹) (موسوعة رسائل  
 ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۳ مؤسسه الکتب الثقافیة بیروت ۲/ ۵۱) (کنز العمال بحوالہ قطنی  
 الافراد حدیث ۱۶۷۹۲ مؤسسه الرساله بیروت ۶/ ۵۱۶) (الجامع الصغیر بحوالہ قطنی الافراد حدیث  
 ۳۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۱/ ۹) (الجامع الصغیر بحوالہ تح حدیث ۱۱۰۷ دارالکتب العلمیة بیروت ۱  
 / ۷۲) (المعجم الاوسط عن ابی ہریرة حدیث ۷۹۹ مکتبة المعارف ریاض ۳/ ۴۷۲) (کنز العمال  
 حدیث ۱۶۷۹۵ مؤسسه الرساله بیروت ۶/ ۵۱۶) (المعجم الاوسط عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث  
 ۶۱۱۳ مکتبة المعارف ریاض ۷/ ۷۱) (مجمع الزوائد باب ما یفعل طالب الحاجه ومن یظلمها دارالکتب  
 بیروت ۸/ ۱۹۳ و ۱۹۵) (اکامل لابن عدی ترجمہ سلیم بن مسلم، دارالفکر بیروت ۳/ ۱۱۶۷) (المستحب من  
 مند عبد بن حمید حدیث ۷۵۱ عالم الکتب بیروت ص ۲۴۳) (اعتلال القلوب للحرانی حدیث  
 ۳۳۳ و ۳۳۴ مکتبة نزار مصطفی البازمكة المکرمة ۱/ ۱۶۶ و ۱۶۷) (موسوعة رسائل ابن ابی الدنیا قضاء  
 الحوائج حدیث ۵۱ و ۵۲ مؤسسه الکتب الثقافیة بیروت ص ۵۰ و ۵۱) (الضعفاء الکبیر ترجمہ سلیمان بن راقم  
 ۱۲۱/ ۵۹۹۲ و ترجمہ سلیمان بن کراز ۶۲۸۲/ ۱۳۹) (شعب الایمان حدیث ۳۵۳۱ و ۳۵۳۲ دارالکتب  
 العلمیة بیروت ۳/ ۲۷۸) (المعجم الکبیر عن ابی خصیفة حدیث ۱۹۸۳ مکتبة الفیصلیة بیروت ۲۲  
 / ۳۹۶) (تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن محمد ۱۲۸۷ دارالکتب العربیة بیروت ۳/ ۲۲۶)

او ابتغوا ۲۔ کہا یا لفظ ابتغوا ہے جیسا کہ دارقطنی  
 للدارقطنی عن ابی ہریرة نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔ ابن

ولفظه عند ابن عدی عن ام عدی کی کامل میں بروایت ام المؤمنین  
المؤمنین اطلبوا الحاجات وهو حدیث کے الفاظ یوں ہیں کہ "اپنی  
فی کاملہ ۲۔ حاجات طلب کرو"۔

(۲) کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۶۷۹۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶

(۵۱۶/۳) الکامل لابن عدی ترجمہ الحکم بن عبداللہ دار الفکر بیروت ۲/۶۲۲

والبیہقی فی شعب عن عبد اللہ بن جراد بلفظ اذا  
بیتقی نے شعب الایمان میں ابتغیتم المعروف فاطلبوه  
عبداللہ بن جراد سے بایں الفاظ روایت عند حسان الوجوه ۱۔ واحمد  
کیا ہے کہ جب بھلائی طلب کرو تو بن منیع فی مسندہ عن  
خوشرویوں کے پاس طلب کرو۔ احمد بن یزید القسملی اذا طلبتم  
منیع نے اپنی مسند میں یزید القسملی سے الحاجات فاطلبوها ۲۔ وابن  
ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ابی شیبہ فی مصنفہ عن ابن  
جب حاجات طلب کرو تو خوشرویوں کے مصعب بن الانصاری وعن  
ہاں طلب کرو۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی عطاء وعن ابن شہاب الثلثہ  
مصنف میں ابن مصعب انصاری، عطاء مراسیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
اور ابن شہاب سے روایت کیا، یہ تینوں اجمعین۔  
حدیثیں مرسل ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(۱) شعب الایمان حدیث ۱۰۸۷۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/۳۳۵ (۲) اتحاف

السادة المتعلمین کتاب الصبر والشکر بیان حقیقۃ النعمۃ واقسامہا دار الفکر بیروت ۹/۹۱ (کشف الخفاء تحت

الحدیث ۳۹۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۲۳) (المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۲۶۲۶۷، ۲۶۲۶۸،

۲۶۲۶۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۳۳۵)

حدیث ۳۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اطلبوا الابدای عند فقراء  
المسلمین فان لهم دولة یوم  
القیمة۔ ابو نعیم فی الحلیة عن  
ابی الربیع السائح معضل۔  
نعتیں مسلمان فقیروں کے پاس  
طلب کرو کہ روز قیامت ان کی دولت  
ہے۔ (ابو نعیم نے حلیہ میں ابو الربیع  
السائح سے معضل (سخت مشکل) روایت  
کی۔)

(حلیة الاولیاء ترجمہ ابی الربیع السائح ۴۱۸ دارالکتب العربی بیروت ۸/ ۲۹۷)

حدیث ۳۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان الله تعالى عبادا  
اختصهم لحوایج الناس یفزع  
الناس الیهم فی حوائجهم  
اولئک الامنون من عذاب  
الله۔ الطبرانی فی الکبیر۔ عن  
ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنہما  
بسند حسن۔  
اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ  
اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق  
کے لیے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے  
ہوئے اپنی حاجتیں اپنے پاس لاتے ہیں  
، یہ بندے عذاب الہی سے امان میں ہیں  
۔ (طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت  
کیا۔)

(کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر حدیث ۱۶۰۰۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۳۵۰)

حدیث ۴۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اذا اراد الله بعبد خيرا  
استعمله على قضاء حوائج  
الناس۔ البيهقي في الشعب۔  
جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے  
بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس سے مخلوق کی  
حاجت روائی کا کام لیتا ہے (بیہقی نے

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
عنہما۔ (روایت کیا۔)

(شعب الایمان حدیث ۶۵۹، دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۱۱۷)

حدیث ۴۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

إذا اراد الله بعد خيرا      الله تعالیٰ جب کسی بندے سے  
صیر حوائج الناس الیہ . مسند      بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے لوگوں کا  
الفردوس . عن انس رضی اللہ      مرجع حاجات بناتا ہے (مسند فردوس میں  
تعالیٰ عنہ۔      حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کیا گیا۔

(الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۹۳۸، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۳۳)

حدیث ۴۲ و ۴۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: میری تمہاری کہاوت  
ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی، پنکھیاں اور جھینگرا اس میں گرنا شروع ہوئے وہ  
انہیں آگ سے ہٹا رہا ہے، وانا أخذ بحجزكم عن النار وانتم تفلتون من  
یدی . احمد و مسلم عن جابر و احمد ۴۔ عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما۔ اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ  
سے نکلنا چاہتے ہو۔ (احمد اور مسلم نے حضرت جابر سے اور احمد نے حضرت ابو ہریرة  
سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔)

(۴۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی متاخر قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲۳۸/۲) (مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۳۹۲) (مسند احمد بن

حنبل عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۵۳۰)

حدیث ۴۴: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لیس منکم رجل الا انا  
مسک بحجزتہ ان یقع فی النار۔  
الطبرانی فی الکبیر۔ عن سمرة  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا  
کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں  
آگ میں نہ گر پڑے۔ (طبرانی نے کبیر  
میں سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کیا۔ ت)

(المعجم الکبیر عن سمرة رضی اللہ عنہ حدیث ۱۰۰۷۱۰۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۲۶۹)

حدیث ۳۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اللہ عزوجل نے جو حرمت  
حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکنے گا۔  
الا وانی ممسک بحجز کم  
ان تہافتوا فی النار کما تہافت  
الفراش والذباب۔ احمد  
والطبرانی ۲۔ فی الکبیر عن  
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ۔  
سن لو اور میں تمہارے کمر بند  
پکڑے ہوں کہ کہیں پے درپے آگ  
میں پھاند نہ پڑو جیسے پروانے اور کھیاں۔  
(احمد اور طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

(۲۔ مند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۲۴) (المعجم الکبیر عن ابن

مسعود حدیث ۱۰۵۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۲۶۵)

اللہ اکبر! اس سے زیادہ اور کیا دفع بلا ہوگا، ولكن الوهابیۃ لا یعلمون۔  
تنبیہ: بائیس سے چوالیس تک چوبیس حدیثیں قابل اندراج وجہ دو تھیں کہ قطعاً  
للشغف یہیں درج ہوئیں۔

حدیث ۵۲۳۶: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے

دعا کی:

اللهم اعز الاسلام  
 باحب هذين الرجلين اليك  
 بعمر بن الخطاب و ابى جهل بن  
 هشام ا۔ احمد وعبد بن  
 حميد والترمذى وحسنه  
 و صحه وابن سعد و ابو يعلى  
 والحسن بن سفيان فى فوائده  
 والبزار وابن مردويه و خيشمة  
 بن سليمان فى فضائل الصحابة  
 و ابو نعيم والبيهقى فى  
 دلائلها وابن عساكر كلهم  
 عن امير المومنين عمر ۔  
 والترمذى عن انس والنسائى  
 عن ابن عمر واحمد وابن حميد  
 وابن عساكر عن خباب بن  
 الارت والطبرانى فى الكبير  
 والحاكم عن عبدالله ابن  
 مسعود والترمذى والطبرانى  
 وابن عساكر عن ابن عباس  
 والبخارى فى الجعديات عن  
 ربيعة السعدى رضى الله  
 الهى ! اسلام کو عزت دے ان  
 دونوں مردوں میں جو تجھے زیادہ پیارا ہو  
 اس کے ذریعہ سے یا تو عمر بن الخطاب یا  
 ابو جہل بن ہشام۔ (روایت کیا اس کو احمد  
 و عبد بن حمید و ترمذی نے اور اسے حسن  
 اور صحیح کہا۔ اور ابن سعد و ابو یعلیٰ و حسن  
 بن سفیان نے اپنی فوائد میں۔ اور بزار،  
 ابن مردویہ، خیشمہ بن سلیمان فضائل  
 صحابہ میں، ابو نعیم و بیہقی دلائل النبوة میں  
 اور ابن عساکر، یہ تمام امیر المومنین عمر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔ ترمذی  
 نے اس سے، نسائی نے ابن عمر سے، احمد  
 بن حمید و ابن عساکر نے خباب بن  
 الارت سے، طبرانی نے کبیر میں اور حاکم  
 نے عبد اللہ بن مسعود سے۔ ترمذی،  
 طبرانی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے  
 اور بخاری نے جعديات میں ربيعة بن  
 سعدی سے روایت کیا رضى الله تعالى عنهم  
 اجمعين۔ اور ابن عساکر نے اس کو ابن عمر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے "اللهم  
 اشد" کے لفظ سے روایت کیا اور ابن

تعالیٰ عنہم اجمعین، ورواہ ابن عساکر عن ابن عمر بلفظ اللهم اشدد ا۔ وکابن النجار عنہ بلفظ الحدیث الثانی واہو داؤد الطیالسی والشاشی فی فوائده والخطیب عن ابن مسعود بلفظ الصدیق الآتی۔

نجار کی طرح اس کو بلفظ حدیث دوم روایت کیا۔ ابو داؤد طیالسی اور شاشی نے اپنی فوائد میں اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلفظ صدیق روایت کیا جو آگے آ رہا ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔)

(۱) مند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کتاب الاسلامی بیروت ۲/ ۹۵) (المختب من مند عبد بن حمید حدیث ۷۵۹ عالم الکتب بیروت ص ۲۴۵) (سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن خطاب حدیث ۳۷۰۱ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۸۳) (سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن خطاب حدیث ۳۷۰۳ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۸۳) (کنز العمال بحوالہ البغوی عن ربیع السعدی حدیث ۳۲۷۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۵۸۳) (کنز العمال حدیث ۷۲، ۷۳، ۷۴) (کنز العمال حدیث ۳۲۷۷۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۵۸۲) (کنز العمال بحوالہ خیرتہ فی فضائل الصحابہ حدیث ۳۵۸۸۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۶۰۲) (کنز العمال بحوالہ یعقوب بن سفیان حدیث ۳۵۸۴۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۹۲) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۷/ ۶۸۳) (کشف الخفاء تحت حدیث ۵۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۶۶) (دلائل النبوة للشیخ عبد بن الخطاب دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۲۱ و ۲۲۲) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد ترجمہ ارقم بن ابی الارقم دار صادر بیروت ۳/ ۲۴۲ و ۲۶۷) (۲۶۹) (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ دار صادر بیروت ۳/ ۸۳ و ۵۰۲) (السنن الکبریٰ کتاب قسم الفیصلیۃ دار صادر بیروت ۶/ ۳۷۰) (المعجم الکبیر عن ثوبان رضی اللہ عنہ حدیث ۱۱۳۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۷) (المعجم الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث ۱۰۳۱۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۱۹۷) (تاریخ بغداد ترجمہ احمد بن بشر ۱۶۶۱ دار الکتب العربیہ بیروت ۳/ ۵۳) (المعجم الاوسط حدیث ۳۷۴۹ المعارف ریاض ۵/ ۳۷۸) (المعجم الاوسط حدیث ۱۸۸۱ المکتبۃ المعارف ریاض ۲/ ۵۱۲) (۱) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۷/ ۵۱)



حدیث ۸۷۳۵۳: کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللهم اعز الاسلام بعمر  
بن الخطاب خاصة ابن  
ماجة وابن عدی والحاكم  
والبيهقي عن ام المومنين  
الصديقة وبلا لفظ خاصة  
ابو القاسم الطبراني عن ثوبان  
والحاكم عن الزبير وابن سعد  
من طريق الحسن المجتبي  
وخيشمة بن سليمان في الصحابة  
واللالكائي في السنة وابو طالب  
ن العشاري في فضائل الصديق  
وابن عساكر جميعاً من طريق  
النزال بن سبرة عن امير  
المومنين علي وابن عساكر  
عنهما اعني الزبير والامير معاً  
كالطبراني في الاوسط عن ابي  
بكر الصديق بلفظ ايد  
الاسلام رضى الله تعالى عنهم  
اجمعين.

الهي! خاص عمر بن الخطاب کے  
ذریعے سے اسلام کو عزت دے۔ (ابن  
ماجة، ابن عدی، حاکم اور بیہقی نے اس کو  
ام المومنین صدیقہ سے روایت کیا اور لفظ  
خاصہ کے بغیر اس کو ابو القاسم طبرانی نے  
ثوبان سے، حاکم نے زبیر سے، ابن سعد  
نے بطریق حسن مجتبیٰ و خیشمہ بن سلیمان  
نے صحابہ میں اور لالکائی نے سنہ میں  
اور ابو طالب عشاری نے فضائل صدیق  
میں اور ابن عساکر نے، ان سب نے  
بطریق نزال بن سبرہ امیر المومنین سیدنا  
حضرت علی سے اور ابن عساکر نے  
حضرت زبیر اور حضرت علی دونوں سے،  
جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں حضرت  
ابوبکر صدیق سے "اید الاسلام" کے  
لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔)

(۱) سنن ابن ماجہ فضل عمر رضی اللہ عنہما صحیح ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۱) (اکامل لابن عدی ترجمہ

مسلم بن خالد دارالفکر بیروت ۶/۲۳۱۰) (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳/۸۳) (السنن الکبریٰ کتاب قسم الفی والغیریۃ دارصادر بیروت ۶/۳۷۰) (المعجم الکبیر عن ثوبان حدیث ۱۱۳۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/۹۷) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۷/۵۲) (کنز العمال بحوالہ ضیئہ واللاکائی والعشاری حدیث ۳۶۶۹۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۲۳۲) (المعجم الاوسط حدیث ۸۲۳۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/۱۱۹ و ۱۲۰)

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو عزتیں اسلام کو ملیں جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف و موافق سب پر روشن و بین۔ ولہذا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مازلنا اعزة منذ اسلمنا ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر  
عمر اب البخاری فی صحیحہ اسلام لائے۔ (امام بخاری علیہ الرحمہ  
وابو حاتم الرازی فی مسندہ نے اپنی بخاری میں اور ابو حاتم رازی  
وابن حبان عنہ رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے  
عندہ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کیا۔)

(اصحیح البخاری کتاب المناقب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱  
۵۲۰/ (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳/۸۳) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد  
اسلام عمر رضی اللہ عنہ دارصادر بیروت ۳/۲۷۰) (صفۃ الصفوة ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دارالمعرفۃ  
بیروت ۱/۲۷۳)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

کان اسلام عمر فتحا وہجرتہ نصرًا و امارتہ رحمة  
عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اسلام فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور ان کی

لقد رأيتنا وما نستطيع ان خلافت رحمت، بیشک میں نے اپنے گروہ  
 نصلی بالبیت حتی اسلم عمر صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ  
 ۲۔ رواہ ابو ظاہر السلفی ہوئے ہمیں کعبہ معظمہ میں نماز پر قدرت  
 وأخره لابن اسحق فی سیرته نہ ملی۔ (اس کو روایت کیا ابو ظاہر سلفی نے  
 اور اس کے بعد سیرۃ ابن اسحق میں انہیں  
 بمعناہ۔  
 معنوں میں۔ ت)

(۲) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام اسلام ابن عمر رضی اللہ عنہ دار ابن کثیر بیروت الجزین الاولین  
 ص ۳۴۲) (اسد الغابۃ ترجمہ ۳۸۲۳ عمر بن الخطاب دار الفکر بیروت ۳ / ۶۳۸) (الریاض النضرۃ  
 الباب الثانی فی مناقب عمر بن الخطاب حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت الجزء الثانی ص ۲۴۳)  
 نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ما صلینا ظاہرین حتی جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم  
 اسلم عمر ظہر الاسلام ودعا نے آشکار نماز نہ پڑھی جس دن سے وہ  
 الی اللہ علانیۃ۔ اخرجہ اسلام لائے دین نے غلبہ پایا اور انہوں  
 الدولابی فی الفضائل۔ نے علانیہ اللہ عزوجل کی طرف  
 بلایا (دولابی نے فضائل میں اسے بیان  
 کیا۔)

(الریاض النضرۃ الباب الثانی فی مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ  
 بیروت، الجزء الثانی ص ۲۴۳)

صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لما اسلم عمر جلسنا حول البیت حلقًا وطفنا بہ  
 جب عمر مسلمان ہوئے ہم گرد خانہ  
 کعبہ حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور طواف کیا

وانتصفنا من غلظ علينا. اور ہم پر جو سختی کرتے تھے ان سے اپنا  
 خرجه ابو الفرج في صفة انصاف ليا۔ (ابوالفرج نے اسے صفة  
 الصفوة میں بیان کیا۔)

(صفة الصفوة ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۷۴)

حدیث ۵۸: عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور  
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

انی لاجد صفتک فی کتاب      بیشک میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ  
 اللہ یا یہاں نبی انا ارسلنک      علیہ وسلم) کی صفت تورات میں پاتا  
 شاهدًا ومبشرًا ونذیرًا الی قوله      ہوں، اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے بھیجا  
 لن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ      گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال و  
 الملة العوجاء حتی یقولوا لا الہ      افعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر  
 الا اللہ ویفتح بہ اعینا عمیًا      سنا تا۔ اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا  
 واذا ناصمًا وقلوبًا غلفًا ۳۔      یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں  
 الطبرانی و ابو نعیم فی الدلائل      اور اس نبی کے ذریعے سے اندھی  
 وابن عساکر عن محمد بن حمزة      آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف  
 بن یوسف بن عبد اللہ بن      چڑھے دل کھل جائیں گے۔ (روایت کیا  
 سلام عن ابیہ عن جدہ وابن      طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل میں، اور ابن  
 عساکر ایضًا من طریق زید بن      عساکر محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبد اللہ  
 اسلم عن عبد اللہ بن سلام،      بن سلام سے انہوں نے اپنے باپ سے  
 والدارمی والبیہقی من طریق      انہوں نے اپنے دادا سے، نیز ابن عساکر  
 عطاء بن یسار عنہ نحوه وله      نے بطریق زید بن اسلم عبد اللہ بن سلام

طریق ثانی فی الباب الاُتی ان سے، اور داری اور بیہقی نے بطریق عطاء  
شاء اللہ تعالیٰ۔ بن یسار انہیں سے ایسے ہی اور طریق

دیگر آئندہ باب میں آئیگا ان شاء اللہ  
تعالیٰ۔ ت)

(۳) دلائل النبوة للبیہقی باب صفة رسول اللہ فی التوراة والانجیل دارالکتب العلمیة بیروت ۱  
/۳۸۶) سنن الداری باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعوثہ دارالحامن للطباعة لقاهرة ۱  
/۱۳) الخصائص الکبری بحوالہ ابن عساکر والداری والبیہقی باب ذکرہ فی التوراة النجی مرکز اہلسنت گجرات  
ہند ۱/۱۰) (الطبقات الکبری ذکر صفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة والانجیل دارصادر بیروت ۱  
/۳۶۰) تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء فی الکتب من نعتہ وصفاتہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳  
/۲۱۹، ۲۱۸)

حدیث ۵۹: کہ اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی:

انی باعث نبیا امیًا افتح	بیشک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا
به اذنا صمًا وقلوبًا غلفًا واعینًا	ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان
عمیًا الی ان قال اهدی به من	اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں
بعد الضلالة واعلم به بعد	کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی
الجهالة وارفع به بعد الخمالة	کے بعد ہدایت دوں گا، اس کے ذریعے
واسمی به بعد النكرة واكثر به	سے جہل کے بعد علم دوں گا، اس کے
بعد القلة واغنی به بعد العیلة	وسیلے سے گمناہی کے بعد بلند نامی دوں
واجمع به بعد الفرقة واؤلف به	گا، اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد
بین قلوب واهواء متشتتة	شناخت دوں گا، اس کے واسطے سے کمی
وامم مختلفة ابن ابی حاتم عن	کے بعد کثرت دوں گا، اس کے سبب

وہب بن منبہ۔  
سے محتاجی کے بعد غنی کر دوں گا، اس کے ویلے

سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا، اس کے

ویلے سے پریشان دلوں، مختلف خواہشوں،

متفرق امتوں میں میل کر دوں گا۔ (ابن حاتم

نے وہب بن منبہ سے روایت کیا۔ ت)

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن ابی حاتم عن وہب بن منبہ مرکز اہل سنت گجرات البند / ۱۳)

اللہ انصاف! یہ کس قدر بلاؤں کا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ویلے سے

دفع ہوتا ہے واللہ الحمد۔

حدیث ۶۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لما خلق الله العرش كتب عليه بقلم من نور، طول القلم ما بين المشرق والمغرب لا اله الا الله محمد رسول الله، به اخذوا به اعطى وامته افضل الامم وافضلها ابو بكر الصديق - الرافعي عن سلمان رضي الله تعالى عنه .

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے ویلے سے دوں گا، ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے ویلے سے دوں گا، ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

میں سب سے افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

دینا اخذ و عطا سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں ان کے واسطے سے ان کے وسیلے سے ہے، اسی کو خلافتِ عظمیٰ کہتے ہیں۔ واللہ الحمد حمدًا کثیرًا۔

دیکھو! بشہادتِ خدا اور رسولِ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رزق پانا، مدد ملنا، مینہ برسنا، بلا دور ہونا، دشمنوں کی مغلوبی، عذاب کی موقوفی، یہاں تک کہ زمین کا قیام، زمین کی نگہبانی، خلق کی موت، خلق کی زندگی، دین کی عزت، امت کی پناہ، بندوں کی حاجت روائی، راحت رسانی سب اولیاء کے وسیلے اولیاء کی برکت اولیاء کے ہاتھوں اولیاء کی وساطت سے ہے مگر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفعِ بلا کا واسطہ مانا اور شرک پسندوں نے مشرک جانا، انا للہ وانا الیہ راجعون، اور بحمد اللہ تعالیٰ تین حدیثِ اخیر نے روشن و مستنیر کر دیا کہ جو نعمت ملی جو بلا ملی سب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث حاصل و زائل ہوئی، بارگاہِ الہی کا لینا دینا سارا کارخانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے ہاں ہاں لا واللہ ثم باللہ ایک دفعِ بلا و حصولِ عطا کیا تمام جہان اور اس کا قیام سب انہیں کے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ لولاک لما خلقت الدنیا (اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔)

(۱۔ تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروج الی السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۹۷)

یونہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے، آج اگر ان کا قدم در میان سے نکال لیں ابھی ابھی فنائے مطلق ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہاں ہے

(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۱/۷۹)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وکرم۔

## باب دوم

وجہ دوم پر نصوص لیجئے اور بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نصوص نجدیت شکن، جان و ہابیت پر برق افکن، اس میں چوالیس آیتیں اور دوسو چالیس حدیثیں ہیں۔

### فصل اول آیات شریفہ میں

آیت ۷: قال ربنا تبارك وتعالى:

وما نلقوا الا اغنهم الله ورسوله من فضله - (القرآن الکریم ۹/۷۴)  
اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے  
اپنے فضل سے۔

ہاں یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں بیمار دل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ  
اور اللہ کے رسول نے دولت مند کر دیا اپنے فضل سے۔

اے اللہ کے رسول! مجھے اور سب اہلسنت کو دین و دنیا کا دولت مند فرما اور اپنے  
فضل سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا

نور دن دونا ترادے ڈال صدقہ نور کا

(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۲/۳)

آیت ۸: ولو انهم رضوا ما اتاهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله

سيوتينا الله من فضله ورسوله انا الى الله راغبون۔

(القرآن الکریم ۹/۵۹)



اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دئے پر، اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول، بیشک ہم اللہ کی طرف راغب ت والے ہیں۔

یہاں رب العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ ورسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۹: انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ۔ (القرآن الکریم ۳۳/۳۷)  
اللہ نے اے نعمت بخشی، اور اے نبی! تو نے اے نعمت دی۔

آیت ۱۰: له معقبیت من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر اللہ۔ (القرآن الکریم ۱۳/۱۱)

آدمی کے لیے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔

بدلی والے یہ کہ صبح کے محافظ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو، واللہ

الحمد۔

آیت ۱۱: ویرسل علیکم حفظة۔ (القرآن الکریم ۶/۶۱)  
اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو۔

ان آیات میں مولیٰ سجنہ و تعالیٰ فرشتوں کو ہمارا حافظ و نگہبان فرماتا ہے۔

آیت ۱۲: یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔

(القرآن الکریم ۸/۶۳)

اے نبی! کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے۔

یہاں رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے نام پاک کے ساتھ صحابہ کرام کو ملا کر

فرماتا ہے: اے نبی! اب کہ عمر اسلام لے آیا تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔ فی الجلالین حسبك الله وحسبك من اتبعك۔ جلالین میں ہے کافی ہے تجھے اللہ اور کافی ہے تجھے وہ جس نے تیری پیروی کی۔

(جلالین کلاں تحت الآیہ ۸/ ۱۶۳ صح المطابع دہلی ص ۱۵۳)

ترجمہ شاہ ولی اللہ میں ہے:

اے پیغامبر کفایت ست اے پیغمبر! کافی ہے تجھے خدا اور وہ ترا خدا و آنا کہ پیروی تو مسلمان جنہوں نے تیری پیروی کی۔  
کر دہ انداز مسلمانان۔

(فتح الرحمن فی ترجمہ القرآن (ترجمہ شاہ ولی اللہ) مطبع ہاشمی دہلی ص ۱۸۷)

آیت ۱۳: یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

انہ ربی احسن مشوای۔ (القرآن الکریم ۱۲/ ۲۳)

بیشک عزیز مصر میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

فی الجلالین انہ ای الذی اشتدانی ربی سیدی۔

(جلالین کلاں تحت الآیہ ۱۲/ ۱۲۳ صح المطابع دہلی ص ۱۹۱)

تفسیر جلالین میں ہے بیشک وہ جس نے مجھے خریدا وہ میرا رب یعنی میرا

آقا ہے۔

آیت ۱۴: اما احد کما فیسقی ربہ خمرا۔ (القرآن الکریم ۱۲/ ۴۱)

اے زندان کے ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔

آیت ۱۵: وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذ کہنی عند ربک۔

(القرآن الکریم ۱۲/ ۴۲)

اور یوسف نے کہا اس سے جسے ان دونوں میں چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے

رب کے پاس میرا چم چا کیجیو۔ یعنی بادشاہ مصر کے سامنے۔

آیت ۱۶: اس پر مولیٰ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

فانسہ الشیطن ذکر رہ۔ (القرآن الکریم ۱۲/۴۲)

تو اسے بھلا دیا شیطان نے اپنے رب بادشاہ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔

فی الجلالین ای الساقی جلالین میں ہے یعنی ساقی کو  
الشیطن ذکر یوسف عند ربہ۔ شیطان نے یوسف علیہ السلام کا ذکر اس  
کے رب کے آگے کرنا بھلا دیا۔

(جلالین کلاں تحت الآیۃ ۱۲/۴۲ ص ۱۴۳ المطابع دہلی ص ۱۹۳)

آیت ۱۷: قال ارجع الی ربک فاستله ما بال النسوة التي

قطعن ایدیہن۔ (القرآن الکریم ۱۲/۵۰)

یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے  
ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔

سبحان اللہ! بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب،  
میرا رب کہنا صحیح ہو، اللہ فرمائے اللہ کا رسول فرمائے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
دافع البلاء کہنا شرک۔

آیت ۱۸: رب جل و علا اپنے مبارک بندے عیسیٰ ابن مریم علیہا الصلوٰۃ  
والسلام سے فرماتا ہے:

واذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذن فتفتخ فیہا فتکون طیراً

باذن وتبرئ الاکبہ والابصر باذن واذ تخرج المویئ باذن۔

(القرآن الکریم ۵/۱۱۰)

اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی شکل میری پروانگی سے، پھر پھوٹک مارتا اس میں تو وہ ہو جاتی پرند میری پروانگی سے، اور تو اچھا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پروانگی سے، اور جب تو قبروں سے مُردے نکالتا میری پروانگی سے۔

دفعِ بلائے مرض و ابرائے اکمہ و ابرص میں کتنا فرق ہے۔

آیت ۱۹: حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

ان اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيراً باذن الله و ابرئى الاكبه و الابرص و احى الموتى باذن الله و انبئكم بما تاكلون و ما تدخرون فى بيوتكم (الى قوله) و لاحل لكم بعض الذى حرم عليكم۔ (القرآن الکریم ۳/۵۰، ۴۹)

میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرند اللہ کی پروانگی سے، اور میں شفاء دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو، اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی پروانگی سے، اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہوتا کہ میں حلال کر دوں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔

سبحان اللہ!

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرما رہے ہیں میں خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں، مردے جلاتا ہوں، بعض حراموں کو حلال کئے دیتا ہوں۔ ان اسنادوں کی نسبت کیا حکم ہوگا!

آیت ۲۰: و انکحوا الایامی منکم و الصالحین من عبادکم و امائکم

(القرآن الکریم ۲۳/۲۲)

نکاح کر دو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا۔  
یہاں، مولا عزوجل ہمارے غلاموں کو ”ہمارا بندہ“ فرما رہا ہے۔ اللہ کی شان  
زید کا بندہ، عمرو کا بندہ، اس کا بندہ، اس کا بندہ اللہ فرمائے رسول فرمائے صحابہ فرمائیں  
ائمہ فرمائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم  
شرک جڑا، شائدان کے نزدیک زید و عمرو خدا کے شریک ہو سکتے ہوں گے۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آیت ۲۱: الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ  
مکتوباً عندہم فی التوراة والانجیل یا مرہم بالمعروف وینہم  
عن المنکر ویحل لہم الطیبیت ویحرم علیہم الخبثت ویضع  
عنہم اصرہم والاغثل التی کانت علیہم۔ (القرآن الکریم ۷/۱۵۷)  
وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے  
بے پڑھے کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت و انجیل میں، وہ  
انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے، اور حلال کرے گا ان  
کے لیے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں، اور اتارے  
گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر  
تھے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

جان جہان و جہان جان اس جان جان و جان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لئے  
ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دئے۔ اللہ انصاف! اور دافعِ پلا کے کہتے  
ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۲۲: سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی:

ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آيتك ويعلمهم  
الكتب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم-

(القرآن الکریم ۲/۱۲۹)

اے رب ہمارے! اور ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ ان پر  
تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور وہ پیغمبر انہیں  
گناہوں سے پاک کر دے، بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔  
یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے کہ:

انا دعوة ابي ابراهيم - میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں  
(صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم)

(دلائل النبوة باب ذکر مولانا لمصطفى الخ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۸۱) (الدر المنثور تحت الآیۃ

۱۲۹/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۰۳ و ۳۰۴)

آیت ۲۳: خود رب العزّة جل وعلاء فرماتا ہے:

كما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا عليكم آيتنا ويزكيكم  
ويعلمكم الكتب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون-

(القرآن الکریم ۲/۱۵۱)

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں سے کہ تم پر ہماری آیتیں  
تلاوت کرتا اور تمہیں پاکیزہ بناتا اور تمہیں قرآن و علم سکھاتا اور ان  
باتوں کا تم کو علم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

آیت ۲۴: لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من

انفسهم يتلوا عليهم آيته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة  
وان كانوا من قبل لفي ضللٍ مبين۔ (القرآن الکریم ۳ / ۱۶۴)  
بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول  
انہیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انہیں  
گناہوں سے اور علم دیتا ہے انہیں قرآن و حکمت کا اگرچہ تھے اس سے  
پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔

آیت ۲۵: هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم  
آيته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفي  
ضلالٍ وَاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذٰلِكَ  
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

(القرآن الکریم ۶۲ / ۲۵۲)

اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے یہ ان  
پر آیات الہیہ پڑھتا اور انہیں سہرا کرتا اور انہیں کتاب و حقائق کا علم  
بخشتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے نیز پاک کرے گا  
اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے لوگوں کو جو اب تک ان سے نہیں  
ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے  
عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمد للہ! اس آیت کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا،  
گناہوں سے پاک کرنا، سہرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں  
بلکہ قیام قیامت تک تمام امت مرحومہ حضور کی ان نعمتوں سے محفوظ اور حضور کی نظر  
رحمت سے محفوظ رہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

بیضاوی شریف میں ہے:

هم الذين جاءوا بعد  
الصحابة الى يوم الدين.

یعنی یہ دوسرے جنہیں مصطفیٰ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم دیتے اور خرابیوں  
سے پاک کرتے ہیں تمام مسلمان ہیں کہ  
صحابہ کرام کے بعد قیامت تک ہوں  
گے۔

(انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۶۲ / ۳ دار الفکر بیروت ۵ / ۳۳۷)

معالم شریف میں ہے:

قال ابن زیداهم جميع من  
دخل في الاسلام بعد النبي  
صلى الله تعالى عليه وسلم (الى  
يوم القيمة) وهي رواية ابن ابي  
نجيح عن مجاهد.

ابن زید نے فرمایا: یہ دوسرے  
لوگ تمام اہل اسلام ہیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام  
میں داخل ہوں گے۔ اور یہی معنی امام  
مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت  
کئے۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۶۲ / ۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴ / ۳۱۱)

الحمد للہ! قرآن عظیم میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان  
تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے دو جگہ سورہ بقرہ،  
تیسرے آل عمران، چوتھے سورہ جمعہ، اور اسکے آخر میں تو وہ جانفزا کلمے ارشاد ہوئے  
جنہوں نے ہم خفتہ بختوں کی تقدیر جگا دی بیمار دلوں پر بجلی گرا دی۔ والحمد للہ رب  
العالمین۔



آیت ۲۶: جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے، آیت اُتری:

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان  
صلوتك سكن لهم۔ (القران الکریم ۹/۱۰۳)

اے نبی! لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو  
انہیں اور تم ستھرا کرو انہیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب،  
اور دعائے رحمت کرو ان کے حق میں کہ تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین  
ہے۔

دیکھو حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں گناہوں سے پاک کیا اور  
حضور نے بلائے گناہ ان کے سروں سے ٹالی، اور جب حضور کی دعا ان کے دلوں کا  
چین ہوا تو یہی دفع الم ہے صلی اللہ تعالیٰ علی دافع البلاء والالم وعلی الہ وصحبہ وبارک  
وسلم۔

آیت ۲۷: لا یسلکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا۔

(القران الکریم ۱۹/۸۷)

اللہ عزوجل کے یہاں شفاعت کے مالک وہی ہیں جنہوں نے رحمن  
کے ساتھ عہد و پیمان کر رکھا ہے۔

آیت ۲۸: ولا یسلک الذین یدعون من دونہ الشفاعة الا من

شہد بالحق وہم یعلمون۔ (القران الکریم ۲۳/۸۶)

جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان میں شفاعت کے مالک

صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں (یعنی عیسیٰ و عزیر و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام)  
ان آیات میں مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو شفاعت کا مالک بتاتا ہے اور عہد و پیمان مقرر ہو جانے سے تقویۃ الایمان کی اس بد لگامی کا منہ بھی سی دیا کہ شفاعت میں کسی کی خصوصیت نہیں جسے چاہے گا کھڑا کر دے گا۔

آیت ۲۹: وَلَا تَوْتُوا السُّفْهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْتَقُوا فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا۔ (القرآن الکریم ۵/۴)  
نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمہاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور انہیں ان میں سے رزق دو اور کپڑے پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔

آیت ۳۰: وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْتَقُوا مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا۔ (القرآن الکریم ۸/۴)  
جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم اور مسکین آئیں تو انہیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو۔  
ان آیات میں بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم رزق دو۔

آیت ۳۱: إِذْ يُوْحَىٰ رَبِّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ إِنِّي مَعَكُمْ فَاذْبَعُوا الذِّمَّةَ الَّذِينَ آمَنُوا۔ (القرآن الکریم ۸/۱۲)  
جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدمی دو ایمان والوں کو۔

آیت ۳۲: فَالْمُدْبِرَاتُ أَمْرًا۔ (القرآن الکریم ۵/۷۹)  
قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔  
یہ صفت بھی بالذات ذات الہی جل و علا کی ہے۔

قال الله تعالى:

يدبر الامر۔ (القران الکریم ۵/۳۲)

کام کی تدبیر فرماتا ہے۔

خازن و معالم التنزیل میں ہے:

یعنی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ مدبرات الامر

ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے

جن کی کارروائی اللہ عزوجل نے انہیں

تعلیم فرمائی، عبدالرحمن بن سابط نے

فرمایا: دنیا میں چار فرشتے کاموں کی

تدبیر کرتے ہیں جبریل، میکائیل،

عزرائیل، اسرافیل علیہم السلام۔ جبریل

تو ہواؤں اور لشکروں پر مؤکل ہیں (کہ

ہوئیں چلانا، لشکروں کو فتح و شکست دینا

ان کا تعلق ہے) اور میکائیل باراں

وروسیدگی پر مقرر ہیں۔ (کہ مینہ برساتے

اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں)

اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں۔

اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے

ہیں علیہم السلام جمعین۔

قال ابن عباس هم

الملئكة وكلوا بامور عرفهم

الله تعالى العمل بها قال

عبدالرحمن بن سابط يدبر

الامر في الدنيا اربعة جبريل

وميكائيل وملك الموت

واسرافيل عليهم السلام، اما

جبريل فمؤكل بالرياح والجنود

واما ميكائيل فمؤكل بالقطر

والنبات واما ملك الموت

فمؤكل بقبض الانفس واما

اسرافيل فهو ينزل عليهم

بالامراء

(۱) باب الاول (تفسیر الخازن) تحت الآیہ ۴۹/۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/۳۹۱)

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیہ ۷۹/ ۵/ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۴۱۱)

اللہ اکبر! قرآن عظیم وہابیہ پر ایک سے ایک سخت تر آفت ڈالتا ہے۔

حدیث میں فرمایا:

القرآن ذو وجوه - رواه ابو نعیم ۲ - عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -

قرآن متعدد معانی رکھتا ہے -

(اس کو ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔)

(۲ - کنز العمال بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس حدیث ۲۳۶۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۵۵۱)

علماء فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔ ولم یزل الائمة یحتجون بہ علی وجوہہ وذلک من اعظم وجوہہ اعجازہ وقد فصلنا هذا المرام فی رسالتنا الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی - ائمہ کرام ہمیشہ قرآن کے تمام معنی سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات قرآن مجید کے وجوہ اعجاز میں سے عظیم ترین وجہ ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ ”الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی“ میں بیان کر دی ہے۔

اب آیہ کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے، تفسیر بیضاوی شریف میں ہے:

او صفات النفوس یعنی یا ان آیات کریمہ میں اللہ الفاضلة حال المفارقة فانها عزوجل ارواح اولیاء کرام کا ذکر فرماتا تنزع عن الابدان غرقا ای ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں نزعاشدیدامن اغراق النازع سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت فی القوس وتنشط الی عالم تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک الملکوت وتسبح فیہ فتسبق خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری

الی حظائر القدس فتصیر کرتی حظیر ہائے حضرت قدس تک جلد  
لشرفها و قوتها من المدبرات۔ رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی و طاقت  
کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے  
والوں سے ہو جاتی ہیں۔

(انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیہ ۷۹ / ۵ / دار الفکر بیروت ۵ / ۳۳۵)

اب تو بحمد اللہ تعالیٰ اولیائے کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس  
کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں: فدلہ الحجۃ البالغة۔

علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی عنایۃ القاضی و کفایۃ الراضی میں امام حجۃ الاسلام  
محمد غزالی قدس سرہ العالی و امام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل  
فرماتے ہیں:

ولذا قیل اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب  
القبور الا انه لیس بحدیث  
کما توهم ولذا اتفق الناس  
علی زیارة مشاهد السلف  
والتوسل بهم الی اللہ وان  
انکرہ بعض الملاحدة فی عصرنا  
والمشکلی الیہ هو اللہ۔  
یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم  
کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء سے  
مدد مانگو۔ مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ  
بعض کو وہم ہوا۔ اور اسی لئے مزارات  
سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ  
عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر  
مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے  
زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس  
کے منکر ہوئے اور خدا ہی کی طرف ان  
کے فساد کی فریاد ہے۔

(عنایۃ القاضی و کفایۃ الراضی (حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی) تحت الآیہ ۷۹ / ۵ / دار الکتب العلمیۃ)

(پرست ۹/۳۹۹)

لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت  
حضرت عزت کی ہے، نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے۔  
رب عزوجل فرماتا ہے:

قل من یزرق من السماء والارض امن یملک السمع والابصار  
ومن یشرف الحی من البیت ویخرج البیت من الحی ومن یدبر  
الامر فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون۔ (القرآن الکریم ۱۰/۳۱)

اے نبی! ان کافروں سے فرما وہ کون ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے  
رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا، اور کون نکالتا ہے  
زندہ کو مردے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے، اور کون تدبیر کرتا ہے  
کام کی، اب کہہ دیں گے کہ اللہ، تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں۔

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ  
کافر مشرک تک اس کا اختصاص جانتے ہیں ان سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے  
والا کون ہے، تو اللہ ہی کو بتائیں گے دوسرے کا نام نہ لیں گے اور خود ہی اس صفت کو  
اپنے مقبول بندوں کیلئے ثابت فرماتا ہے کہ: قسم ان محبوبان خدا کی جو عالم میں تدبیر  
وتصرف کرتے ہیں۔ ایمان سے کہنا وہا بیت کے دھرم پر قرآن عظیم شرک سے کیونکر  
بچا۔ اے ناپاک طائفے کی سنگت والو! جب تک ذاتی و عطائی کے فرق پر ایمان نہ  
لاؤ گے کبھی قرآن وحدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے، اور اس پر ایمان لاتے ہی  
یہ تمہاری شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر وتصرف واستمداد واستعانت ودافع البلاء  
وحاجت رواو مشکل کشا و علم غیب و نداد غیر ہا سب کا فور ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے  
مبارک منصور (نصرت دئے گئے، مدد دئے گئے) بندے آنکھوں دیکھے منصور نظر

آئیں گے۔

الا ان حزب الله هم الغلبون۔ (القرآن الکریم ۵۸/۲۲)  
تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

آیت ۳۳: قل يتوفكُم ملك الموت الذی وکل بکم۔

(القرآن الکریم ۳۲/۱۱)

تو فرماتے ہیں موت دیتا ہے وہ مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

آیت ۳۴: توفتہ رسلنا۔ (القرآن الکریم ۶/۶۱)

موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔

حالانکہ خود فرماتا ہے:

الله يتوفی الانفس۔ (القرآن الکریم ۳۹/۴۲)

اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو۔

آیت ۳۵: لاهب لك غلثناز کیا۔ (القرآن الکریم ۱۹/۱۹)

(جبریل نے مریم سے کہا) کہ میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا، صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم۔

اللہ اللہ! اب تو جبریل بیٹا دے رہے ہیں۔ بھلا نجدیہ کے یہاں اس سے بڑھ

کر اور کیا شرک ہوگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہابیہ تو اسی کو

روتے تھے کہ محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے یہاں قرآن عظیم سیدنا عیسیٰ علیہ

الصلوٰۃ والتسلیم کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔ ولله الحجة السامیة۔

آیت ۳۶: فان الله هو موله وجبرائیل وصالح المومنین

والملائكة بعد ذلك ظہیر۔ (القرآن الکریم ۶۶/۴)

بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک مسلمان اور اس

کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں

فرمایا:

صالح المومنین ابوبکر  
 و عمر رواة الطبرانی فی الكبير  
 اب و ابن مردويه و الخطيب عن  
 ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ۔  
 یہ نیک مسلمان ابوبکر صدیق و عمر  
 فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (طبرانی  
 نے کبیر میں اور ابن مردویہ اور خطیب  
 نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس  
 کو روایت کیا۔ ت)

(المعجم الكبير حدیث ۱۰۴۷۷ المکتب الفیصلیہ بیروت ۱۰/۲۵۳) (الدر المنثور بحوالہ ابن

مردویہ و ابی نعیم تحت الایۃ ۶۶/۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/۲۰۸)

بلکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت میں یوں ہی تھا:

وصالح المومنین ابوبکر و عمر و الملائکة بعد ذلك ظہیر۔

نیک مسلمان ابوبکر و عمر اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ یہاں اللہ عزوجل  
 اپنے نام مبارک کے ساتھ اپنے محبوبوں کو فرماتا ہے اللہ اور جبرائیل اور ابوبکر و عمر  
 مددگار ہیں۔

آیت ۳: انی وجدت امرأة تملکهم وادتیت من کل شیء ولها

عروش عظیم۔ (القران الکریم ۲۳/۲)

ہد ہد نے ملک سبا سے آکر سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی  
 میں نے ایک عورت پائی کہ وہ ان کی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا  
 ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔

یہاں بادشاہ کو رعایا کا مالک فرمایا تو رعایا کہ آزاد و غلام سب اس کے مملوک



ہوئے مگر کوئی اگر محبوبانِ خدا کو اپنا مالک اور اپنے آپ کو ان کا بندہ مملوک کہے وہابیہ کے دین میں شرک ٹھہرے۔

آیت ۳۸: وَمِنْ أَحْيَاهَا فَكُنَا أَحْيَاءِ النَّاسِ جَمِيعًا۔

(القرآن الکریم ۵/۲۲)

جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب آدمیوں کو جلا لیا۔  
یہ آیت اس کے بارے میں ہے جس نے کسی کے قتلِ ناحق سے احتراز کیا یا  
قاتل سے قصاص نہ لیا چھوڑ دیا اسے فرماتا ہے کہ اس نے اس شخص کو زندہ کیا اور  
ایک اسی کو کیا گویا تمام آدمیوں کو جلا لیا۔  
معالم شریف میں ہے:

وَمِنْ أَحْيَاهَا وَتَوَرَّعَ عَنْ قَتْلِهَا۔  
اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا اور اس کے قتل سے اجتناب کیا۔

(معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الایۃ ۵/۳۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۵)

اس میں ہے:

وَمِنْ أَحْيَاهَا أَيْ عَفَا عَمَّنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَصَاصُ لَهُ فَلَئِنْ قَتَلَهُ  
اور جس نے اسے زندہ کیا یعنی جو قصاص اس پر واجب ہو چکا تھا وہ معاف کر دیا اور قصاص میں اس نے قتل نہیں کیا۔

(معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الایۃ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۵)

وہابی صاحب بتائیں کہ دفعِ بلا زیادہ ہے یا زندہ کرنا، جلا لینا، حیات دینا۔

آیت ۳۹: الْآتُونَ إِيَّاهُ مِنْ شَرِّ مَا كَانُوا عَمِلُونَ۔

(القرآن الکریم ۱۲/۵۹)

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ عطا فرماتا ہوں اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں کہ جو میرے سایہ رحمت میں اترتا ہے اسے وہ راحت بخشتا ہوں کہ کہیں نہیں ملتی۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا، اور رب عزوجل نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے:

قل رب انزلنی منزلاً مبارکاً وانت خیر المنزلین۔

(القرآن الکریم ۲۳/۲۹)

اے نوح جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک بیٹھ لیس تو میری حمد بجالانا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب میرے مجھے برکت والا اتارنا اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

یہ اللہ عزوجل کی خاص صفت نبی صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے کیسی ثابت فرمائی اور جب نبی صدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے بہتر اتارنے والے راحت و نعمت بخشنے والے ہوئے تو دافع البلاء سے بھی بڑھ کر ہوئے کمالا بخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔)

آیت ۴۰: انما ولیکم اللہ ورسوله والذین امنوا الذین یقیمون

الصلوٰۃ وؤتوا الزکوٰۃ وہم راکعون۔ (القرآن الکریم ۵/۵۵)

یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔) یہاں اللہ ورسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمادیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا

اور لوگ قادر نہیں عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔

قال تعالیٰ: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ -

(القرآن الکریم ۹/۱۷۱)

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے:

مَالَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ - (القرآن الکریم ۱۸/۲۶)

اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

معالم میں ہے:

(مَالَهُمْ) ای ما لاهل نہیں ہے ان کے لیے یعنی آسمان

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (مِنْ دُونِهِ) اور زمین والوں کیلئے اس کے، یعنی سوا

ای من دون الله (من ولي) ناصر۔ اللہ تعالیٰ کے کوئی ولی یعنی مددگار۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیة ۱۸/۲۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/۱۳۲)

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی

خاص صفت امداد کو رسول و صلحاء کے لیے ثابت کیا جسے قرآن ہی جا بجا فرما چکا تھا کہ

یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں، مگر بحمد اللہ اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان

لاتے اور ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے، یہ صفت

دوسرے کی نہیں، اور رسول و اولیاء اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں، واللہ الحمد،

اب اتنا اور سمجھ لیجئے مدد کا ہے کے لیے ہوتی ہے؟ دفع بلاء کے واسطے۔ تو جب رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے بنص قرآن مسلمانوں کے مددگار

ہیں تو قطعاً دفع البلاء بھی ہیں، اور فرق وہی ہے کہ اللہ سبحانہ بالذات دافع البلاء ہے

اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عطاءئے خدا۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَلِيِّ

## پنج آیت از تورات و انجیل و زبور مقدسہ

آیت ۴۱، تورات شریف: امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارمی و طبرانی و یعقوب بن سفین حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں حضور پر نور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے:

يَايها النبي انا ارسلنك  
شاهدًا ومبشّرًا ونذيرًا حرزًا  
للاميين (الى قوله تعالى) يعفو  
اور بے پردھوں کے لیے پناہ (الی قولہ  
تعالیٰ) معاف کرتا ہے اور مغفرت  
ویغفر۔  
فرماتا ہے۔

(سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دارالمحاسن للطباعة قاہرہ ۱  
۱۳/ (دلائل النبوة للسیوطی باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التورات والانجیل دارالکتب العلمیہ  
بیروت ۱/ ۲۷۶) صحیح البخاری کتاب البیوع ۱/ ۲۸۵ و کتاب التفسیر سورۃ الفتح ۲/ ۱۷۷ قدیمی کتب  
خانہ کراچی) (الخصائص الکبریٰ باب ذکرہ فی التوراة والانجیل الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱  
۱۰/ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة والانجیل دارصادر بیروت ۱  
۳۶۲، ۳۶۰/)

حرز بھی رب العزت جل و علا کی صفات سے ہے۔ حدیث میں ہے: یا حرز  
الضعفاء یا کنز الفقراء۔ اے ضعیفوں کی پناہ! اے غریبوں کے خزانے!  
علامہ زرقانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں:  
جعلہ نفسہ حرزًا مبالغۃ لحفظہ لہم فی الدارین۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدینیہ)

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں مگر رب تبارک و تعالیٰ نے حضور کو بطور مبالغہ خود پناہ کہا (جیسے عادل کو عدل یا علم کو علم کہتے ہیں اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں اپنی امت کے محافظ و نگہبان ہیں۔ والحمد لله رب العلمین۔

آیت ۴۲، از تورات: ہاں ہاں خبر دار ہو ہوشیار، اے نجدیان نابکار، ذرا کم سن نو پیدا عیارہ خام پارہ وہابیت نکارہ کے ننھے سے کلیجے پر ہاتھ دھر لینا تورات وزبور کی دو آیتیں تلاوت کی جائیں گے نوخیز وہابیت کی نادان جان پر قہر الہی کی بجلیاں گرائیں گے افسوس تمہیں تورات وزبور کی تکذیب کرتے کیا لگتا تھا جب تم قرآن کی نہ سنا اللہ کا کذب تم ممکن گنو مگر جان کی آفت گلے کی غل تو یہ ہے کہ آیات جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل فرمائیں کلام الہی بتائیں، یہ امام الطائفہ کے نسب کے چچا، شریعت کے باپ، طریق کے دادا۔ اب انہیں نہ مشرک کہے بنتی ہے نہ کلام الہی پر ایمان لانے کو روٹھی وہابیت ملتی ہے، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا، نہ چلنے کی تاب۔)۔

دو گونہ رنج و عذاب است جان لیلیٰ را

بلائے صحبت مجنوں و فرقت مجنوں

(لیلیٰ کی جان کو دو قسم کا دکھ اور عذاب ہے، مجنوں کی صحبت اور اس کی جدائی کی مصیبت۔ ت)

ہاں اب ذرا گھبرائے دلوں، شرمائی چہنوں سے لجائی انگھڑیاں اوپر اٹھائے اور بچھ اللہ وہ سنئے کہ ایمان نصیب ہو تو سنی ہو جائے، جناب شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں تورات کے سفر چہارم میں ہے:

قال الله تعالى لابراهيم قال الله تعالى ان ابراهيم عليه الصلوة

ان ہاجرة تلد ویکون من ولدھا من یدة فوق الجمیع وید الجمیع مبسوطة الیہ بالخشوع۔  
 والتسلیم سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔

(تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت و ایمان انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹)  
 وہ کون؟ محمد رسول اللہ سید الکون معطی العون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہان کے اجالے۔ حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی و محتاجی کے ہاتھ ہر لئیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف و رحیم کے سامنے پھیلانے، والحمد للہ رب العالمین۔

اسے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا  
 ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا

(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ دوم ص ۵۳)

آیت ۴۳، از زبور مقدس: نیز تحفہ میں زبور شریف سے منقول:

یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک من اجل ذلک ابارک  
 اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر، میں اس لئے تجھے برکت  
 دیتا ہوں، تو اپنی تلوار جمائل کر کہ تیری  
 چمک اور تیری تعریف غالب ہے، سب  
 امیں تیرے قدموں میں گریں گی، سچی  
 کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ  
 مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد  
 بہائک و حمدک الغالب (الی قولہ) والامم یخرون تحتک  
 کتاب حق جاء الله به من الیمن والتقدیس من جبل

فاران وامتلاء ت الارض من اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہوا  
 تحمید احمد و تقدیسہ و ملک ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا  
 الارض و رقاب الامم۔ - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت و ایمان چہیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹)

اے احمد پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مملوک کو خوشی و شادمانی ہے، تمہارے  
 لئے تمہارا مالک پیارا سراپا کرم سرا پا رحمت ہے، والحمد للہ رب العالمین۔

عہد ما بالب شیریں دہناں بست خدائے

ماہمہ بندہ وایں قوم خداوندا نند

(ہمارا عہد و پیمان اللہ تعالیٰ نے بیٹھے منہ والوں کے لبوں کے ساتھ

باندھ دیا ہے۔ ہم سب غلام ہیں اور یہ قوم مالکوں کی ہے)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ص ۲)

ولہذا حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ

عنه، پھر امام اجل قاضی عیاض شفاء شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ

شریف میں نقلًا و تذکیرًا، پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض، پھر علامہ

محمد عبد الباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں:

من لم یروایۃ الرسول جوہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

علیہ فی جمیع احوالہ ویرنفسہ وسلم کو اپنا ولی اور اپنے آپ کو حضور کی

فی ملکہ لایذوق حلاوۃ سنتہ۔ ملک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ

ہوگا۔

(الشفاء جعفر بن حنون المصطفیٰ الباب الثانی لزوم مجتہ صلی اللہ علیہ وسلم المطبعة الشركة الصحافیة ۲  
 (۱۶/۳) (نیم ریاض فی شرح القاضی عیاض الباب الثانی لزوم مجتہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز البسنت سمرات ہند  
 ۳/۳۳۶) (المواہب اللدنیة المقصد السابع المكتب الاسلامی بیروت ۳/۳۰۰، ۲۹۹) (شرح  
 الزرقانی علی المواہب اللدنیة الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۶/۳۱۳)  
 والعیاذ باللہ رب العالمین۔

### فائدہ عظیمہ

الحمد للہ سنیوں کی اقبالی ڈگری۔ ان آیات تورات و زبور پر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کو  
 دو آیت تورات و انجیل مبارک مع چند احادیث کے یاد آئیں مگر ان کے ذکر سے  
 پہلے امام الطائفہ کے ایک انجان پنے کا اقرار سن لیجئے۔ تقویۃ الایمان فصل ثانی  
 اشراک فی العلم کے شروع میں لکھا ہے:  
 ”جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے  
 تو کھولے جب چاہے نہ کھولے۔“ انتہی ۲۔

(۲۔ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۳)

بھولا نادان لکھتے تو لکھ گیا مگر

کیا خبر تھی انقلاب آسمان ہو جائیگا

دینِ نبوی پائمال سنیاں ہو جائیگا

غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ تو چند ورق بعد یہ کہنے کو ہے کہ ”جس کا نام محمد یا

علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ ۳۔

(۳۔ تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸)

یہاں اس کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار



تام ثابت ہو جائیگا بیچارے مسکین عزیز کے دھیان میں اس وقت یہی لوہے پیتل کی کنجیاں تھیں جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بساطی پیسے پیسے بیچتے اس کی خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب جل وعلانیے اس بادشاہ جبار جلیل الاقدار عظیم الاختیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں ہاں ہم سے سن اور وہ سن کہ سن ہو جا۔

آیات و احادیث عطاءے مفاتیح عالم بحضور پر نور مولائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

آیت ۴۴، از تورات شریف: بیہقی و ابو نعیم دلائل النبوۃ میں حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب احبار سے پوچھا: تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا: حضور کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے:

محمد رسول الله اسمه	محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام
المتوكل ليس بفظ ولا غليظ	متوکل ہے، نہ درشت خوہیں نہ سخت گو، نہ
ولا سخاب في الاسواق واعطى	بازاروں میں چلانے والے، وہ کنجیاں
المفاتيح ليبصر الله به اعينا	دئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے
عورًا ويسمع به اذا نأ صما	ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں مینا اور بہرے
ويقيم به السنة معوجة حتى	کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی
يشهدوا ان لا اله الا الله وحده	کردے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں
لا شريك له يعين المظلوم	کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں
ويمنعه من ان يستضعف	اس کا سا جھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی
	مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے
	سے بچائیں گے۔

(۱) الخصائص الكبرى باب ذكره في التوراة والانجيل مركز اهل سنت گجرات الہند ۱/ ۱۱) (دلائل  
النبوة للبيهقي باب صفة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في التوراة والانجيل دارالكتب العلمية بيروت ۱  
۳۷۷/)

آیت ۴۵، از انجیل جلیل: حاکم بافادہ تصحیح اور ابن سعد و بیہقی و ابو نعیم روایت  
کرتے ہیں ام المؤمنین و محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہا و آلیہا و علیہا وسلم فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت و ثنا  
انجیل پاک میں مکتوب ہے:

لا فظ ولا غلیظ ولا نہ سخت دل ہیں نہ درشت نحو، نہ  
سحاب فی الاسواق واعطی بازاروں میں شور کرتے، انہیں کنجیاں  
المفاتیح الخ مثل ما مر عطا ہوئی ہیں۔ باقی عبارت مثل تورات  
سواء بسواء۔ مبارک ہے۔

(۱) الخصائص الكبرى باب ذكره في التوراة والانجيل الخ مركز اهل سنت گجرات الہند ۱  
۱۱) (المستدرک للحاکم کتاب التاريخ کان اجدد الناس بالخیر دار الفکر بیروت ۲ / ۶۱۳) (الطبقات الكبرى  
لابن سعد ذکر صفة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في التوراة والانجيل دار صادر بیروت ۱ / ۳۶۳)

حدیث ۶۱: بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور  
مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

بینا انا نائم اتیت میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین  
مفاتیح خزائن الارض کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں  
فوضعت فی یدی۔ ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم قدیمی کتب خانہ  
کراچی ۲ / ۱۰۸۰) (صحیح مسلم کتاب المساجد و موضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۹۹)

حدیث ۶۲: امام احمد و ابو بکر بن ابی شیبہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعطیت مالک یعط مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی  
احد من الانبیاء قبلی نصرت نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد فرمائی گئی  
بالرعب و اعطیت مفاتیح (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک  
الارض الحدیث۔ سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی  
کنجیاں عطا ہوئیں، الحدیث۔

(مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۹۸) (المصنف لابن ابی شیبہ  
کتاب المناقب حدیث ۳۱۶۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۳۰۸) (الخصائص الکبریٰ باب اختصار  
صلی اللہ علیہ وسلم بالنصر بالرعب مرکز اہل سنت گجرات الہند ۲/ ۱۹۳)  
امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

حدیث ۶۳: امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیاء مقدسی صحیح مختارہ،  
ابو نعیم دلائل النبوة میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،  
حضور مالک تمام دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اتیت بمقالید الدنیا علی دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ  
فرس ابلق جاء فی بہ جبریل کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں  
علیہ قطیفة من سندس۔ جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم  
کازین پوش با نقش و نگار پڑا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل، عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۲۸) (الخصائص الکبریٰ  
بحوالہ احمد و ابن حبان و ابی نعیم باب اختصار بالنصر مرکز اہل سنت گجرات الہند ۲/ ۱۹۵)

حدیث ۶۴: امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور پر نور ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اوتیت مفاتیح کل شیء مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا  
الا الخمس۔ ان پانچ کے۔ یعنی غیوب خمس۔

(مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن ابی القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (المعجم الکبیر عن ابن عمر

رضی اللہ عنہما عن ابی القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (۳۶۱/۱۲)

علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ثم اعلم بها بعد ذلك۔ پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں ان کا علم  
بھی دے دیا گیا۔

(۱) حواشی الحنفی علی الجامع الصغیر علی ہامش السراج المنیر الحدیث اوتیت مفاتیح الخ المطبوعۃ

الازہریۃ المصریہ مصر ۲/۷۳)

اسی طرح علامہ سیوطی نے بھی خصائص کبریٰ ۱ میں نقل فرمایا: علامہ مدنی

شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے۔ ولله الحمد۔

(۱) الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالنصر بالرعب مرکز اہل سنت کجرات البند ۲/۱۹۵)

حدیث ۶۵: بعینہ یہی مضمون احمد والبیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(۱) مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما عن ابی القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (۳۸۶/۱)

حدیث آخر ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور

مالک غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی

تھیں:

لما خرج من بطنی جب حضور میرے شکم سے پیدا

فنظرت الیہ فاذا انا بہ ساجد ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں

ثم رايت سحابة بيضاء قد  
اقبلت من السماء حتى غشيتها  
فغيب عن وجهي ، ثم تجلت  
فاذا انا به مندرج في ثوب صوف  
ابيض وتحتة حريرة خضراء  
وقد قبض على ثلاثة مفاتيح  
من اللؤلؤ الرطب واذا قائل  
يقول قبض محمد على مفاتيح  
النصرة ومفاتيح الريح  
ومفاتيح النبوة ثم اقبلت  
سحابة اخري حتى غشيتها  
فغيب عن عيني ثم تجلت فاذا  
انا به قد قبض على حريرة  
خضراء مطوية واذا قائل يقول  
يخج قبض محمد على الدنيا  
كلها لم يبق خلق من اهلها  
الا دخل في قبضته ا - هذا  
مختصر - والحمد لله رب  
العالمين

پڑے ہیں، پھر ایک سفید ابر نے آسمان  
سے آ کر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے  
سامنے سے غائب ہو گئے، پھر وہ پردہ ہٹا  
تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونٹنی  
سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمیں  
بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین  
کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک  
کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں،  
نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر  
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔  
پھر اور ابر نے آ کر حضور کو ڈھانپا کہ میری  
نظر سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا  
دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا  
حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار  
رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین و آسمان  
میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ  
میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱) الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابو نعیم عن ابن عباس باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۴۸

حدیث ۶۶: حافظ ابو زکریا یحییٰ بن عائد اپنی مولد میں بروایت حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رضوان خازن جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوش اقدس میں عرض کی:

معك مفاتيح النصرۃ قد  
الہست الخوف والرعب لا  
يسمع احد بذكرك الا وجل  
فؤادہ وخاف قلبہ وان لم یرك  
يا خلیفۃ اللہ۔  
حضور کے ساتھ نصرت کی کنیاں  
ہیں رعب و دبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا  
ہے جو حضور کا چرچا سنے گا اس کا دل ڈر  
جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور  
کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے نائب! صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(الخصائص الکبریٰ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکز الہلسنت گجرات الہند ۱/۳۹)  
ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو ایک اللہ کا نائب ہی کہنے میں سب کچھ آ گیا، اللہ کا  
نائب ایسا ہی تو چاہئے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ ایک دنیا سکتے سکتے کا  
نائب کہیں کا صوبہ اسکی طرف سے وہاں کے سیاہ و سپید کا مختار ہوتا ہے مگر اللہ کا نائب  
کسی پتھر کا نائب ہے وما قدر و اللہ حق قدرہ۔ (القرآن الکریم ۶/۳۹، ۹۱/۳۹، ۶۷۰/۳۹)  
(اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی۔)

بے دولتوں نے اللہ ہی کی قدرت نہ جانی لا واللہ اللہ کا نائب اللہ کی طرف سے  
اللہ کے ملک میں تصرف تام کا اختیار رکھتا ہے جب تو اللہ کا نائب کہلایا صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم۔

حدیث ۶۷: امام دارمی اپنی سنن میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور  
مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجاً اذا  
میں سب سے پہلے قبر سے باہر

بعثوا وانا قائدهم اذا وفدوا  
 وانا خطيبهم اذا انصتوا وانا  
 شفيعهم اذا حبسوا وانا  
 مبشرهم اذا يئسوا الكرامة  
 والمفاتيح يومئذ بیدی ولواء  
 الحمد يومئذ بیدی. الحدیث

آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے،  
 اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر  
 بارگاہ ہوں گے، اور میں ان کا خطیب  
 ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے، اور میں  
 ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے،  
 اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ  
 ناامید ہوں گے، عزت اور کنجیاں اس دن  
 میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن  
 میرے ہاتھ ہوگا۔

(مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ الترمذی والدارمی باب فضائل سید المرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی  
 ص ۵۱۳) (سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۳۹ دار المحاسن للطباعة القاہرہ  
 ص ۳۰) (الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانہ اول من حنشق الارض منہ مرکز البنت  
 کجرات البند ۲/۲۱۸)

والحمد للہ رب العالمین، شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اس دن کے کاموں  
 کا اختیار پیارے رؤف ورحیم کے ہاتھ میں رکھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس لئے شیخ  
 محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج شریف میں فرماتے  
 ہیں:

دسراں مروز ظاہر گردد  
 کہ وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم نائب ملک یوم الدین ست  
 مروز مروز اوست و حکم

اس دن ظاہر ہو جائے گا کہ آپ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماک یوم دین کے  
 نائب ہیں۔ وہ دن آپ کا ہوگا اور اس  
 میں رب العالمین کے حکم سے آپ کا حکم

حکمِ اوحکمِ رب چلے گا۔

العالمین۔ (مدارج النبوۃ)

حدیث ۶۸: ابن عبد ربہ کتاب بیحۃ المجالس میں راوی کہ حضور پر نور افضل

صلوات اللہ تسلیماتہ علیہ فرماتے ہیں:

روز قیامت صراط کے پاس ایک  
منبر بچھایا جائیگا پھر ایک فرشتہ آکر اس  
کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا  
اے گروہ مسلمانان! جس نے مجھے پہچانا  
اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا میں  
مالک داروغہ دوزخ ہوں اللہ تعالیٰ نے  
مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابو بکر صدیق  
(رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دوں، ہاں  
ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ پھر  
ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہو کر  
پکارے گا: اے گروہ مسلمین! جس نے  
مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو  
میں رضوان داروغہ جنت ہوں مجھے اللہ  
تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی  
کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے

ینصب الی یوم القیمة  
منبر علی الصراط و ذکر  
الحدیث (الی ان قال) ثم یأتی  
ملك فیقف علی اول مرقاۃ من  
منبری فینادی معاشر  
المسلمین من عرفنی فقد  
عرفنی ومن لم یعرفنی فانا  
ملك خازن النار ان الله امرنی  
ان ادفع مفاتیح جہنم الی  
محمد وان محمدًا امرنی ان ادفع  
الی ابی بکر ہاہ۔ اشهدوا ہاہ  
اشهدوا ثم یقف ملك اخر علی  
ثانی مرقاۃ من منبری فینادی  
معاشر المسلمین من عرفنی  
فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا  
رضوان خازن الجنان ان الله  
امرنی ان ادفع مفاتیح الجنة الی



محمد وان محمدنا امرنی ان  
ادفعها الی ابی بکر ہاۃ اشهدوا  
ہاۃ اشهدوا الحدیث۔ (اوردہ  
العلامة ابراهيم بن عبد الله  
المدنی الشافعی فی الباب  
السابع من کتاب التحقیق فی  
فضل الصدیق من کتابہ  
الاکتفاء فی فضل الاربعة  
الخلفاء۔

دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم  
ہے کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے سپرد  
کر دوں۔ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں  
گواہ ہو جاؤ۔ (علامہ ابراہیم بن عبد اللہ  
المدنی الشافعی نے اپنی تحقیقی کتاب  
الاکتفاء فی فضل الاربعة الخلفاء کے  
ساتویں باب میں فضائل صدیق میں  
بیان کیا ہے۔)

حدیث ۶۹: حافظ ابو سعید عبد الملک بن عثمان کتاب شرف النبوة میں حضرت  
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم فرماتے ہیں:

اذا كان يوم القيمة وجمع  
الله الاولين والآخرين يؤتى  
بمنبرين من نور فينصب  
احدهما عن يمين العرش  
والآخر عن يساره ويعلوهما  
شخصان فينادى الذی عن  
يمين العرش معاشر الخلائق  
من عرفنى فقد عرفنى ومن لم  
يعرفنى فانا رضوان خازن الجنة

روز قیامت اللہ تعالیٰ سب انگلوں  
پچھلوں کو جمع فرمائے گا دو منبر نور کے لاکر  
عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں  
گے ان پر دو شخص چڑھیں گے، داہنے  
والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق!  
جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس  
نے نہ پہچانا تو میں رضوان دارونہ بہشت  
ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت  
کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ان الله امرني ان اسلم مفاتيح الجنة الى محمد وان محمدا امرني ان اسلمها الى ابي بكر وعمر ليدخلا محبيهما الجنة الا فاشهدوا ثم ينادى الذى عن يسار العرش معشر الخلائق من عرفنى فقد عرفنى ومن لم يعرفنى فانا مالك خازن النار ان الله امرني ان اسلم مفاتيح النار الى محمد ومحمد امرني ان اسلمها الى ابي بكر وعمر ليدخلا مبغضيهما النار الا فاشهدوا. او رده ايضاً في الباب السابع من كتاب الاحاديث الغرر في فضل الشيخين ابي بكر وعمر من كتاب الاكتفاء.

سپر دکروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ پھر بائیں والا پکارے گا: اے جماعت مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپر دکروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں، سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ (اس کو بھی کتاب الاکتفاء میں کتاب الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر و عمر میں باب ہفتم میں بیان کیا۔)

(مناهل الشفاء ومناهل الصفاء بتحقیق شرف المصطفیٰ حدیث ۲۳۸۸ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۵)

(۴۲۰/۴۱۹)

یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی:  
ینادی یوم القیمة این روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں

اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔  
 پس خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم لائے جائیں  
 گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے  
 چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو  
 چھوڑ دو۔ (علامہ شہاب خفاجی نے نسیم  
 الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں  
 فصل ”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
 کن کن غیوب پر مطلع کیا گیا“ میں اس  
 کا ذکر کیا اور فرمایا یا جو اس کے ہم معنی  
 ہے۔  
 النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم من الغیوب، وقال او  
 ما هو بمعناه۔

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ الغیبات فصل ومن ذلک ما اطلع علیہ من الغیوب مرکز

الہنت گجرات الہند ۳/۱۶۴)

حدیث ۷۰: ولہذا سیدنا مولاعلی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: انا  
 قسیم النار میں قسیم دوزخ ہوں۔

یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رواہ شاذان الفضیلی  
 عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی جزء  
 رد الشمس جعلنا اللہ ممن  
 والاہ کہا یحبہ ویرضاه بہ  
 اس کو شاذان نے جزء رد الشمس  
 میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس  
 کے محبوبوں میں رکھے جیسا کہ وہ خود اس  
 سے محبت فرماتا ہے اور اس پر راضی ہے

جمالِ محبتِ اُمین۔ اس کے محبوبوں کے جمال کے صدقے۔  
آمین۔

(۱۔ کنز العمال بحوالہ شاذان الفضلی فی رد القس حدیث ۷۵۷۳۶۳۷۵ - مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۳ / ۱۵۲)  
بلکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے احادیث حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ  
وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی  
(کرم اللہ وجہہ الکریم) کو قسیم النار فرمایا۔

شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

قد خرج اهل الصحيح ولائمة، ما اعلم به اصحابه صلى  
الله تعالى عليه وسلم هما  
وعدهم به من الظهور على  
اعدائه (الى قوله) وقتل علي  
وان اشقاها الذي يخضب هذه  
من هذه اى لحيته من راسه  
وانه قسيم النار يدخل  
اولياءه الجنة واعداءه النار.  
رضى الله تعالى عنه وعنا به  
أمين!

بیشک اصحاب صحاح وائمه حدیث  
نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے  
اصحاب کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ  
کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور  
مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی  
شہادت اور یہ کہ بد بخت ترین امت ان  
کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو  
رنگے گا، اور یہ کہ مولا علی (رضی اللہ تعالیٰ  
عنه) قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو  
بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں  
داخل فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے  
راضی ہو اور اس کے صدقے ہم سے  
راضی ہو۔ آمین۔

(الثناء جعريف حقوق المصطفى فصل ومن ذالك ما اطلع عليه من الغيوب المكتبة الشركة الصحافية)

(۲۸۳، ۲۸۳/)

نسیم میں عبارت نہایہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نسیم دوزخ ہوں۔

ان علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انا نسیم النار۔  
ذکر کر کے فرمایا:

ابن اثیر ثقہ ہے اور جو کچھ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا وہ اپنے رائے سے نہیں کہا جاسکتا ہے، لہذا وہ مرفوع کے حکم میں ہوگا کیونکہ اس میں اجتہاد کی مجال نہیں اہ۔ میں کہتا ہوں نسیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو حضرت علی سے مروی نہیں جانتے چنانچہ انہوں نے اسے ابن اثیر کے ثقہ ہونے کی طرف پھیر دیا ہے اور ہم نے اس کی تخریج کر دی ہے۔ واللہ الحمد۔

ابن الاثیر ثقة وما ذكره علي لا يقال من قبل الراي فهو في حكم المرفوع اذ لا مجال فيه للاجتهاد ا ا ا ا قول: كلام النسيم انه لم يره مرويا عن علي فاحال علي وثاقه ابن الاثير وقد ذكرنا تخريجه والله الحمد.

(نسیم الریاض فصل ومن ذالك ما اطلع عليه من الغيوب مركز البنت حجرات البند ۳ / ۱۶۳)

مدارج شریف میں ہے:

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش کی دائیں جانب کھڑا کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ عرش کے اوپر،

آمدہ است کہ ایستادہ میکندا و مرا پرو مردگار وے یمن عرش و در مروایتے بر عرش

و دہرہ روایت بر کرسی وم اور ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر کھڑا سپاہر دہوے کلید جنت۔ کریگا اور جنت کی چابی آپ کے سپرد فرمائے گا۔

(مدارج النبوة باب ہشتم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۷۴)

ملاجی! ذرا انصاف کی کنجی سے دیدہ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں۔ اور اب اپنا وہ بلائے جان اقرار یاد کیجئے ”جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے“ ا۔ (۱) تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴۔  
دیکھ حجت الہی یوں قائم ہوتی ہے۔ والحمد لله رب العالمین۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ص ۳۵۹-۳۸۵ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید تفصیل کے لئے مکمل رسالہ الامن والعلیٰ کا مطالعہ فرمائیں۔



## وَالْقَحْطِ قحط (دُور کرنے والے)

قحط؛ خشک سالی۔

ایک مرتبہ ملکِ عرب میں انتہائی خوفناک قحط پڑ گیا۔ اہل مکہ نے بتوں سے فریاد کرنے کا ارادہ کیا مگر ایک حسین و جمیل بوڑھے نے مکہ والوں سے کہا کہ اے اہل مکہ! ہمارے اندر ابوطالب موجود ہیں جو بانی کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین بھی ہیں۔ ہمیں ان کے پاس چل کر دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔ چنانچہ سردارانِ عرب ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ اے ابوطالب! قحط کی آگ نے سارے عرب کو جھلسا کر رکھ دیا ہے۔ جانور گھاس پانی کے لئے ترس رہے ہیں اور انسان دانہ پانی نہ ملنے سے تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہے ہیں۔ قافلوں کی آمد و رفت بند ہو چکی ہے اور ہر طرف بربادی و ویرانی کا دور دورہ ہے۔ آپ بارش کے لئے دعا کیجیے۔ اہل عرب کی فریاد سن کر ابوطالب کا دل بھر آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر حرم کعبہ میں گئے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعائے مانگنے میں مشغول ہو گئے۔ درمیان دعا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا ایک دم چاروں طرف سے بدلیاں نمودار ہوئیں اور فوراً ہی اس زور کا بارانِ رحمت برسا کہ عرب کی زمین سیراب ہو گئی۔ جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں۔ قحط دفع ہو گیا اور کال کٹ گیا اور سارا

عرب خوش حال اور نہال ہو گیا۔

چنانچہ ابوطالب نے اپنے اس طویل قصیدہ میں جس کو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح میں نظم کیا ہے اس واقعہ کو ایک شعر میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ۔

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ

يَمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةً تِلْكَ رَامِلُ

یعنی وہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایسے گورے رنگ والے ہیں کہ ان کے رخ انور کے ذریعہ بدلی سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کا ٹھکانا اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، ذکر وفاۃ امہ وما يتعلق بابویہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۳۵۵)

حدیث: کہ اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:۔

انت الرسول الذی ترجی فواضلہ

عند القحوط اذا ما اخطاء المطر

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے۔

عمر بن شیبہ من طریق  
عمر بن شیبہ نے بطریق عامر الشعبي  
عامر بن الشعبي ذكره الحافظ في  
من رواية كذا، حافظ نے الاصابہ میں  
الاصابة وقال ذكره ابن  
اس كذا كذا اور فرمایا اس كذا كذا ابن فتحون  
فتحون في الذيل.  
نے ذیل میں کیا۔ ت

(الاصابة في تمييز الصحابة ترجمہ ۱۱۶۸ اسود بن مسعود ثقفی دار الفکر بیروت ۱/ ۷۵)



حدیث: ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

(۱) اتیناک والعذراء یدمی لبأبها

وقد شغلت امی الضبی عن الطفل

(۲) والقت بکفیها الفتی لاستکانة

من الجوع ضعفالامر ولا یحلی

(۳) ولیس لنا الا الیک فرارنا

واین قرار الخلق الا الی الرسل

(۱) ہم در دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔

(۲) جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی بات نہیں نکلتی۔

(۳) اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں، اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وبارک وسلم۔

یہ فریاد سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا، ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں

کے ساتھ اُمڈا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حوالینا لاعلینا ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس۔ فوراً ابرمدینے پر سے کھل گیا، آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندہ دندان نما کیا اور فرمایا: اللہ کے لیے ہے خوبی ابوطالب کی، اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابوطالب نے نعت اقدس میں عرض کئے تھے:

(۱) و ابيض يستسقى الغمام بوجهه

ثم اليتامى عصبة للارامل

(۲) تلوذبه الهلاك من ال هاشم

فهم عنده في نعمة وفواضل

(۱) وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا

جاتا ہے۔ یتیموں کے جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان۔

(۲) بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں

انکے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اجل ذلك اردتُ۔ ہاں یہی نظم

ہمیں مقصود تھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسقانا بجاہه عنده الغيث

النافع الاتم الا عم امين! اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل فرمائے اور ہمیں

آپ کے طفیل بارانِ رحمت عطا فرمائے جو نافع کامل ترین اور سب کو شامل ہو آمین

(ت)

البیہقی فی الدلائل بسند صحیح  
صالح کما افادہ حافظ الشان  
العسقلانی والدیلمی فی مسند  
الفردوس کلامہما عن انس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
بیہقی نے دلائل میں بسند صالح  
روایت کیا جیسا کہ حافظ الشان عسقلانی  
نے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اس  
کا افادہ فرمایا ان دونوں نے حضرت انس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(دلائل النبوة للبیہقی باب استقاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶)

(۱۳۱/ فتح الباری شرح صحیح البخاری باب سوال الناس الامام الاستقاء ۳/۳۲۹)

یہ حدیث نفیس بحمد اللہ تعالیٰ اول تا آخر شفاء مومنین وشفائے منافقین ہے  
اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پسندیدہ فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص  
ہمارے مقصود رسالہ ہیں کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں  
بھاگ کر جائیں۔ خلق کیلئے جائے پناہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے،  
وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں مینہ اترتا ہے، وہ  
یتیموں کا حافظ، وہ بیواؤں کا نگہبان، وہ ملجا و ماوا کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت اسکی  
پناہ میں آکر اس کی نعمت اس کے فضل سے چین کرتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ  
وہ مبارک وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ص ۳۳۶ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

### أم معبد کی بکری

دوسرے روز مقام قدید میں أم معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے مکان پر آپ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ أم معبد ایک ضعیفہ عورت تھی جو اپنے خیمہ کے صحن  
میں بیٹھی رہا کرتی تھی اور مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے اس سے کچھ کھانا خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے ایک جانب ایک بہت ہی

لاغر بکری ہے۔ دریافت فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ امِ معبد نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں۔ امِ معبد نے اجازت دے دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”بسم اللہ“ پڑھ کر جو اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا اور اتنا دودھ نکلا کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور امِ معبد کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر امِ معبد اور ان کے خاوند دونوں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۱ والمواہب اللدیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ج ۲، ص ۱۳۰)

روایت ہے کہ امِ معبد کی یہ بکری 18ھ تک زندہ رہی اور برابر دودھ دیتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب ”عام الرماد“ کا سخت قحط پڑا کہ تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا اس وقت بھی یہ بکری صبح و شام برابر دودھ دیتی رہی۔

(المواہب اللدیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ج ۲، ص ۱۳۲)

### گدڑی میں لعل

حضرت سیدنا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں مسجد نبوی شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رات کے وقت ایک ستون کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایک سال اہلِ مدینہ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ بارش کے لئے دعا کرنے سب شہر سے باہر نکل پڑے لیکن پھر بھی بارش نہ ہوئی۔ جب رات ہوئی تو میں عشاء کی نماز کے بعد حسبِ عادت ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص جس کے چہرے پر زردی غالب تھی، چادر اوڑھے ہوئے ستون کی جانب بڑھا۔ میں اس ستون کے پیچھے ہو گیا اور اس کو خبر نہ ہوئی۔ اس نے دو رکعت نماز ادا کرنے کے

بعد بیٹھ کر دعائے مانگتے ہوئے عرض کی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تیرے حبیبِ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حرم والے بارش کی دعا کے لئے نکلے لیکن بارش نہ ہوئی، اے مولیٰ! تجھے اپنے حبیبِ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا واسطہ! بارش برسا دے۔“

حضرت سیدنا ابن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے ابھی اپنے ہاتھ نہ ہٹائے تھے کہ میں نے بجلی کے گرجنے کی آواز سنی اور ساتھ ہی آسمان سے بارش برسنے لگی حشی کہ میرا گھر واپس لوٹنا بھی مشکل ہو گیا۔ جب اس کو بارش کا علم ہوا تو اس نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ایسی حمد و ثناء کی جیسی میں نے آج تک نہ سنی تھی۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھتا رہا حشی کہ فجر کا وقت قریب ہو گیا۔ پھر اس نے وتر ادا کئے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی۔ لوگوں نے نماز ادا کی۔ اس نے بھی ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ جب امام صاحب نے سلام پھیرا تو وہ جلدی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ مسجد کے دروازے تک پہنچ گیا اور چادر ہٹا کر بارش کے پانی میں غوطہ زن ہو گیا۔ میں اسے حسرت و چاہت کی نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا۔ معلوم نہیں کہ اس کے بعد وہ کہاں گیا۔

(الروض الفائق فی النوایع وَالرَّقَائِقِ ص ۲۷۶ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۵۸۱)

### سیاہ فام غلام

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سال میں حج کے ارادے سے نکلا، جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو دیکھا کہ لوگ شہر سے باہر نمازِ استسقاء کے لئے جا رہے ہیں۔ میں بھی تین دن ان کے ساتھ جاتا رہا مگر بارش نہ ہوئی۔ میں انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر حجرِ اسود کے پاس چلا آیا۔ اچانک میں نے سبز لبادے میں ملبوس ایک زرد چہرے والا سیاہ فام شخص دیکھا، اس پر دو چادریں تھیں، ایک تہبند کے طور پر اور دوسری جسم پر لپیٹی ہوئی تھی۔ وہ اس قدر رویا

کہ آنسوؤں سے اس کے کپڑے بھیگ گئے، پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگا: گناہوں اور عیبوں کی کثرت کی وجہ سے چہرے رسوا ہو گئے ہیں۔ اے میرے مالک عَزَّ وَجَلَّ! نافرمانیوں کی کثرت کی وجہ سے تیرے بندوں سے بارش روک دی گئی ہے، تیری مخلوق قحط سے ہلاک ہو رہی ہے اور بھوک میں مبتلا ہے اور تو سب کچھ جاننے والا ہے، بچے مضطرب و پریشان ہیں، مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ میں تجھے تیرے محبوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و وجاہت کے وسیلے سے قسم دیتا ہوں کہ اسی لمحہ بادل سے سیراب فرمادے، میں تیری بارگاہ میں تیرا ہی وسیلہ پیش کرتا ہوں اور تجھ پر ہی میرا اعتماد و بھروسہ ہے لہذا اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کے گناہ معاف فرمادے اور ان کے جرموں کا مواخذہ نہ فرما۔ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ! اسی وقت بارش نازل فرمادے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس کی دعا مکمل نہ ہوئی تھی کہ بادل چھا گئے اور ہر طرف موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ میں بیٹھ کر روتا رہا یہاں تک کہ جب وہ شخص حجرِ اسود سے دور جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا اور اس کے ٹھکانے کو پہچان لیا۔ میں اس کی قیام گاہ کا دروازہ دیکھ کر اپنے گھر لوٹ آیا لیکن ساری رات مجھے نیند نہ آئی۔ جب صبح ہوئی تو منہ اندھیرے ہی میں نے نمازِ فجر ادا کر لی اور اس مقام پر پہنچ گیا، اندر داخل ہوا تو ایک خوبصورت نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے پوچھا: ”اے ابو عبد الرحمن! کیا کسی کام سے آئے ہو؟“ میں نے کہا: ”ہاں، میں ایک غلام خریدنا چاہتا ہوں۔“ اس نے کہا: ”میرے پاس دس غلام ہیں، ان میں سے جو آپ کو پسند آئے لے جائیں۔“ پھر اس نے ایک موٹے سے غلام کو بلا کر اس کے اوصاف بیان کئے۔ میں نے کہا: ”مجھے اس کی ضرورت نہیں۔“ پھر اس

نے ایک ایک کر کے دس غلام میرے سامنے پیش کر دیئے لیکن میں نے یہی کہا کہ ”مجھے ان میں سے کسی کی ضرورت نہیں۔“ اب وہ بولا: ”میرے پاس ایک زرد رنگ کے لاغر بدن، سیاہ فام غلام کے سوا کوئی بھی باقی نہیں بچا لیکن اُس کی حالت یہ ہے کہ اگر لوگ ہنتے ہیں تو وہ رونے لگتا ہے اور اگر لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھنے لگتا ہے، ساری رات نہیں سوتا، ہاں! بعض اوقات حسرت ویاس سے کسی کو پکارتا رہتا ہے، اپنی کمزوری کی زیادتی کی وجہ سے کسی کی خدمت کے قابل نہیں، اس کے باوجود میرا دل اس کو پسند کرتا ہے اور اسے دیکھ کر میں برکت حاصل کرتا ہوں۔“

پھر اس نے میمون کو آواز دی۔ جب وہ غلام باہر آیا تو میں نے اسے دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے۔ میں نے کہا: ”میں یہی غلام خریدنا چاہتا ہوں۔“ وہ نوجوان بولا، ”میں تو اس کو بیچنے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔“ میں نے پوچھا، ”تم اسے کیوں نہیں بیچنا چاہتے؟“ وہ نوجوان بولا، ”میں اس سے مانوس ہو گیا ہوں اور اس کو دیکھ کر برکت حاصل کرتا ہوں، اس کے ساتھ ساتھ مجھے اس پر کچھ خرچ بھی نہیں کرنا پڑتا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! یہ میرے پاس چراغ کی رسی کو بٹ کر اور کھجور کے پتوں سے کچھ بنا کر اس کے عوض ہی کچھ کھاتا ہے اور اس کے بغیر کھانا بھی نہیں کھاتا۔ سارا دن نصف دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کے بدلے کام کرتا ہے۔ اگر کوئی چیز پک جائے تو کھانا کھا لیتا ہے ورنہ بھوکا ہی رات بسر کرتا ہے۔ میرے دوسرے غلاموں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ ساری رات عبادت کرتا ہے۔“ یہ سن کر میں نے کہا، ”اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اگر تم نے یہ غلام مجھے نہ بیچا تو میں حضرت سیدنا سفیان ثوری اور حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رَحْمَهُمَا اللہُ تَعَالَى کو ساتھ لے آؤں گا۔“ تو وہ بولا، ”اگر ایسا ہے تو میں آپ کی ضرورت پوری کرتا ہوں۔“

چنانچہ، وہ غلام میں نے اس سے خرید لیا۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر راستے پر چلنے لگا راستے میں وہ میری جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا: ”اے میرے آقا!“ میں نے کہا، ”لبیک۔“ تو وہ بولا: ”آپ لبیک نہ کہیں کہ غلام اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ لبیک کہے۔“ پھر کہنے لگا، ”میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ تو بتائیں کہ آپ نے مجھ جیسے کمزور و ناتواں غلام کو کیوں خریدا حالانکہ میرے مالک نے مجھ سے زیادہ عمدہ غلام آپ کے سامنے پیش کئے تھے اور میں تو کسی کی خدمت کرنے سے بھی قاصر ہوں۔“ میں نے اسے کہا، ”اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں تیرا خادم بن کر رہوں گا اور تجھ سے اپنا کوئی کام نہیں لوں گا۔“ تو وہ بولا: ”اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نام پر آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے مجھے کس وجہ سے خریدا۔“ تو میں نے اس کو گذشتہ واقعہ بتا دیا اس پر وہ کہنے لگا: ”یقیناً آپ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نیک بندے ہیں کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی مخلوق میں ستودہ صفات کے مالک اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں اور وہ ان کا مقام و مرتبہ اپنے بندوں میں سے انہیں پر ظاہر فرماتا ہے جنہیں وہ پسند فرمائے۔“

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: پیدل چلتے چلتے ہمارا گزرا ایک مسجد کے پاس سے ہوا تو اس غلام نے مجھ سے کہا، ”اے میرے آقا! اگر آپ کی اجازت ہو تو اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر لوں۔“ میں نے کہا، ”ابھی تو ہم حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر جا رہے ہیں، وہاں جا کر جتنی چاہے رکعتیں پڑھ لینا۔“ وہ بولا، ”مجھے کیا معلوم کہ میں ان کے گھر پہنچنے تک زندہ بھی رہوں گا یا نہیں؟ جبکہ شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، رسولِ بے مثال، نبیِ بی آمنہ کے لالِ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلمِ وَرَضِی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس کے لئے بھلائی کا دروازہ کھولا



جائے تو اُسے چاہے کہ بھلائی کا کام مکمل کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کب دروازہ بند ہو جائے۔“

(الزهد لابن المبارك، باب ماجاء فی فضل العبادۃ، الحدیث ۱۱۷، ص ۳۸ "فلیتمہ" بدلہ "فلیتمہزہ")  
حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں داخل ہو گئے اور دونوں نے نماز ادا کی لیکن اس کی نماز طویل ہو گئی، میں اس کا انتظار کرنے لگا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو کہنے لگا: "اے میرے آقا! میری موت کا وقت قریب آچکا ہے، اے میرے آقا! میرے اوز پروردگار عَزَّ وَجَلَّ کے درمیان بڑا عمدہ معاملہ ہے، جس کو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اب آپ دوسروں کو بھی بتائیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میرا راز کسی پر ظاہر ہو۔" پھر وہ سجدہ میں گر کر مسلسل رونے اور کلمہ شہادت پڑھنے لگا یہاں تک کہ اس کے جسم کی حرکت رُک گئی۔ میں نے اسے حرکت دی تو وَاصِلٌ بِحَقِّ پایا (یعنی اس کی روح قفسِ عُنْصُرِی سے پرواز کر چکی تھی)۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں اس کو وہیں چھوڑ کر حضرت سیدنا فضیل اور حضرت سیدنا سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو بلا لایا، ہم نے مل کر اس کی تجہیز و تکفین کی۔ اس کے بعد میں گھر آیا تو میرے دل میں ایک آگ سی لگی ہوئی تھی۔ جب رات ہوئی تو میں اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر سو گیا۔ خواب میں اچانک وہی غلام میمون ریشم کے دو شملوں میں ملبوس میرے پاس آیا، وہ مسکرا رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ مجھے سلام کر کے کہنے لگا: اے میرے آقا! جب میں تمام آقاؤں کے آقا عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے کھل کر اپنا حال بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ آپ نے بغیر کسی نفع و خدمت کے مجھے خریدا تو میرے پروردگار عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے میمون!

میں پوشیدہ و مخفی باتوں کو جانتا ہوں اور دلوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہوں،  
 عبد اللہ بن مبارک نے محض میری رضا کی خاطر تجھے خریدا تھا۔ لہذا میں نے تیرے  
 سبب اور میری بارگاہ میں تیرے مقام و مرتبے کی وجہ سے اسے جہنم کی آگ سے  
 آزاد کر دیا ہے۔ (پھر غلام نے کہا) اے میرے آقا! آپ نے میری جو قیمت ادا  
 کی تھی، یہ لیں۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:  
 میں رونے لگا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ درہم میرے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ  
 عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! جب بھی مجھے میمون کی یاد آتی ہے تو اس کی جدائی پر رونے لگتا  
 ہوں۔ (الروض الفائق فی المواعظ والذائق ص ۳۱۹ الشیخ شعیب حرثیفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 النسخ فی ۵۸۱)



## وَالْمَرَضِ مرض (دُور کرنے والے)

مرض؛ بیماری۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعابِ دہن (تھوک) زخموں اور بیماریوں کے لئے شفاء اور زہروں کے لئے تریاقِ اعظم تھا۔ چنانچہ آپ معجزات کے بیان میں پڑھیں گے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں غار ثور کے اندر سانپ نے کاٹا۔ اس کا زہر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعابِ دہن سے اتر گیا اور زخم اچھا ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آشوبِ چشم کے لئے یہ لعابِ دہن ”شفاء العین“ بن گیا۔ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور پھوٹ گئی مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعابِ دہن سے ایسی شفا حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔

(زاد المعاد غزوة بدر)

حضرت ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر تیر لگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا فوراً ہی خون بند ہو گیا اور پھر زندگی بھر ان کو کبھی تیر و تلواریں کا زخم نہ لگا۔ (الاصابة فی تمييز الصحابة، ابوقادہ بن ربعی الانصاری، ج ۷، ص ۲۷۲)

شفاء کے علاوہ اور بھی لعابِ دہن سے بڑی بڑی معجزانہ برکات کا ظہور ہوا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ آپ نے اس میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا شیریں ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے

بڑھ کر کوئی شیریں کنواں نہ تھا۔

(المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، الفصل الاول فی کمال خلقہ... الخ، ج ۵، ص ۲۸۹)

### آنکھ عطا کر دی

حضرت سیدنا قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مشہور تیر انداز تھے، غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد میں ان کی آنکھ تیر لگنے کے سبب ان کے رخسار پر بہہ پڑی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آنکھ کو ہاتھ میں تھامے سرکارِ مدینہ قرآ قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث نزول سکینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مدنی حبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے قتادہ! یہ کیا ہے؟“ عرض کیا: ”یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ وہی ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرما رہے ہیں۔“ تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، محبوب رب اکبر عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہوگی اور اگر چاہو تو میں یہ آنکھ تمہیں لوٹا دوں اور تمہارے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کروں تو تم اس میں کسی کمی کونہ پاؤ گے۔“ عرض کیا: ”یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! خدا عزوجل کی قسم! بے شک جنت بہت بڑی جزا اور بہت بڑی عطا ہے مگر میں اپنی بیویوں سے بھی محبت کرتا ہوں اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے یہ کہہ کر ٹھکرانہ دیں کہ ”یہ نابینا ہے۔“ میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ آنکھ بھی لوٹا دیں اور اللہ عزوجل سے میرے لئے جنت کا سوال بھی کریں۔“ تو رحمتِ دو عالم، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے قتادہ! میں ایسا ہی کروں گا۔“ پھر مدنی حبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آنکھ اپنے دست مبارک میں

پکڑی اور اسے اس کیجگہ پر لگا دیا تو وہ آنکھ پہلے سے بہتر اور خوبصورت ہو گئی اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کے لئے جنت کی دعا فرمائی۔

جب ان کے بیٹے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا اے جوان! تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا:

أَنَا ابْنُ الَّذِي سَأَلَتْ عَلَى الْخَدَّيْنِ

فَرَدَّتْ بِكَفِّ الْمُصْطَفَى أَحْسَنَ الرَّدِّ

فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ بِأَحْسَنِ حَالِهَا

فَيَا حُسْنَ مَا عَيْنٍ وَيَا حُسْنَ مَا رَدِّ

ترجمہ: (۱) میں اس صاحب کافرزند ہوں جن کی آنکھ رخسار پر بہہ گئی تو دستِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بہترین انداز سے اس کے مقام پر لوٹا دیا۔

(۲) پس وہ آنکھ پہلے سے کہیں زیادہ اچھی حالت میں آگئی، پس یہ آنکھ اور آنکھ لوٹانے والے کیا ہی خوب تھے۔

تو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدير نے فرمایا: ”وسیلہ کے ذریعے ہم تک پہنچنے والوں کو چاہے کہ انہی جیسے لوگوں کے وسیلہ سے آیا کریں۔“

(الاستیعاب قتادة بن العمان، باب حرف القاف، ج ۳، ص ۳۴۸)

## گونگا بولنے لگا

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ ”نخشم“ کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ میرا کلوتا بیٹا بولتا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی

طلب فرمایا اور اس میں ہاتھ دھو کر کھلی فرمادی اور ارشاد فرمایا کہ یہ پانی اس بچے کو پلا دو اور کچھ اس کے اوپر چھڑک دو۔ دوسرے سال وہ عورت آئی تو اس نے لوگوں سے بیان کیا کہ اس کا لڑکا اچھا ہو گیا اور بولنے لگا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب النثرۃ، الحدیث: ۳۵۳۲، ج ۴، ص ۱۲۹)

### سانپ کا زہر اتر گیا

جب غارِ ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا اور درد و کرب کی شدت سے بے تاب ہو کر رو پڑے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی درد جاتا رہا اور سانپ کا زہر اتر گیا۔

(المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب حجرۃ المصطفیٰ... الخ، ج ۲، ص ۱۲۱)

### ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہو گئی

بخاری شریف کی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ابورافع یہودی کو قتل کر کے واپس آنے لگے تو اس کے کوٹھے کے زینے سے گر پڑے جس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر بارگاہ نبوت میں لائے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زبان سے ابورافع کے قتل کا سارا واقعہ سنا پھر ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر اپنا دست مبارک پھیر دیا تو وہ فوراً ہی اچھی ہو گئی اور یہ معلوم ہونے لگا کہ ان کی ٹانگ میں کبھی کوئی چوٹ لگی ہی نہ تھی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع عبداللہ بن ابی العقیق، الحدیث: ۴۰۳۹، ج ۲، ص ۳۱)

### تلوار کا زخم اچھا ہو گیا

غزوہ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ میں تلوار کا زخم

لگ گیا، وہ فوراً ہی بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر تین مرتبہ دم کر دیا پھر انہیں درد کی کوئی شکایت محسوس نہیں ہوئی صرف زخم کا نشان رہ گیا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، الحدیث: ۴۲۰۶، ج ۳، ص ۸۳)

### اندھا بینا ہو گیا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک اندھا حاضر ہوا اور اپنی تکالیف بیان کرنے لگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں دعا کر دوں اور اگر چاہو تو صبر کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری بینائی کے لئے دعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگو کہ ”خداوند! اپنے رحمت والے پیغمبر کے وسیلہ سے میری حاجت پوری کر دے“ ترمذی اور حاکم کی روایت میں اتنا ہی مضمون ہے مگر ابن حنبل اور حاکم کی دوسری روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اس نابینا نے ایسا کیا تو فوراً ہی اچھا ہو گیا اور اس کی آنکھوں پر بھر پور روشنی آگئی۔

(السند للامام احمد بن حنبل، حدیث عثمان بن حنیف، الحدیث: ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ج ۶، ص ۱۰۶، ۱۰۷)

### قے میں کالا پلا گرا

ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے اس بچے پر صبح و شام جنون کا دورہ پڑتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بچے کے سینے پر اپنا دستِ رحمت پھیر دیا اور دعا دی تو اس بچے کو ایک زوردار قے ہوئی اور ایک کالے رنگ کا (کتے کا) پلا قے میں گرا جو دوڑتا پھر رہا تھا اور بچہ شفا یاب ہو گیا۔

(مشكاة المصابيح، کتاب احوال القيامة و بدء الخلق، باب فی المعجزات، الحدیث: ۵۹۲۳، ج ۲، ص ۳۹۳)

## جنون اچھا ہو گیا

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین معجزات دیکھے۔ پہلا معجزہ یہ کہ ایک اونٹ کو دیکھا کہ اس نے بلبلا کر اپنی گردن آپ کے سامنے ڈال دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس اونٹ نے کام کی زیادتی اور خوراک کی کمی کا مجھ سے شکوہ کیا ہے لہذا تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔

دوسرا معجزہ یہ کہ ایک منزل میں آپ سو رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت چل کر آیا اور آپ کو ڈھانپ لیا پھر لوٹ کر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے اور میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ مجھے سلام کرے تو خدا نے اس کو اجازت دے دی اور وہ میرے سلام کے لئے آیا تھا۔

تیسرا معجزہ یہ کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی جو جنون کا مریض تھا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بچے کے نتھنے کو پکڑ کر فرمایا کہ ”نکل جا کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں“ پھر ہم وہاں سے چل پڑے اور جب واپسی میں ہم اس جگہ پہنچے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے بچے کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد سے اس بچے کو کوئی تکلیف ہوتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وابداء الخلق، باب فی المعجزات، الحدیث: ۵۹۲۲، ج ۲، ص ۳۹۳)



جلا ہوا بچہ اچھا ہو گیا

محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں یہ بچپن میں اپنی ماں کی گود سے آگ میں گر پڑے اور کچھ جل گئے، ان کی ماں ان کو لے کر خدمت اقدس میں آئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان پر مل کر دعا فرمادی۔ محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کہتی تھیں کہ میں بچے کو لے کر وہاں سے اٹھنے بھی نہیں پائی تھی کہ بچے کا زخم بالکل ہی اچھا ہو گیا۔

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی، باب ايات فی ابراء المرضی... الخ، ج ۲، ص ۱۱۵ و المسند للامام احمد بن

حنبل، مسند الکلبیین، حدیث محمد بن حاطب... الخ، الحدیث: ۱۵۴۵۳، ج ۵، ص ۲۶۵)

مرض نسیان دور ہو گیا

تغییر الفاظ اور چند جملوں کی کمی بیشی کے ساتھ بخاری شریف کی متعدد روایتوں میں اس معجزہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ۔ انہوں نے پھیلا یا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس چادر پر ڈالا پھر فرمایا کہ اب اس کو سمیٹ لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد سے پھر میں کوئی بات نہیں بھولا۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، الحدیث: ۱۱۹، ج ۱، ص ۶۲)

آقائے آنکھوں کو روشن فرمادیا!

حضرت سیدنا محمد بن مبارک حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے، علی ابوالبکیر علیہ رحمۃ اللہ القدر نابینا تھے، خواب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار فیض آثار سے فیضیاب ہوئے، بیٹھے بیٹھے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر اپنا دست شفاء پھیرا، صُحُّ اُٹھے تو آنکھیں روشن ہو چکی

تھیں۔ (مُلَخَّصٌ اَزْجَمْعَةِ الْمَلِكِ عَلِيِّ الْعَلَمِيِّ ج ۲ ص ۵۲۶)

### آقائے گلٹیوں کا علاج فرمادیا

حضرت سیدنا تقی الدین ابو محمد عبدالسلام علیہ رحمۃ رب الا نام فرماتے ہیں، میرے بھائی ابراہیم کے گلے میں خنازیر (یعنی گلٹیاں) ہو گئی تھیں، ہڈت درد کے سبب بے قرار تھے، خواب میں سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا، عرض کیا، یا رسول اللہ! عَزَّ وَجَلَّ وِصَلَى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیماری کے سبب سخت تکلیف میں ہوں۔ فرمایا، ”تمہاری فریاد سن لی گئی ہے“۔ الحمد للہ عَزَّ وَجَلَّ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے میرے بھائی کو شفاء حاصل ہو گئی۔ (ایضاً ص ۵۲۶)

### آقا کے کرم سے دمہ کے مریض کو شفاء ملی

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں سخت بیمار تھا اور اپنے مکان کی نگلی منزل پر صاحبِ فراش (یعنی بچھونے پر پڑا) تھا، میرے ضعیف العمر والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضَبِيقِ النَّفْسِ (یعنی دمہ) کے مرض کی شدت کے باعث اوپر کی منزل پر بستر میں تھے۔ نہ میں اوپر چڑھ سکتا تھا نہ وہ بے چارے نیچے اتر پاتے تھے۔ الحمد للہ عَزَّ وَجَلَّ خوش قسمتی سے میں ایک رات سرورِ کائنات، شاہِ موجودات، سراپا بَرَکات، منبعِ عنایات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مُشْرِف ہوا، میں نے سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تکیہ پیش کیا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوئے، میں نے اپنی اور اپنے ضعیف العمر والد صاحب کی بیماری کے بارے میں فریاد کی۔ میری فریاد سن کر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اوپر کی منزل پر تشریف لے گئے۔ جب نمازِ فجر کا وقت ہوا تو میرے کانوں میں آہ! آہ! کی آواز آئی، دراصل میرے والد

محترم سیزھیوں سے نیچے اتر رہے تھے، میرے پاس آ کر فرمانے لگے، بیٹا! کرم بالائے کرم ہو گیا، آج شبِ رَحْمَتِ عَالَمِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ پر کرم فرما دیا۔ میں نے عرض کیا، ابا جان! سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ گنہگار کے پاس ہی سے ہو کر آپ کو نوازنے کیلئے اوپر کی منزل پر جلوہ آراء ہوئے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ اس کے بعد محبوبِ رَبِّ الْعَزَّوَجَلَّ، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبُوَّتِ، منبعِ جود و سخاوت، سراپاِ رَحْمَتِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بَرَکَت سے ہم دونوں رُو بہ صحت ہو گئے۔ (ایضاً ص ۵۲۷)

### آقائے بَرِّص کا علاج فرمایا

حضرت سیدنا شیخ ابواسحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میرے کندھے پر بَرِّص (کوڑھ) کا داغ پیدا ہو گیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ خواب میں جناب رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دیدار ہوا تو میں نے اپنے مرض کی شکایت کی۔ سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دستِ شِفَاء پھیرا، صُحُج جاگاتو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بَرِّص کا نام و نشان تک نہ تھا۔ (ایضاً ص ۵۳۱)

### آقائے ہاتھ کے آبلے دُرُست کر دیئے

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں، حضرت حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں میں آبلے پڑ کر پھٹ گئے تھے، طبیبوں نے مُحَفَّقَہ طور پر رائے دی کہ ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ حضرت سیدنا حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، وہ رات میں نے انتہائی کُرب و اضطراب کے عالم میں گھر کی چھت پر گزاری، اور گڑ گڑا کر بارگاہِ خُداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دعائے شِفَاء کی۔ جب سویا اور ظاہری آنکھ بند ہوئی تو دل کی آنکھ کھل گئی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواب میں زیارت ہوئی، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ صَلَّی اللہُ تَعَالَى

علیہ والہ وسلم میرے ہاتھ پر چشم کرم فرمائیے۔ فرمایا! ہاتھ پھیلاؤ، میں نے پھیلا دیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیر دیا اور فرمایا، کھڑے ہو جاؤ! جب کھڑا ہوا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بیٹھے بیٹھے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بَرَکت سے میرے ہاتھ کی بیماری ختم ہو چکی تھی۔ (ایضاً ص ۵۲۸)

### فالج و جذام والی بیٹی

حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اہل عقل و دانش کے لئے حیران کن ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام لانے سے قبل حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے، آپ کی ایک بیٹی فالج و جذام کی بیماری میں مبتلا تھی اور چلنے پھرنے سے قاصر تھی، آپ اپنے بت کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنی بیٹی کو بھی اس کے سامنے بٹھا لیتے اور پھر کہتے کہ میری یہ بیٹی بیمار ہے اس کا علاج کر دے، اگر تیرے پاس اس کی شفاء ہے تو اسے مصیبت و بیماری سے چھٹکارا دے دے، کئی سال اس بت سے اپنی حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کرتے رہے لیکن اس نے ان کی حاجت برآری نہ کی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر توفیق و ہدایت کی بادِ عنایت چلی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ سے ارشاد فرمایا: ”کب تک اس بہرے و گونگے پتھر کی عبادت کرتے رہیں گے جو نہ آواز نکالتا ہے، نہ بات کرتا ہے، میں اسے دین حق گمان نہیں کرتا۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے عرض کی: ”آپ ہمیں کسی راستے پر لے چلیں۔ اُمید ہے کہ ہم راہِ حق پالیں گے، یقیناً اس مشرق و مغرب کا کوئی تو خدا ہوگا۔“

حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی چھت پر بت کے سامنے بیٹھے تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نور دیکھا جس نے آفاق کو بھر دیا اور ساری موجودات کو روشنی سے چمکادیا اور پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی نگاہِ بصیرت سے پردے ہٹا دیے تاکہ آپ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ فرشتے قطار در قطار ایک گھر کے گرد جمع ہیں، پہاڑ سجدہ ریز، زمین ساکت و جامد اور درخت جھکے ہوئے ہیں، خوشیاں عروج پر ہیں اور پھر ایک آواز سنی کہ ہدایت دینے والے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہو گئی ہے، اس کے بعد آپ اپنے بت کے پاس آئے تو وہ بھی اوندھا پڑا ہوا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا: ”یہ کیا ہو رہا ہے؟ کس چیز کا ظہور ہو رہا ہے؟ یہ کیسی خبر سنائی دے رہی ہے؟“ پھر بت کو گھور کر دیکھا تو وہ کہہ رہا تھا: ”توجہ سے سنو! ایک بہت بڑی خبر کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ آج وہ ہستی دنیا میں تشریف لا چکی ہے جو کائنات کو شرف و افتخار بخشے گی، وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا چکے ہیں جن کا صدیوں بنی ربیعہ و بنی مضر کے سردار ہیں۔“

حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے استفسار فرمایا: ”کیا تم سُن رہی ہو، یہ بے جان پتھر کیا کہہ رہا ہے؟“ اس نے عرض کی: ”اس سے اس مولودِ محترم کا اسم گرامی تو دریافت کریں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ”اے وہ غیبی آواز جو اس سخت پتھر کی زبان میں گفتگو فرما رہی ہے! تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے قوت گویائی عطا فرمائی! ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس پیدا ہونے والی ہستی کا اسم گرامی کیا ہے؟“ آواز آئی: ”حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو صاحبِ زم زم و صفا یعنی حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلوٰۃ والسلام کے بیٹے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زمین تہامہ ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہے اور سخت گرم دھوپ میں بادل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ فلکِ نر ہے گا۔“

حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ سے ارشاد فرمایا: ”چلو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلیں، تاکہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب راہِ حق پالیں۔“ اُجس وہ دونوں میاں بیوی یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ان کی بیٹی جو نیچے گھر میں بیمار پڑی تھی، اچانک ان کے پاس چھت پر آکھڑی ہوئی اور انہیں پتہ بھی نہ چلا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو پوچھا: ”اے بیٹی! کہاں گیا تیرا وہ درد اور بیماری جس میں تو ہمیشہ سے مبتلا تھی؟ اور کہاں گیا تیرا بے قراری کی وجہ سے راتوں کو جاگنا؟“

بیٹی نے جواب دیا: ”اے میرے والدِ محترم! میں نے خواب دیکھا کہ میرے سامنے ایک نور ہے اور ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ”یہ نور کس کا ہے جو میں دیکھ رہی ہوں؟ اور یہ شخص کون ہے جس کا نور مبارک مجھ پر چمک رہا ہے؟“ مجھے جواب ملا: ”یہ نور بنی عدنان کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جن سے ساری کائنات معطر ہو گئی ہے۔“ میں نے پھر پوچھا: ”ان کا اسم گرامی کیا ہے؟“ تو جواب ملا: ”ان کا نام مبارک محمد اور احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے، قیدیوں اور مصیبت زدوں پر رحم اور مجرموں کو معاف فرمائیں گے۔“

میں نے پوچھا: ”ان کا دین کیا ہے؟“ جواب ملا: ”دینِ حنیف۔“ میں نے پوچھا: ”ان کا نسب کیا ہے؟“ جواب ملا: ”قریشی عدنانی۔“ میں نے پوچھا: ”یہ کس کی عبادت کریں گے؟“ جواب ملا: ”خدائے وحدہ، لا شریکَ عَزَّ وَجَلَّ کی۔“ میں نے پوچھا: ”اے مجھ سے خطاب فرمانے والے! تو کون ہے؟“ جواب ملا: ”میں ان کی آمد کی بشارت دینے والے فرشتوں میں سے ایک ہوں۔“

میں نے عرض کی: ”جس دکھ درد میں میں مبتلا ہوں اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”بارگاہِ ربِّ العزت عَزَّ وَجَلَّ میں ان کی

عظمت اور جاہ و مرتبہ کا وسیلہ پیش کرو کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے خود ارشاد فرمایا ہے: "میں نے اپنا راز اور اپنی برہان ان کو ودیعت کر دی ہے، اب جس نے بھی ان کے وسیلے سے مجھ سے دعا کی میں اس کو ضرور قبول کروں گا اور قیامت کے دن اپنے نافرمان کے حق میں بھی ان کی شفاعت قبول فرماؤں گا۔" پس میں نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ کمال کا واسطہ دے کر دعا کی اور اپنے ہاتھ جسم پر پھیر لئے۔ اب جبکہ میں بیدار ہوئی تو بالکل تندرست ہو چکی تھی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے فرمایا: "یقیناً اس مولودِ مسعود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خبر خوش آسند اور بڑی دل آویز ہے، ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب و غریب نشانیاں سن اور دیکھ رہے ہیں، میں تو ضرور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں وادیاں اور گھاٹیاں عبور کرتا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ تک رسائی حاصل کروں گا۔"

چنانچہ، وہ قافلے کے ہمراہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور مکہ مکرمہ زَاہَا اللہ شَرَفًا وَتَكْرِيْمًا کا قصد کیا۔ وہاں پہنچ کر حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے متعلق دریافت کیا، اور پھر کاشانہ اقدس کے دروازے پر دستک دی۔ جواب ملنے پر عرض کی: "ہمیں اس نو مولود ہستی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرادیں جس کے نور کی بدولت اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے موجودات کو منور فرمایا ہے اور جس کی وجہ سے اس کے آباؤ اجداد شرف والے ہو گئے ہیں۔" اس پر حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: "میں ہرگز اس ہستی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو باہر نہیں نکالوں گی کیونکہ مجھے یہودیوں کی جانب سے تکلیف پہنچائے جانے کا خطرہ ہے۔"

انہوں نے عرض کی: ”ہم نے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنے وطن سے جدائی گوارا کی، حبیبِ خدا عَزَّ وَجَلَّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال دیکھنے کے لئے اپنا دین چھوڑا اور اپنے بدنوں کو تھکاوٹ سے چور چور کر دیا۔“

حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: اگر ایسا ہے تو پھر انتظار کرو، کچھ دیر تک مزید صبر کرو، قطعاً جلد بازی سے کام نہ لو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ دیر کے لئے دروازے کے پاس سے ہٹ گئیں اور دوبارہ واپس آ کر انہیں ارشاد فرمایا: ”اندر آ جاؤ۔“ جب شمع رسالت کے پروانوں نے اجازت پا کر باریابی کا شرف حاصل کیا تو انوارِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلوے دیکھ کر نثار ہو گئے اور بے اختیار تکبیر و تہلیل کے نعرے زبانوں پر جاری ہو گئے، اور پھر جب رُخِ زیبا سے نقاب ہٹا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس سے ایسی روشنی نمودار ہوئی جس کی کرنیں آسمان تک جا پہنچیں۔ یہ دیکھ کر سب خوشی و مسرت سے بے خود ہو گئے۔ قریب تھا کہ رعب و دبدبہ سے بے ہوش ہو جاتے لیکن سنبھل گئے اور آگے بڑھ کر قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے۔

حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے ارشاد فرمایا: ”جلدی کرو کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعدہ لے رکھا ہے کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں سے چھپا کر رکھوں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شان و مرتبہ کو مخفی رکھوں۔“

وہ حبیبِ خدا عَزَّ وَجَلَّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے اس حال میں



جدا ہوئے کہ ان کے دلوں میں محبت کی آگ بھڑک رہی تھی پھر حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے خودی میں اپنا ہاتھ دل پر رکھ دیا اور کہا: مجھے واپس حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درِ دولت پر لے چلو، ان سے دوسری بار رُخِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کی زیارت کی بھیک مانگتے ہیں۔ لہذا وہ سب ان کی یہ بے قراری دیکھ کر واپس چل پڑے۔ جب حضرت سیدنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو دوڑ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین سے لپٹ گئے اور گھٹی گھٹی سانس لینے لگے اور پھر اسی حالت میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ان کی روحِ پاک کو جنت میں پہنچا دیا۔ (الروض الفائق فی النواہی و الرقائق ص ۵۷۸-۵۷۹ الفتح الغیب خرنیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الخوئی ۵۸۱)



## وَالْأَلَمِ دُکھ (دُور کرنے والے)

الم: رنج غم دکھ۔

ache ; agony ; alg ; -algo ; -anguish ; distress ;  
excruciation ; pain ; suffering ; torment

اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى ۗ - (پ 30، الصمی: 5)

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا  
کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

مفتی شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ  
رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ  
تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ وعدہ کریمہ ان نعمتوں کو بھی شامل  
ہے جو آپ کو دنیا میں عطا فرمائیں۔ کمال نفس اور علوم اولین و آخرین اور ظہور امر  
اور اعلائے دین اور وہ فتوحات جو عہد مبارک میں ہوئیں اور عہد صحابہ میں ہوئیں اور  
تا قیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و  
مغرب میں پھیل جانا اور آپ کی امت کا کھین ام ہونا اور آپ کے وہ کرامات و  
کمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزت و تکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ  
تعالیٰ نے آپ کو شفاعت عامہ و خاصہ اور مقام محمود و غیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔  
مسلم شریف کی حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں دست

مبارک اٹھا کر اُمت کے حق میں رو کر دُعا فرمائی اور عرض کیا: **اللَّهُمَّ اُمَّتِي اُمَّتِي**. اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں جا کر دریافت کرو، رونے کا کیا سبب ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ دانا ہے۔ جبریل نے حسبِ حکم حاضر ہو کر دریافت کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تمام حال بتایا اور غمِ اُمت کا اظہار فرمایا، جبریل امین نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا کہ تیرے حبیب یہ فرماتے ہیں باوجود یہ کہ وہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا، جاؤ اور میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی اُمت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔ آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کریگا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیثِ شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگار ان اُمت بخش دیئے جائیں۔ تو آیت و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مقبول اور حسبِ مرضی مبارک گنہگار ان اُمت بخشے جائیں گے۔ سبحان اللہ! کیا رُتبہ علیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقرّء بین تکلیفیں برداشت کرتے اور محنتیں اٹھاتے ہیں وہ اس حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے عطا عام کرتا ہے۔

**میں صدقے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!**

حضرت سیدنا محمد بن حَرب ہلالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں روضہ رسول پر حاضر ہو کر نذرانہ درود و سلام پیش کر رہا تھا کہ ایک اعرابی نے مزار پُر انوار پر حاضر ہو کر صلوة و سلام پیش کیا اور حضور انور، شافعِ محشر، محبوبِ رب

اکبر عَزَّ وَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اس طرح عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! جو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب - رے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(پ 5، النساء: 64)

میرے آقا و مولیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا شفیع بناتا ہوں۔

یہ کہہ کر وہ عاشقِ رسول رونے لگا اور اس کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظَمُهُ

فَقَطَابٍ مِنْ طِينِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكْمَرُ

رُوحِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُهُ

فِيهِ الْعِصْفَاءُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: (۱) اے وہ بہترین ذات جس کی مبارک ہڈیاں زمین میں دفن کی گئیں! تو ان کی عمدگی اور پاکیزگی سے میدان اور ٹیلے پاکیزہ ہو

گئے۔

(۲) میری جان فدا ہو اس قبرِ انور پر جس میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) آرام فرماہیں! جس میں پاک دامن، سخاوت اور عفو و کرم کا بیش بہا خزانہ ہے۔

وہ عاشقِ رسول ان اشعار کا تکرار کرتا رہا۔ پھر استغفار کیا، گناہوں کی معافی مانگی اور روتا ہوا واپس چلا گیا۔ محمد بن حرب ہمدانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: اس کے جاتے ہی میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُس اعرابی سے ملو اور اسے خوشخبری دناؤ کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے میری شفا ریش کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔

(عیون الحکایات ص ۷۳ ۱۲۷۴ امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ لقوی المتوفی ۵۹۷ھ)

غمگین کے غم دور

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک پڑھنے کے فضائل میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت کا بیٹا تھا جو بہت گناہگار تھا۔ وہ اس کو نیکی کا حکم دیتی، بے حیائی اور برے کاموں سے منع کرتی (لیکن وہ باز نہ آتا) آخر کار تقدیر اس پر غالب آئی اور وہ گناہوں کی حالت میں مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت صدمہ ہوا کہ اس کا بیٹا توبہ کئے مر گیا۔ اس نے تمنا کی کہ اسے خواب میں دیکھے۔ ایک دفعہ اس نے خواب میں اپنے بیٹے کو عذاب میں مبتلا دیکھا تو وہ مزید غمگین ہو گئی۔ جب کچھ مدت کے بعد اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو دیکھا تو اس کی حالت اچھی تھی اور وہ خوش و خرم تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے اس حالت کے متعلق پوچھا کہ اے میرے بیٹے! میں نے تجھے عذاب میں مبتلا دیکھا تھا، یہ مرتبہ و مقام کیسے ملا؟ تو اس نے جواب دیا:

اے میری ماں! ایک گنہگار شخص ہمارے قبرستان سے گزرا، اس نے قبروں کی طرف دیکھا اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق غور و فکر کیا۔ مردوں سے نصیحت حاصل کی، اپنی لغزش پر رویا اور اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کی کہ اب وہ کبھی گناہوں کی طرف نہ پلٹے گا۔ تو اس کی توبہ سے آسمان کے فرشتے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے: سُبْحَانَ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ! اس شخص نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ کیا ہی خوب صلح کی ہے۔ جب اس نے سچی توبہ کر لی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس کی توبہ قبول فرمائی، پھر اس نے کچھ قرآن حکیم پڑھا اور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بیس مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اور اس کا ثواب ہم سب قبرستان والوں کو پہنچایا۔ اس کا ثواب ہم پر تقسیم کیا گیا تو مجھے بھی اس سے کئی ملی جس کے سبب اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے بخش دیا اور مجھے وہ مقام عطا کیا گیا جو آپ ملاحظہ فرما رہی ہیں۔ اے امی جان! یاد رکھے! حضور نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھنا دلوں کا نور، گناہوں کا کفارہ اور زندوں اور مردوں کے لئے رحمت ہے۔ (الزُّمَرُ الفَائِقُ فِي النُّوَابِغِ وَالرَّكَائِقِ ص ۲۷ الفتح مغیب خزینفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ النسخۃ ۵۸۱)

### قبر میں سزا کا ایک سبب

”القول البديع“ میں نقل ہے، حضرت سپدنا ابو بکر شبلی بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: میں نے اپنے مرحوم پڑوسی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا، مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟ یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ وہ بولا: میں سخت ہولنا کیوں سے دوچار ہوا، منکر نکیر کے سوالات کے جوابات بھی مجھ سے نہیں بن پڑ رہے تھے، میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا! اتنے میں آواز آئی: ”دنیا میں زبان کے غیر ضروری استعمال کی وجہ سے تجھے یہ سزا دی جا رہی

ہے۔ “اب عذاب کے فرشتے میری طرف بڑھے۔ اتنے میں ایک صاحب جو  
 حُسن و جمال کے پیکر اور مُعَطَّر مُعَطَّر تھے وہ میرے اور عذاب کے درمیان حائل  
 ہو گئے۔ اور انہوں نے مجھے مُتَنَكِّر کے سُوال کے جوابات یاد دلا دیئے اور میں  
 نے اُسی طرح جوابات دے دیئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عذاب مجھ سے دُور ہوا۔  
 میں نے اُن بُرگ سے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے آپ کون  
 ہیں؟ فرمایا: تیرے کثرت کے ساتھ دُرد شریف پڑھنے کی بَرَکت سے میں پیدا ہوا  
 ہوں اور مجھے ہر مصیبت کے وقت تیری امداد پر مامور کیا گیا ہے۔

(اَلْقَوْنُ الْمَدْلُجُ ص ۲۶۰ مؤسسۃ الزیان بیروت)



## اِسْمُهُ مَكْتُوبٌ آپ (ﷺ) کا نامِ نامی لکھا گیا

موجودہ بائبیل اور ذکرِ حضورِ ختمِ الرسل ﷺ

ہم مسلمانوں کے نزدیک بلکہ خود عیسائی مصنفین کے نزدیک موجودہ بائبیل میں زبردست تحریف ہوئی (جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ) بائبیل میں تحریف کرنے والوں نے خوب من مرضی سے کام لیا۔ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کا ذکر خیر چُن چُن کر نکال دیا گیا۔ انجیل برنباس جو کہ اصل انجیل سے بہت حد تک قریب تھی، اسے ممنوعہ لٹریچر میں شامل کر دیا گیا۔ ان تمام گھناؤنی سازشوں کے باوجود موجودہ بائبیل میں بہت سی جگہوں پر حضور سرورِ عالم ﷺ کا تذکرہ موجود ہے۔

بشارت (۱): موجودہ بائبیل کے عہد نامہ جدید میں شامل کتاب متی کی انجیل، باب ۲۱، ۳۳ تا ۴۲ میں ایک تمثیل بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ”ایک شخص نے باغ لگایا اور باغبانوں کے حوالہ کر دیا، جب پھل لگ کر پک گئے، تو مالک باغ نے اپنے نوکروں کو بھیجا تا کہ وہ باغ کے پھل لائیں، مگر باغبانوں نے کسی کو تو قتل کیا، اور کسی کو پیٹا۔ مالک نے دوبارہ زیادہ نوکر بھیجے، ان سے بھی یہی سلوک ہوا۔ آخر کار مالک نے اپنا پیٹا بھیجا کہ شاید اسی کا لحاظ کریں گے، مگر انہوں نے بیٹے کو بھی قتل کر دیا (پھر سوال کیا کہ) بتاؤ مالک باغبانوں سے کیا سلوک کرے گا؟ لوگوں نے کہا کہ باغبانوں کو ہلاک کر دے گا، اور اپنا باغ واپس لے کر ان لوگوں کو دے دے گا، جو اُسے اُس کا پھل دیں گے۔“ تب



عیسیٰ علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: ”اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اُس قوم کو جو اس کے پھل لائے گی، دے دی جائے گی۔“ (باب ۲۱: ۴۳)

باوجود تحریف کے اس مثال میں بنی اسرائیلیوں کو یہ سمجھایا گیا کہ اے بنی اسرائیلیو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر نبوت و رسالت رکھی، تمہیں معزز بنایا، انعامات سے نوازا، مگر تم نے نافرمانی کی، تم میں سے اکثر نے بعض انبیاء کا انکار کیا اور بعض کو شہید کیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب اے بھیجا اور تم مجھے بھی قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔<sup>۲</sup> ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس فرمان کے مطابق بنی اسرائیل سے عزت و شرافت جاتی رہی اور اُن پر ذلت و مسکینی مسلط فرمادی گئی۔<sup>۳</sup> اور خاندان بنی اسماعیل سے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہو گئی۔ اور یہ ہی وہ مبارک نبی اور مبارک امت ہے جو اس باغ کے صحیح رکھوالے بنے۔ اب مسیحی حضرات ذرا غور فرمائیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کی تشریف آوری کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے ہی

۱۔ عیسائیوں نے بزعمِ باطل ان کو خدا تعالیٰ کا بیٹا سمجھ لیا (معاذ اللہ)۔

۲۔ اور عیسائی عقیدہ کے مطابق قتل کر بھی دیا۔

۳۔ قرآن پاک نے یوں ارشاد فرمایا: ”وَوَطِّئَتْ عَلَيْنَهُمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ

مِنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰنِيبِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّنَّ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ

بِمَا عَصَوْا وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ“ (۶۱:۲) اور اُن (بنی اسرائیل) پر ذلت و خواری اور ناداری

مقرر کر دی گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہیں۔ یہ (سزا اُن کو) اس لیے دی گئی کہ

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا اور انبیاء علیہم السلام کو بلاوجہ شہید کیا (اور یہ سزا) اس

لیے بھی کہ انہوں نے (یعنی بنی اسرائیل نے) نافرمانی کی اور حد سے بڑھ گئے۔“

اشارہ فرمادیا تھا، انکار کر کے کیا خود ہی عیسیٰ علیہ السلام ہی کے منکر نہیں ہو گئے؟ اگر ان کا خدا تعالیٰ پر یقین تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو سچا خیال کرتے تھے، تو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے۔ اس نبی آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیوں کیا؟ چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے ہی سے خبر رکھنے والے اہل کتاب ان لوگوں میں فوراً شامل ہو جاتے کہ جن کو اب باغ کا رکھوالا بنایا گیا اور ان لوگوں سے اظہارِ نفرت کرتے کہ جنہوں نے اس باغ کے مالک کو غصہ دلایا۔ اس کے فرستادہ لوگوں کو مارا پیٹا اور قتل کیا، مگر افسوس کہ ضد بازی نے اکثر حضرات کو حقائق سے چشم پوشی پر مجبور کر دیا۔

بشارت (۲): یوحنا کی انجیل میں ہے: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق) اور ”یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلیم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اُس نے اقرار کیا، انکار نہ کیا، بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا: پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں ہوں۔ (پھر پوچھا:) کیا تو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا: پھر تو ہے کون؟ تا کہ ہم اپنے بھیجنے والے کو جواب دیں، تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: میں جیسا۔ یسعیاہ۔ نبی نے کہا: بیابان میں ایک پکارنے والی کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو، یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اس سے سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے، نہ ایلیاہ، نہ وہ نبی تو پھر ہتسمہ کیوں دیتا ہے؟“ (باب ۱، آیت ۱۹ تا ۲۵)

ہم نے یہ طویل عبارت اس لیے نقل کی کہ کوئی ماند یہ نہ کہہ سکے کہ محض کسی آیت کا کوئی تراشہ لے کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہمیں اس عبارت سے یہ ثابت کرنا ہے کہ اہل کتاب کو جن مبارک ہستیوں کی آمد کا انتظار تھا، ان میں حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) حضرت ایلیاہ (علیہ السلام) اور ایک ”نبی“

شامل ہیں۔ اسی لیے یروشلم سے آنے والے یہودیوں کے نمائندوں نے حضرت یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) سے سوال کیا کہ تم ایلیا (علیہ السلام) ہو یا مسیح (علیہ السلام) ہو یا پھر وہ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیا مسیحی حضرات یہ بتائیں گے کہ وہ نبی کہ جس کا تذکرہ یہودیوں میں اکثر ہوتا تھا، کون ہستی تھی؟ یقیناً یقیناً اس برگزیدہ نبی سے مراد ذاتِ بابرکات ستودہ صفات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے ورنہ ان کے سوا کوئی بھی نبی نہیں کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا ہو اور پہلی کتب سماوی اور اُمم سابقہ میں اُس کا اتنا چرچا ہو۔ قرآن پاک سورہ بقرہ آیت: ۸۹ میں ہے: ”وَلَمَّا جَاءَهُمْ..... الخ“ (ترجمہ) ”اور جب ان (اہل کتاب) کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن پاک) آئی کہ جو ان (اہل کتاب) کے ساتھ والی کتابوں (توراة و انجیل) کی تصدیق فرمانے والی ہے اور اس سے قبل وہ اسی کے وسیلے سے کافروں کے مقابلہ میں کامیابی مانگا کرتے تھے، تو جب ان کے جانے پہچانے نبی (حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے تو ان (اہل کتاب) سے اس (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کر دیا۔ ا۔ پس اللہ تعالیٰ کی کافروں پر لعنت ہو۔“ (۸۹:۲)

۱۔ حافظ ابی نعیم محمود بن لبید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد بن سلمہ نے بیان کیا کہ بنی اہبل میں ایک یوشع نامی یہودی تھا، اُس وقت میں بچہ تھا وہ یہودی اکثر کہا کرتا تھا کہ ایک نبی کی آمد کا زمانہ قریب ہے۔ وہ ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتا کہ وہ نبی اس گھر میں پیدا ہوگا جو اسے پائے ایمان لے آئے۔ (ایک دوسری روایت میں ہے کہ یوشع کہتا تھا کہ ہم اہل کتاب ان پر ایمان لا کر قوت سے غیر اہل کتاب کو شرب سے نکال دیں گے، اسی لیے انصار مدینہ عقیہ اولیٰ اور ثانی میں بیعت کر کے شرف ایمان سے مشرف ہو گئے تھے کہ انہوں نے یہودیوں سے عن رکھا تھا) محمد بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لے آئے، مگر یوشع نے صند اور حسد کی بناء پر (کہ یہ نبی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل میں کیوں ہے؟) انکار کر دیا۔ (خصائص کبریٰ)

بشارت (۳): یوحنا کی انجیل باب ۱۴ میں ہے: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:)"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔" (آیت ۱۵:۱۶)

۱۹۳۱ء میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور کی چھپی ہوئی یوحنا کی انجیل باب ۱۴ آیت ۱۶ میں مذکورہ آیت میں لفظ "مددگار" پر حاشیہ ہے اور اس کا معنی شفیع یا وکیل درج کیا گیا ہے (خزائن العرفان ونور العرفان زیر آیت ۷:۱۵) لیکن جس انجیل سے ہم نے مذکورہ حوالہ نقل کیا ہے یہ "پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور" کی طرف سے ۱۹۵۹ء میں شائع کی گئی ہے اس میں حاشیہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اس سے عیسائی مشنری کی ذہنیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جبکہ یہ ہی لفظ جس کا ترجمہ اردو میں "مددگار" تحریر کیا گیا ہے یونانی زبان میں "پریقلیطوس" PARICLYTOS ہے۔ جس کا لفظی معنی ہے: "بہت سراہا" ہوا اور عربی زبان میں اس کا ترجمہ "احمد" بتا ہے، لیکن عیسائی پادریوں نے موجودہ یونانی نسخوں میں اس لفظ کو تبدیل کر کے پاراقلیطوس PARACLETOS بنا دیا۔ اس کا ترجمہ انگریزی میں کمفرٹر اور اردو میں "تسلی دینے والا" درج کیے گئے اور اب اس کا معنی "مددگار" تحریر کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صاف لفظی تحریف ہے جو کہ ذکر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹانے کی مکروہ سازش ہے حالانکہ "جروم" جس نے چوتھی صدی مسیحی میں انجیل کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا اس نے لفظ زیر بحث کو لاطینی میں "پیرقلی طاس" لکھا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اصلی نسخہ جو کہ جروم کے پاس تھا "پریقلیطوس" تھا نہ کہ "پاراقلیطوس" اسی طرح انجیل "برنباس" میں بھی "پریقلیطوس" ہی ہے۔

(بحوالہ سیرت رسول عربی از علامہ نور بخش تولکی)

بشارت (۴): ”میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن (وہ) مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب کچھ سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تمہیں کہا، وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔

(ب ۱۳-۲۶۲)

اس آیت کریمہ میں عیسائی علماء نے کچھ الفاظ کی کمی بیشی اور تبدیلی کر کے انجیل کے عام قاری کے لیے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ اُس آنے والی ہستی سے مراد ”روح القدس یا خود عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں“ حالانکہ اسی باب ۱۳ کی ۲۹ اور ۳۰ نمبر آیات اس خیال کی تردید کرتی ہیں۔ ان میں ہے۔

بشارت (۵): ”اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب وہ ہو جائے، تو تم یقین کرو۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا، کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔

(ب ۱۳-۳۰، ۲۹)

انجیل کی اس آیت میں کتنے واضح ترین انداز میں اعلان کر دیا گیا کہ آنے والی ہستی دنیا کا سردار یعنی ”سید عالم“ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے روح القدس مراد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ وہ خود عیسائیوں کے نزدیک بھی ایک انسان کی طرح انسانوں میں نہیں رہا۔ اس کی زندگی کے روز و شب انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ نہیں ہو سکتے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی ہرگز ہرگز اس سے مراد نہیں، کیونکہ ایک تو وہ خود اسی آیت میں فرماتے ہیں: ”اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔“ اور دوسری جگہ موجودہ انجیل نے حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا: ”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“ (متی کی انجیل، ب ۱۵: ۲۴) ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی امت دعوت بھی صرف بنی اسرائیل اے۔ ہیں جبکہ جس ہستی کی تشریف آوری کی خبر دی گئی ہے وہ ”دنیا کا سردار ہے“ لہذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس دنیا کے سردار سے مراد حضور سید عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ ہی ہے۔ خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ”قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور یہ فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور (میں) فخر نہیں (کرتا) آدم اور ان کے علاوہ تمام نبی (علیہم السلام) میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں پہلا ہوں گا کہ جس کی قبر شق ہوگی اور (میں) کوئی فخر (تکبر) کی بات (نہیں کر رہا)۔“ (رواہ ترمذی عن ابی سعید)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو میں سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا ہوں گا۔ جب وہ آئیں گے میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ چپ ہوں گے میں ان کا خطیب ہوں گا۔ جب وہ روک دیئے جائیں گے میں ان کا سفارش کرنے والا ہوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں گا۔ کرامت اور جنت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے ہاں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ مکرم ہوں۔“

۱۔ پتہ چلا کہ کوئی عیسائی غیر اسرائیلی کو اپنے دین کی دعوت نہیں دے سکتا۔ اگر وہ دعوت دے گا تو اپنے نبی کی مخالفت کرے گا۔ دعوت تو درکناز موجودہ انجیل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے غیر اسرائیلی عورت جو کہ روتی ہوئی ان کے حضور دُعا کروانے آئی تھی اور اُس کی سفارش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں نے بھی کی تھی یہ کہہ کر اُس کے حق میں دعا کرنے سے انکار کر دیا: ”میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھینڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“ زیادہ اصرار پر جو فرمایا اُس کا مفہوم ہے کہ غیر اسرائیلی کے حق میں دعا کرنا گویا بچوں سے روٹی چھین کر کتوں کے آگے ڈالنا ہے۔ (متی ۱۵-۲۳، ۲۵)

میرے گرداگرد اس روز ہزار (ہا) خادم ہوں گے (خوبصورتی میں) وہ گویا چھپے ہوئے (یعنی بے عیب) انڈے یا بکھرے ہوئے لُوْلُو یعنی موتی ہیں۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

یہ حقیقت ناقابلِ تردید ہے حضورِ خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی بھی نبی نے پوری دنیا (یعنی قیامت تک آنے والے تمام افراد) کی طرف نبی مبعوث ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جبکہ نبی آخر الزماں سلطانِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے پوری انسانیت کی طرف بھیجے گئے۔ انجیل کی مذکورہ بشارت کی شہادت قرآن پاک میں یوں ملتی ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: (ترجمہ) (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دامت اہلنا ابدا) ”فرمادو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف بھیجا ہوا (رسول) ہوں، وہ (اللہ تعالیٰ کہ) جس کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہی ہے۔“ (سورۃ اعراف، آیت: ۱۸۵)

دوسری جگہ ارشاد ہوا: (ترجمہ) ”بڑی برکت والا ہے وہ (اللہ تعالیٰ) کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسانے والا ہے۔“

(سورۃ الفرقان، آیت: ۱۰)

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رحمت کا اظہار تیسری جگہ اس طرح فرمایا گیا: (ترجمہ) ”اور ہم نے (اے پیارے محبوب علیک الصلوٰۃ والسلام!) تمہیں نہیں بھیجا، مگر سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔“ (الانبیاء، آیت: ۱۰۷)

مذکورہ بالا آیات قرآنی اور انہی کی مثل دوسری آیات اس بات کی کھلی شہادت دیتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرداری، نبوت اور رحمت کسی ایک مخصوص وقت، علاقے یا قوم کے لیے نہیں، بلکہ پوری کائنات کے لیے ہے، کیونکہ پچھلی دونوں آیات مبارکہ میں لفظ الغلیمین اس بات کا متقاضی ہے کہ اس سے بلا تعین وقت

دوم پوری کائنات مراد لی جائے۔

بشارت (۶): یوحنا کی انجیل، باب ۱۵ میں ہے: ”لیکن جب وہ ”مددگار“ آئے گا، جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا، یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے، تو وہ میری گواہی دے گا۔“ (ب ۱۵-۲۶)

الفاظ کے تغیر و تبدل اور کمی بیشی کے باوجود مذکورہ بالا آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے بعد میں آنے والے ایسے برگزیدہ نبی کی خوش خبری دی کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی گواہی دے گا۔

بھلا اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ کی (عیسائیوں کے سوا) عام لوگوں کی نظر میں جو قدر و منزلت تھی، اسے دنیا جانتی ہے۔ بدبخت یہودیوں نے ہر بڑے سے بڑا بہتان حضرت عیسیٰ اور آپ کی والدہ ماجدہ پر لگایا، لیکن جب بعثتِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی راست بازی اور حضرت مریم سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی پاک دامنی کا ڈنکا پوری دنیا میں بجنے لگا، یعنی جہاں جہاں بھی مسلمان گئے اور قرآن پاک کی تلاوت ہوئی، وہاں وہاں حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی راست بازی و پاک دامنی کا اعلان بھی ساتھ ساتھ ہوا۔ آخر کوئی تو وجہ تھی کہ جب حضرت نجاشی شاہِ حبش (جو کہ عیسائی مذہب رکھتے تھے) کے سامنے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ مریم کی تلاوت فرمائی، تو وہ اتنے متاثر ہوئے کہ حضرت نجاشی بمعہ ان پادریوں کے جو کہ اس دربار میں موجود تھے، رونے لگے اور کہنے لگے: خدا تعالیٰ کی قسم! یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ دونوں ایک ہی مشکوٰۃ سے نکلے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور یہ ہی



وہ مبارک ہستی ہے کہ جن کی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے بشارت دی ہے۔

(مدارج النبوة جلد ۲)

یقیناً قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ اور آپ کی والدہ علیہما السلام کی عظمت و عصمت کی گواہی جس احسن پیرائے میں دی پوری دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بشارت (۷): یوحنا کی انجیل باب ۱۶ میں ہے: ”لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں، تو وہ ”مددگار“ تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر جاؤں گا، تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارہ میں قصور وار ٹھہرائے گا۔“

(ب ۱۶-۷، ۸)

قرآن کریم نے انجیل کی اس بشارت کی گواہی ان الفاظ میں دی:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ بَيْنَ يَدَيْ إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (۶۱-۶۲)

اور (یاد کرو کہ) جب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے فرمایا: اے بنی اسرائیل! میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تمہاری طرف (میں) تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی، توراہ اور (میں) خوشخبری سناتا ہوں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اُن کا اسم گرامی احمد ہوگا۔

یوحنا کی انجیل کی مذکورہ بالا آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ ”میں جاؤں گا“ تو تب وہ تشریف لائے گا“ قابل غور ہے ظاہر ہے کہ تشریف

لانے والی ہستی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر تشریف لے جانے کے بعد آئے گی اور یہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق (معاذ اللہ) تین دن تک مراد رہے والا یسوع نہیں بلکہ یہ کوئی اور ہی ہستی ہے۔

”انجیل یوحنا“ کے اس باب کی ۸ آیت کہ ”وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارہ میں قصور وار ٹھہرائے گا۔“ تاریخ عالم کے ان واقعات و حالات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جن حالات و واقعات کے دوران اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ ہوئی۔ اس وقت اہل دنیا عموماً اور اہل عرب خصوصاً جہالت و گمراہی کے جس چاہ مذلت میں گرے ہوئے تھے اُس کے محض تذکرہ ہی انسانیت لرز اٹھتی ہے۔ (سیرت امام الانبیاء ص ۱۹۴-۲۰۳)

### اسماء مبارکہ

عرب کا مشہور مقولہ ہے کہ ”كَثْرَةُ الْأَسْمَاءِ تَدُلُّ عَلَى شَرَفِ الْمَسْمُومِ“ یعنی کسی چیز کے ناموں کا بہت زیادہ ہونا اس بات کی دلیل ہوا کرتی ہے کہ وہ چیز عزت و شرف والی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چونکہ خلاق عالم جل جلالہ نے اس قدر اعزاز و اکرام اور عزت و شرف سے سرفراز فرمایا ہے کہ آپ امام النبیین، سید المرسلین، محبوب رب العالمین عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ اور القاب بہت زیادہ ہیں۔

(المواہب اللدیۃ و شرح الزرقانی، باب فی ذکر اسماء الشریفۃ... الخ، ج ۴، ص ۱۶۱)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں (۱) ”محمد“ و (۲) ”احمد“ ہوں اور میں (۳) ”حاجی“ ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری وجہ سے کفر کو مٹاتا ہے اور میں (۴) ”حاشر“ ہوں کہ میرے قدموں پر سب لوگوں کا حشر ہوگا اور (۵) ”عاقب“ ہوں۔

(یعنی سب سے آخری نبی)

(صحیح البخاری، کتاب السائب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۳۲، ج ۲، ص ۲۸۳)

قرآن مجید میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے القاب و اسماء بہت زیادہ تعداد میں مذکور ہیں۔ چنانچہ بعض علماء کرام نے فرمایا کہ خداوند قدوس کے ناموں کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھی ننانوے نام اور علامہ ابن دحیہ نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان تمام ناموں کو شمار کیا جائے جو قرآن و حدیث اور اگلی کتابوں میں مذکور ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناموں کی گنتی تین سو تک پہنچتی ہے اور بعض صوفیاء کرام کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک ہزار نام ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناموں کی تعداد بھی ایک ہزار ہے۔ (المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب فی ذکر اسماء الشریفہ... الخ، ج ۳، ص ۱۶۹)

بہر حال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اسماء مبارکہ میں سے دو نام سب سے زیادہ مشہور ہیں ایک ”محمد“ دوسرا ”احمد“ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ”محمد“ رکھا اور اسی نام پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عقیقہ کیا جب لوگوں نے پوچھا کہ اے عبدالمطلب! آپ نے اپنے پوتے کا نام ”محمد“ کیوں رکھا آپ کے آباء و اجداد میں کسی کا بھی یہ نام نہیں رہا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس نیت سے اور اس امید پر اس بچے کا نام ”محمد“ رکھا ہے کہ تمام روئے زمین کے لوگ اس کی تعریف کریں گے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے یہ کہا کہ میں نے اس امید پر ”محمد“ نام رکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی تعریف فرمائے گا اور زمین میں خدا کی تمام مخلوق اس کی تعریف کرے گی، اور حضرت عبدالمطلب کی اس نیت اور امید کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ میری پیٹھ سے ایک

چاندی کی زنجیر نکلی جس کا ایک کنارہ زمین میں ہے اور ایک سرا آسمان کو چھو رہا ہے اور تمام مشرق و مغرب کے انسان اس زنجیر سے چمٹے ہوئے ہیں حضرت عبدالمطلب نے جب قریش کے کاہنوں سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ اے عبدالمطلب! آپ کی نسل سے عنقریب ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ تمام اہل مشرق و مغرب اس کی پیروی کریں گے اور تمام آسمان و زمین والے اس کی مدح و ثنا کا خطبہ پڑھیں گے۔

(المواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی، باب فی ذکر اسماء الشریفۃ... الخ، ج ۳، ص ۱۶۱، ۱۶۲)

اور بعض کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ”محمد“ رکھا ہے کیونکہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے شکم مبارک میں رونق افروز تھے تو انہوں نے خواب میں ایک فرشتہ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ اے آمنہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے جہان کے سردار تمہارے شکم میں تشریف فرما ہیں جب یہ پیدا ہوں تو تم ان کا نام ”محمد“ رکھنا۔

(المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب فی ذکر اسماء... الخ، ج ۳، ص ۱۶۱، ۱۶۲ ملحقاً)

ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے اور حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خوابوں کی وجہ سے دونوں نے باہمی مشورہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ”محمد“ رکھا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”محمد“ کے نام سے ذکر فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ”احمد“ کے نام سے تمام زندگی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر جمیل کا ڈنکا بجاتے رہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ  
وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (پ ۲۸، القف: ۶) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ خوشخبری سناتے ہوئے تشریف لائے تھے کہ میرے بعد ایک

رسول تشریف لانے والے ہیں جن کا نامِ نامی واسمِ گرامی "احمد" ہے۔

نام بلند کیا گیا

وَدَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ سورہ الم نشرح: ۴

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

مفسرِ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزان العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل سے اس آیت کو دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں، منبروں پر، خطبوں میں۔ تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بے کار وہ کافر ہی رہے گا۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا ہر خطیب ہر تشہد پڑھنے والا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے ساتھ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ پکارتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرحبت، پروانہ شمع رسالت، مجتہد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں: ذکر حضور سیدالمجوہرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان

وہم ورجان ہے ان کا ذکر بعینہ ذکر رحمن ہے۔

قال تعالیٰ ورفعنالك ذكرك۔ (القرآن الکریم ۹۴/۴)

اے حبیب! ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔

حدیث میں ہے: اس آیہ کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے:

اتدری کیف رفعت لك ذكرك۔

کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی: اللہ اعلم (اللہ تعالیٰ خوب

جانتا ہے۔)

ارشاد ہوا:

جعلتك ذكرا من ذكري اے محبوب! میں نے تمہیں اپنی

فمن ذكرك فقد ذكرتی۔ یاد میں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا

ذکر کیا بیشک اس نے میرا ذکر کیا۔

(الشفاء جعفر بن عقیق المصطفیٰ الباب الاول الفصل الاول المطبعة الشركة الصحافیه مصر ۱/۱۵)

اور ماہ ربیع الاول شریف اس کے لئے زیادہ مناسب، جیسے دور قرآن و ختم

قرآن کے لئے ماہ رمضان کہ اسی مہینے میں اترا،

شهر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ (القرآن الکریم ۲/۱۸۵)

ماہ رمضان شریف وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔

یہاں اس عالم میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رونق افروز ہونا ماہ

ربیع الاول میں ہوا ولہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز جان افروز دو شنبہ کو

روزہ شکر کے لئے خاص فرماتے اور اس کی وجہ یوں ارشاد فرماتے کہ فیہ ولدت  
وفیہ انزل علیّ ۲۔ (اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر کتاب اُتری۔ یہ  
تخصیصات بوجہ مناسبات ہیں تو اُن پر طعن جہل ہے بلا مناسبت تخصیص کو تو فرمایا گیا  
صوم یوم السبت لالک ولا علیک ۳۔ یعنی روزہ کے لئے روزِ شنبہ کی  
تخصیص نہ تجھے نافع نہ مضر،

(۲۔ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی قتادة الانصاری المکتب الاسلامی بیروت ۵ / ۲۹۷،

(۳۔ مسند احمد بن حنبل حدیث الصماء بن بسر المکتب الاسلامی بیروت ۶ / ۳۶۸)

تو مناسباتِ جلیلہ کے باعث تخصیص پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے ہاں تخصیص بمعنی  
توقف کہ اوروں ہو ہی نہ سکے یا بمعنی وجوب شرعی کہ اس دن ہونا شرعاً لازم اور  
دوسرے دن ناجائز ہو ضرور باطل ہے مگر وہ ہرگز کسی کے ذہن میں نہیں کوئی جاہل سا  
جاہل بھی ایسا خیال نہیں کرتا و لکن الوہابیة قوم لا یعلمون (وہابی ایسے لوگ  
ہیں جو کچھ نہیں جانتے۔) یہی حال یازدہم و دوازدہم و توارخ وصال محبوبان  
ذوالجلال کا ہے اور اوقاتِ فاضلہ میں تکثیر اعمالِ صالحہ بلاشبہ مطلوب و مندوب ہے  
جس پر قرآن عظیم و احادیث کثیرہ ناطق ان من افضل ایامکم الجمعة  
فاکثروا فیہا من الصلوٰۃ علیّ ۱۔ (بلاشبہ تمہارے ہفتہ کے تمام دنوں میں سے  
سب سے افضل دن روزِ جمعہ ہے،

(۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریح ابواب الجمعة آفتاب عالم پریس لاہور ۱ / ۱۵۰)

لہذا اس دن سب دنوں سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھو۔ (ت) درودِ خوانی  
و تلاوتِ قرآن مجید و اطعامِ طعام و صدقات و مبرات کی خوبیاں ضروریاتِ دین سے  
ہیں محتاجِ بیان نہیں اور شیرینی کی تخصیص میں فوائدِ عدیدہ ہیں، ایک تو یہ کہ قلب  
المؤمن حلو یحب الحلو مسلمان کا دل میٹھا ہے مٹھاس کو دوست رکھتا ہے۔

دوم: وہ روزانہ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں آتی وکل جدید لذیذ  
ومن وافق من اخیه شهوة غفر له (ہر نئی چیز ذائقہ دار ہوتی ہے اور جو کوئی اپنے  
بھائی سے اس کی چاہت میں موافقت کرے تو اس کے گناہ بخش دئے گئے۔)  
سوم: حسب عرف اغنیا کو بھی اس کے لینے میں باک نہیں ہوتا بخلاف اس  
کے کہ روٹی بانٹی جائے۔

چہارم: جو چیز محبوبان خدا سے منتسب ہو جائے سزاوار تعظیم ہو جاتی ہے،  
شیرینی اس کے لئے زیادہ مناسب کہ اس میں چیز پھینکنے کی نہیں ہوتی۔ نعت شریف  
ذکر اقدس ہے اور اس کا خوشی الحانی سے ہونا مورث زیادت شوق و محبت۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب اللدنیہ شریف میں تصریح فرمائی کہ  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح شریف الحان خوش کے ساتھ سننا محبت حضور  
کو ترقی دیتا ہے اے، اور ولادت اقدس پر اظہار فرحت و سرور خود نص قرآن سے مامور۔  
(۱) المواہب اللدنیہ المقصد السابع محبة ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۲-۳۱۱)

قال الله تعالى:

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا ۲۱۔

(القرآن الکریم ۱۰/۵۸)

تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت چاہئے کہ اسی پر فرحت و سرور کریں۔  
انسان العیون میں ہے: بعض صالحین خواب میں زیارت جمال اقدس سے  
مشفرف ہوئے عرض کی یا رسول اللہ! یہ جو لوگ ولادت حضور کی خوشی کرتے ہیں، فرمایا:

مَنْ فَرَّحَ بِنَا فَرَّحْنَا بِهِ۔ (انسان العیون)

جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ص ۵۵ ج ۲۳ رضافاؤنڈیشن لاہور)



## مَشْفُوعٌ

### قبول شفاعت

مَشْفُوعٌ: (اسم) مَشْفُوعٌ: اسم المفعول من شَفَعَ شَفَعًا: (فعل) شَفَعَ / شَفَعَ فِي يَشْفَعُ، شُفْعَةً، فهو شافع، والمفعول مَشْفُوعٌ شَفَعَ الْعَدَدُ: صَيَّرَهُ زَوْجًا

علامہ سعید احمد کاظمی فرماتے ہیں: کہ صاحب درود تاج نے اسم مبارک کو مشفوع کہا ہے جو الشفع سے ماخوذ ہے الشفع کے معنی ہیں کسی چیز کی طرف اس کی مثل کو ملانا اور طاق کو جفت کرنا۔

وَالشَّفَعِ وَالْوَثْرِ ۝

اور جفت اور طاق کی۔

میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر

وَدَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولینا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل سے اس آیت کو دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں، منبروں پر، خطبوں میں۔ تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی

عبادت کرے ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بے کار وہ کافر ہی رہے گا۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا ہر خطیب ہر تشہد پڑھنے والا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پکارتا ہے۔ (خوابن البرقان)

### نام کی بلندی

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار و جبار جل جلالہ، سے لڑائی نہ باندھ، وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا تھا یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چہ چاہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہ ہوگا،

(القرآن الکریم ۹۳/۴)

آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے، مؤذن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے مناہر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے۔ اشجار و احجار، آہو و سوسار و دیگر جاندار و اطفال شیر خوار و معبودان کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بہ زبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے، چار اکناف عالم میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا غلغلہ ہوگا، جزا شقیائے ازل ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہوگا، مسلمان ملاء اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا ادھر تمہارے محمود درود مسعود کا حکم دوں گا۔ عرش و کرسی، ہفت اوراق سرودہ، قصور جنات، جہاں پر اللہ لکھوں گا۔ محمد رسول اللہ بھی تحریر فرماؤں گا، اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں۔ جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح

و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اٹھے گی۔ ایک عالم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری تنقیص شان اور محو فضال میں مشغول ہو تو میں قادر مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا۔ آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صد ہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہل ایمان اس بلند آواز سے ان کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کرے بے ساختہ پکار اٹھے۔ لاکھوں بے دینوں نے ان کے محو فضائل پر کمر باندھی، مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور ان کی خوبی روز بروز مترقی رہی، پھر اپنے مقصود سے تو یاس و ناامیدی کر لینا مناسب ہے ورنہ برب کعبہ ان کا کچھ نقصان نہیں، بالآخر ایک دن تو نہیں، تیرا ایمان نہیں۔



## سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب و عجم کے سردار ہیں

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے اُمی، ہادی، قریشی رسول حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رسالت عطا فرما کر تمام عرب و عجم اور جن و انس کی طرف بھیجا پس آپ کی شریعت کے ذریعے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا سوائے ان باتوں کے جنہیں باقی رکھا گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت بخشی اور آپ کو تمام انسانوں کا سردار بنایا اور توحید یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی کو اس وقت تک قبول نہ فرمایا جب تک اس کے ساتھ شہادت رسالت یعنی مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ملا ہو نہ ہو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دُنوی و اُخروی امور کے بارے میں جو کچھ بتایا ان سب کی تصدیق مخلوق پر لازم فرمائی۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المزئبت، پروانہ شمع رسالت، مجتہد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں نبی کریم، روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے:

أَمْتَلَاتِ الْأَرْضَ مِنْ زَمِينٍ بَهْرَگَنِي أَحْمَدَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

تَحْمِيدِ أَحْمَدَ وَتَقْدِيسِهِ، وَمَلِكِ وَسَلَّمَ كِي حَمْدِ اور اس كِي پاكي كے بيان سے،  
الْأَرْضِ وَرِقَابِ الْأُمَمِ۔ احمد مالک هو اتمام زمين اور سب امتوں  
كي گردنوں كا، صلى الله تعالى عليه وآله  
واصحابه وسلم۔

(تحفة اثنا عشرية باب ششم در بحث نبوت و ايمان انبياء عليهم الصلوٰة والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹)

مسند احمد و شرح معانی الآثار میں مَالِكِ النَّائِسِ اے ہے اور زوائد مسند نیز  
ثلثہ متصلہ کی روایت سے بعض نسخ میں يَامَلِكِ النَّائِسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ ۲۔ یعنی  
اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزاء دہندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد کو سن کر حاجت روائی فرمائی، پر ظاہر کہ  
آدمیوں اور امتوں میں سلاطین و غیر سلاطین سب داخل ہیں۔

(۱۔ مسند احمد بن حنبل از مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۰۱) (شرح  
معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الشراعیج ۱۱۱۱ سعید کمپنی کراچی ۲/۳۱۰) (۲۔ مسند ابو یعلیٰ حدیث  
۶۸۳۶ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۶/۲۳۰) (مجمع الزوائد بحوالہ عبد اللہ بن احمد کتاب النکاح ۴/۲۳۱  
و کتاب الادب باب جواز الشراعیج ۸/۱۲۷)

جب حضور تمام آدمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ، تمام امتوں کی  
گردنوں کے مالک ہیں تو بلاشبہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک تمام سلاطین کے بھی  
بادشاہ تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے، مَلِكِ النَّائِسِ کا نسخہ تو عین  
مدعا ہے اور مَالِكِ النَّائِسِ اس سے بھی اعظم و اعلیٰ ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم  
ہوتا ہے ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم آیت  
و حدیث جلیل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں۔ و اللہ الحمد۔

زمخشری معزلی نے کشاف سورہ ہود میں زیر قولہ تعالیٰ و انت احکم الحاکمین اقصیٰ

القضاة پر اعتراض کیا۔ امام ابن المنیر سنی نے انتصاف میں اس کا رد فرمایا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا:

اقضاکم علی۔  
علی رضی اللہ عنہ تم سب سے زیادہ  
فصلے کر نیوالے ہیں۔

(فیض القدر بحوالہ ابن المنیر تحت حدیث ۳۰۳ در المعرفة بیروت ۱/ ۲۲۰) (فتاویٰ رضویہ

شریف ص ۳۶۳ ج ۲۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

### جسم مقدس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا رنگ گورا سپید تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کا مقدس بدن چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہے۔

(الشمائل الحمدیہ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۱، ص ۲۴، ۲۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک نہایت نرم و نازک تھا۔ میں نے دیا و حریر (ریشمیں کپڑوں) کو بھی آپ کے بدن سے زیادہ نرم و نازک نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۶۱، ج ۲، ص ۳۸۹)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادمانی و مسرت کو پہچان لیتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۵۶، ج ۲، ص ۳۸۸)

آپ کے رُخِ انور پر پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح ڈھلکتے تھے اور اس میں مشک و عنبر سے بڑھ کر خوشبو رہتی تھی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت بی بی امِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک چمڑے کا بستر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بچھا دیتی تھیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر دو پہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے تو آپ کے جسم اطہر کے پسینے کو وہ ایک شیشی میں جمع فرمالتی تھیں پھر اس کو اپنی خوشبو میں ملا لیا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا پسینہ ملا ہوا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من زار قوما۔۔ الخ، الحدیث: ۶۲۸۱، ج ۴، ص ۱۸۲)

### جسم انور کا سایہ نہ تھا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ حکیم ترمذی (متوفی ۲۵۵ھ) نے اپنی کتاب ”نوادرا الاصول“ میں حضرت ذکوان تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ امام ابن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ خداوند! تو میرے تمام اعضاء کو نور بنا دے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ **وَاجْعَلْنِي نُورًا** یعنی یا اللہ! تو مجھ کو سراپا نور بنا دے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے پڑتا؟

اسی طرح عبداللہ بن مبارک اور ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔

(المواہب اللدیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الاول فی کمال خلقہ۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۵۳۳-۵۳۵)

### مکھی، مچھر، جوؤں سے محفوظ

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور علامہ حجازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے کہ بدن تو بدن، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں پر بھی کبھی مکھی نہیں بیٹھی، نہ کپڑوں میں کبھی جوئیں پڑیں، نہ کبھی کھٹل یا مچھر نے آپ کو کاٹا، اس مضمون کو ابوالربیع سلیمان بن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ”شفاء الصدور فی اعلام نبوة الرسول“ میں بیان فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے۔ پھر مکھیوں کی آمد، جوؤں کا پیدا ہونا چونکہ گندگی بدبو وغیرہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور آپ چونکہ ہر قسم کی گندیوں سے پاک اور آپ کا جسم اطہر خوشبودار تھا اس لئے آپ ان چیزوں سے محفوظ رہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس مضمون کو ”اعظم الموارد“ میں مفصل لکھا ہے۔

(المواہب اللدیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الرابع ما احصی بہ۔۔۔ الخ، ج ۷، ص ۲۰۰)

### جسم معطر

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا ”عبدالطلب“ کا اصلی نام ”شیبہ“ ہے۔ یہ بڑے ہی نیک نفس اور عابد و زاہد تھے۔ ”غار حرا“ میں کھانا پانی ساتھ لے کر جاتے اور کئی کئی دنوں تک لگاتار خدا عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتے۔ رمضان شریف کے مہینے میں اکثر غار حرا میں اعتکاف کیا کرتے تھے، اور خدا عزوجل



کے دھیان میں گوشہ نشین رہا کرتے تھے۔ رسول اللہ عزوجل وصلى الله تعالى عليه وسلم کا نورِ نبوت ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الاول فی تشریف اللہ تعالیٰ...، ج 1، ص 135-138)

مختصرًا والمواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، المقصد الاول فی تشریف اللہ تعالیٰ...، ج 1، ص 135-138

(ج 1، ص 155)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حالت خواب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آیا، میری ماں ام سلمہ نے ایک شیشی لی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمانے لگے: ام سلمہ تم یہ کیا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ ہے، ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔

دوسری روایت مسلم میں ہے کہ ام سلمہ نے یوں عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے بچوں کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عرق مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عرق مبارک کو چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الحدیث ۲۳۳۱، ص ۱۲۷۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرے کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ ملا ہوا ہے۔ ان کی والدہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ کو جمع کر کے

خوشبو میں ملایا کرتی تھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے، میں اسے اس کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں، میرے پاس کوئی خوشبو نہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کچھ عنایت فرمائیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس موجود نہیں مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آتا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لیکر حاضر خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ مبارک ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر فرمایا کہ اسے لے جا کر اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔ پس جب وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ اس کے گھر کا نام "بیت مطیبین" (یعنی خوشبو والوں کا گھر) ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ، رکن خاص، ص ۱۸۱)

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ

مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں موصل کو فتح کیا ان کی بیوی ام عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر ایک خوشبو لگانے میں کوشش کرتی تھیں تا کہ دوسری سے اظہیب ہو اور عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی خوشبو نہ لگاتے تھے مگر اپنے ہاتھ سے تیل مل کر داڑھی کو مل لیتے تھے اور ہم میں سب سے زیادہ خوشبودار تھے جب وہ باہر نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو

سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ ہم استعمال خوشبو میں کوشش کرتی ہیں اور تم ہم سے زیادہ خوشبودار ہو، اس کا سبب کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلے نمودار ہوئے میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس بیماری کی شکایت کی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کپڑے اتار دو۔ میں نے ستر کے علاوہ کپڑے اتار دیئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے مجھ میں خوشبو پیدا ہو گئی۔ (الاستیعاب، باب حرف العین، عتبہ بن فرقد، ج ۳، ص ۱۳۸)

### پاکیزہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے آقا علی حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعیت خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں نبی کریم، روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں:

اولاً: جسم اقدس و لباس انفس پر مکھی نہ بیٹھنا۔ علامہ ابن سبع نے خصائص میں ذکر فرمایا علماء نے تصریح کی اس کا راوی معلوم نہ ہوا، اور باوجود اس کے بلا تکثیر اپنی کتابوں میں اسے ذکر فرماتے آئے۔

شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

وان الذباب کان لایقع  
 علی جسده ولا ثیابہ۔  
 مکھی آپ کے جسم اقدس اور لباس  
 اطہر پر نہ بیٹھی تھی۔

(اشفاء معریف حقوق المصطفیٰ فصل ومن ذالک ما ظہر من الآیات عند مولدہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۲۵)

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں:

باب ذکر القاضی عیاض      قاضی عیاض نے شفاء میں اور  
فی الشفاء والعراقی فی مولدہ ان      عراقی نے اپنی مولدہ میں ذکر کیا کہ حضور  
من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ      کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ مکھی  
علیہ وسلم انہ کان لاینزل      آپ پر نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع میں ان  
علیہ الزباب، و ذکرہ ابن سبع      لفظوں سے ذکر کیا کہ مکھی آپ کے  
فی الخصائص بلفظ انہ لم یقع      کپڑوں پر کبھی نہ بیٹھی۔ اور یہ بھی زیادہ  
علی ثیابہ ذباب قط و زاد ان      کیا کہ جوئیں آپ کو نہیں ستاتی تھیں۔  
من خصائصہ ان القمل لم       
تکن یؤذیہ۔

(الخصائص الکبریٰ باب ذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعراقی فی مولدہ مرکز اہلسنت برکات رضا

کجرات ہند ۱/۶۸)

شیخ ملا علی قاری شرح شمائل ترمذی میں فرماتے ہیں:

ونقل الفخر الرازی ان      رازی نے نقل کیا کہ کھیاں آپ  
الذباب کان لایقع علی ثیابہ      کے کپڑوں پر نہیں بیٹھتی تھیں اور چمھر آپ  
وان البعوض لایمتص دمہ۔      کا خون نہیں چوستے تھے۔

(شمائل ترمذی)

علامہ خفاجی نے ”نسیم الریاض“ میں علماء کا وہ قول کہ اس کا راوی نہ معلوم ہوا، نقل کیا، اور اس خاصہ کی نسبت لکھا کہ ایک کرامت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا کی اور اپنے نتائج افکار سے ایک رباعی لکھی کہ اس میں بھی اس

خاصہ کی تصریح ہے اور بعض علماء عجم نے اسی بناء پر کلمہ محمد رسول اللہ کے سب حروف بے نقطہ ہوتے ہیں، ایک لطیفہ لکھا کہ آپ کے جسم پر مکھی نہ بیٹھتی تھی، لہذا یہ کلمہ پاک کلی نقطوں سے محفوظ رہا کہ وہ شبیہ مکھیوں کے ہیں۔

### پھر اسی مضمون پر دوسری عبارت

ان کی مکمل عبارت یہ ہے: آپ کے دلائل نبوت سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ کے نہ تو ظاہری جسم پر بیٹھتی تھی اور نہ لباس پر، یہ ابن سبع نے کہا۔ محدثین نے کہا کہ اس کا راوی معلوم نہیں۔ ذباب کا واحد ذبابة ہے۔ کہتے ہیں اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کو جب بھی بھگایا جاتا ہے واپس آجاتی ہے۔ یہ کرامت آپ کو اس لئے عطا ہوئی کہ اللہ نے آپ کو پاک رکھا تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ ہوتی ہے وہ بطور کرامت ولی کے ہاتھ سے سرز ہو جاتی ہے اور میں (خفاجی) نے ایک رباعی کہی ہے:

عبارتہ برمتہ: ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الذباب کان لایقع علی ثیابہ هذا مما قالہ ابن سبع الا انہم قالوا لایعلم من روی ہذہ والذباب واحده ذبابة قیل انہ سمی بہ لانہ کلما اذب اب ای کلماً طرد رجع وهذا مما اکرمہ اللہ بہ لانہ طہرہ اللہ من جمیع الاقدار وهو مع استقدارہ قدی یجیی من مستقدر قیل وقد نقل مثلها عن ولی اللہ العارف بہ الشیخ عبدالقادر الکیلانی ولا بعد فیہ لان معجزات الانبیاء قد تكون کرامة لاولیاء امتہ وفي رباعیة لی۔

من اكرم مرسل عظيم حلا  
لم تدن ذبابة اذ ما حلا  
هذا عجب ولم يذق فونظر  
في الموجودات من حلا حلا  
”آپ بزرگ ترین، عظیم، مٹھاس  
والے رسول ہیں، یہ عجیب بات ہے کہ  
آپ کی مٹھاس کے باوجود مکھی آپ کے  
قریب نہ جاتی تھی اور کسی بھی صاحب نظر  
نے موجودات میں آپ کی مٹھاس سے  
زیادہ مٹھاس نہ چکھی۔“

وتظرف بعض علماء  
العجم فقال محمد رسول الله  
ليس فيه حرف منقوط لان  
الموجود ان النقط تشبه  
الذباب فصين اسمه ونعمته  
كما قلت في مدحه صلى الله  
تعالى عليه وسلم

اور بعض علماء عجم نے کہا کہ محمد رسول  
اللہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے اس لئے کہ نقطہ  
مکھی کے مشابہ ہوتا ہے، عیب سے  
بچانے کے لئے اور آپ کی تعریف کے  
لئے میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے:

لقد ذب الذباب فليس يعلو  
رسول الله محمودا محمد  
ونقط الحرف يحكيه بشكل  
لذاك الخط عنه قد تجرد  
”بلاشبہ اللہ نے مکھیوں کو آپ سے  
دور کر دیا تو آپ پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے،  
اللہ کے رسول محمود و محمد ہیں اور حروف کے  
نقطے جو شکل میں مکھی کی طرح ہیں ان  
سے بھی اللہ نے اس لئے آپ کو محفوظ  
رکھا۔“

(نیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ومن ذلک ما ظہر من الآیات الخ مرکز البنت

گجرات ہند ۳/۲۸۲)

ثانیا: ابن سبع نے حضور کے خصائص میں کہا جوں آپ کو ایذا نہ دیتی۔ علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اس طرح ابن سبع سے نقل کیا اور برقرار رکھا کہ مز (جیسا کہ گزر چکا ہے۔ ت) اور ملا علی قاری شرح شمائل میں فرماتے ہیں:

ومن خواصه ان ثوبه لم يقبل-

آپ کے مبارک کپڑوں میں جوئیں نہیں ہوتی تھیں۔

ثالثاً: ابن سبع نے فرمایا جس جانور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوتے عمر

بھرویا ہی رہتا اور حضور کی برکت سے بوڑھا نہ ہوتا۔

علامہ سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں:

باب : قال ابن سبع من  
خصائصه صلى الله تعالى عليه  
وسلم ان كالم دابة ركبا  
بقيت على القدر الزى كانت  
عليه ولم تهرم ببركته .صلى  
الله تعالى عليه وسلم .

ابن سبع نے کہا کہ آپ کے  
خصائص میں سے یہ تھا کہ آپ جس  
جانور پر سوار ہوتے تو وہ عمر بھر ویسا ہی  
رہتا اور آپ کی برکت کے باعث بوڑھا  
نہ ہوتا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(الخصائص الكبرى قال ابن سبع من خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم مركز الحسنات بركات رضا

سجرات ہند ۲/۲۳) (فتاویٰ رضویہ شریف ص ۲۵ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

میرے آقا علیحضرت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد

رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ملفوظات علیحضرت میں نبی کریم، روف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم

کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں:

کیا انبیاء کرام کے فضائل شریفہ پاک ہیں؟

عرض: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے "فضائل شریفہ" (یعنی جسم سے خارج

ہونے والے زائد مادے مثل بول و براز وغیرہ) پاک ہیں؟  
 ارشاد: پاک ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن  
 سے یہ حضرات پیدا ہوئے۔

(شرح الشفاء للقاضی عیاض، ج ۱، ص ۱۶۸، شرح العلامة الزرقانی، ج ۱، ص ۱۹۴)

### قضائے حاجت کی جگہ سے مشک کی خوشبو آنا

(پھر فرمایا) ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور اقدس صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو قضائے حاجت کی  
 ضرورت ہوئی۔ دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ پتھر ادھر ادھر پڑے  
 تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ان پیڑوں اور پتھروں  
 سے جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ۔  
 صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر فرمایا۔ دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام  
 رگ و ریشہ زمین سے نکالے، ایک ادھر سے چلا اور دوسرا ادھر سے اور دونوں مل گئے  
 اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہو کر اڑنا شروع کیا اور درختوں کے پاس آ کر  
 کھڑے ہو گئے۔ پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی۔ جب  
 فارغ ہو کر تشریف لائے، میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اس کو کھاؤں  
 (مگر) وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ فرمایا: ان پیڑوں اور  
 پتھروں سے کہو، اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ۔ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ میں نے عرض  
 کیا کہ حضور! میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تیرا کھاؤں (مگر) وہاں  
 سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا۔ فرمایا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نکل لیتی  
 ہے جو انبیاء سے خارج ہوتا ہے!

(پھر مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی۔



## انبیاء سے علاقہ رکھنے والی ہر شے طاہر ہے

(پھر فرمایا) سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جو شے ان سے علاقہ (یعنی تعلق) رکھنے والی ہے سب طاہر۔ ہاں اُن کے فضلات خود ان کے حق میں ایسے ہی نجس ہیں جیسے ہمارے نزدیک ہمارے فضلات نجس (یعنی ناپاک) ہیں اور اگر اُن سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لیے ناقض وضو (یعنی وضو توڑنے والا) ہے تو بے شک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

## اعلیٰ حضرت کی امام عینی شارح بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری سے محبت

(پھر فرمایا) میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری (علیہ رحمۃ اللہ الباری) کی وقعت (یعنی عظمت) ابتداءً امام بدر الدین محمود عینی شارح صحیح بخاری (علیہ رحمۃ اللہ الباری) سے زیادہ تھی۔ ”فضلات شریفہ“ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے۔ امام ابن حجر (رحمۃ اللہ علیہ) نے ابحاثِ محدثانہ لکھی ہیں، امام عینی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بَیِّن (یعنی تفصیل) سے لکھا ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ابحاث ہیں۔ جو شخص طہارت کا قائل ہو اُس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لیے میرے کان بہرے ہیں، میں سنتا نہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضو، باب الماء الذی ینسل بہ شعر الانسان، ج ۲، ص ۳۸۱، فتح الباری

کتاب الوضو، باب الماء الذی ینسل بہ شعر الانسان، ج ۲، ص ۲۴۶)

یہ لفظ ان کی کمالِ محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان

کی وقعت (یعنی عظمت) بہت ہو گئی۔

## انبیاء کے موئے مبارک، دندان شریف اور ناخن شریف کھانا کیسا؟

عرض: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اعضاء شریفہ مثلاً موئے مبارک

(یعنی بال) اور دندان شریف اور ناخن شریف کھانا جائز ہے یا نہیں؟  
 ارشاد: یہ ناجائز و حرام ہے۔ اِبْتِدَالِ وَتَوْهِيْنِ ہے۔ جو چیز حرام کی گئی اس کی  
 جلت کی کوئی وجہ نہیں، وہ مُباح نہیں ہو سکتی۔ اگر تبرک چاہتا ہے پانی میں دھو کر  
 پئے۔

### حلال و طیب میں فرق

عرض:

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

ترجمہ کنزالایمان: کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال

پاکیزہ (پ ۷، المائدہ: ۸۸)

میں ”طَيِّبًا“ کی قید کیسی ہے؟ کیونکہ ہر حلال طیب ہے۔

ارشاد: جو چیز حلال ہو اور طیب ہو اُسے کھاؤ! یہ معنی ہیں۔

(پھر فرمایا) ہر طیب حلال ہے اور ہر حلال طیب نہیں۔ جو چیزیں مکروہ ہیں وہ

طبیات سے خارج ہیں۔

### طاہر و طیب کے معنی

عرض: آدمیوں کی ہڈی طیب ہے اور حلال نہیں۔

ارشاد: طاہر ہے، طیب نہیں۔ طاہر کے معنی ”پاک“ کے ہیں، اگر نماز میں پاس  
 ہو تو حرج نہیں اور طیب کے معنی ”پاک جائز الاستعمال“ جس میں کسی جہت  
 سے نقصان نہ ہو۔ ناقص چیز کو خبیث کہا جاتا ہے۔ طاہر عام ہے، حلال اس سے  
 خاص ہے، طیب اس سے بھی خاص ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۳۵۷)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”جب سرکارِ  
 نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو دیکھا جاتا گویا حضور پُر نور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ کالہ وسلم کے اگلے مبارک دانتوں کی مقدّس کھڑکیوں سے نور نکل رہا ہے۔“ (سنن الذاری ج ۱ ص ۴۴ رقم ۵۸، دارالکتب العربی بیروت)

### نور والے آقا

میرے آقا علیحضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المزیّت، پروانہ شمع رسالت، مجتہد دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں نبی کریم، روف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں:

مجمع البحار میں برمزش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے:

من اسمائه صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم قیل من خصائصه  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه  
اذا مشی فی الشمس والقمر  
لا ینظہر له ظل۔  
حضور کا ایک نام مبارک ”نور“ ہے  
حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ  
دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ  
پیدا ہوتا۔

(مجمع بحار الانوار باب نون تحت لفظ ”النور“ مکتبہ دارالایمان مدینۃ المنورۃ ۳/۸۲۰)

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:

وینود مر آنحضرت مرا  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نہ  
در آفتاب ونہ در قمر مروا  
الحکیم الترمذی عن  
سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ  
تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان،  
اور تعجب یہ ہے ان بزرگوں نے اس ضمن

ذکوان فی نوادر الاصول میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور ”نور“ حضور  
وعجب است این بزرگان کہ کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور نور کا  
کہ ذکر نکر دند چراغ سایہ نہیں ہوتا۔  
مراونور یکے از اسمائے  
آنحضرت است صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم و نور مرا سایہ نمی  
باشد انتہی۔

(مدارج النبوة باب اول بیان سایہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱/۲۱)

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوبات صدم میں فرماتے ہیں:  
او مرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
وسلم سایہ نبود در عالم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا  
شہادت سایہ ہر شخص از سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے،  
شخص لطیف تر است و چون اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلی اللہ  
لطیف ترے ازوے صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے  
علیہ وسلم در عالم نباشد او لہذا آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے!  
مرا سایہ چہ صورت دآمد۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب صدم نولکشور لکھنؤ ۳/۱۸۷)

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں:

واجب مرا تعالیٰ چرا ظل بود اللہ تعالیٰ کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو  
کہ ظل موسم تولید بہ مثل است وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے  
ومنی از شائبہ عدم کمال اور یہ کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں

لطافت اصل، ہر گاہ محمد رسول ہے، دیکھئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو  
 از لطافت ظل نبود خدائے محمد مرا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن  
 چگونہ ظل باشد۔ ہے۔ (ت)

(مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۲۲ نولکشور لکھنؤ ۳/۲۳۷)

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورہ الفصحی میں لکھتے ہیں:  
 سایہ ایشاں بر زمیں نمی آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔  
 افتاد۔

(فتح القدر (تفسیر عزیزی) پ عم سورۃ الفصحی مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی ص ۳۱۲)  
 فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ، استدلال ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس  
 پر بعض علماء نے حدیث واجعلنی نورا (مجھے نور بنا دے۔) سے استشہاد  
 اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدعا پر دلالت واضح یہ ہے، دلیل شکل اول بدیہی الانتاج دو مقدموں  
 سے مرکب، صغریٰ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں، اور کبریٰ یہ کہ نور  
 کے لئے سایہ نہیں، جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، آپ ہی پائے گا: مگر دونوں مقدموں میں کوئی  
 مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو، کبریٰ تو ہر عاقل کے  
 نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جس کا پڑے گا  
 جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب، نور کا سایہ پرے تو تنویر کون کرے۔  
 اس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں، اور صغریٰ یعنی حضور والا کا نور ہونا مسلمان  
 کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں مگر تمہکیت معاندین کے لئے اس قدر اشارہ

ضرور کہ حضرت حق سبحانہ، و تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ  
بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا۔ (القرآن الکریم ۳۳/۳۵)

اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا  
اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا۔

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں، اور خود  
قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا:

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا۔

(القرآن الکریم ۷۱/۱۶)

اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔  
اور فرماتا ہے:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔ (القرآن الکریم ۵/۱۵)  
بتحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔  
علماء فرماتے ہیں: نور سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔  
اسی طرح آیہ کریمہ:

وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ۔ (القرآن الکریم ۵۳/۱)

(اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ ت)

میں امام جعفر صادق اور آیہ کریمہ وَمَا أَذْكَ مَا الطَّارِقُ النُّجْمُ  
الثَّاقِبُ۔ (اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارا۔) میں  
بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذات پاک سید لولاک مراد لیتے ہیں ۲۔ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (۱۔ القرآن الکریم ۸۶/۳۲) (۲۔ انشاء جعریف حقوق المصطفیٰ الفصل

الرابع دارالكتب العلمية بيروت ۱/۳۰)

بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک دعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے:

اللهم اجعل فی قلبی نوراً  
 اور میرے دل اور میری جان  
 او فی بصری نوراً و فی سمعی نوراً  
 اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے  
 و فی عصبی نوراً و فی لحمی نوراً  
 گوشت و پوست و خون و استخوان  
 و فی دمی نوراً و فی شعری نوراً و فی  
 اور میرے زیر و بالا و پس و پیش و چپ  
 بشری نوراً و عن یمینی نوراً  
 و راست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور  
 و عن شمالی نوراً و امان می نوراً  
 و خلفی نوراً و فوقی نوراً و تختی  
 نوراً و اجعلنی نوراً۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۳۵) صحیح مسلم کتاب

صلوة المسافرین باب صلوة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۱) جامع الترمذی

ابواب الدعوات باب من امن کمینی دہلی ۲/۱۷۸)

جب وہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سننے والے نے انہیں ضیائے تابندہ و مہر درخشندہ و نور الہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا، حدیث ابن عباس میں ہے کہ ان کا نور چراغ و خوشید پر غالب آتا۔ اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد کہ ان کی روشنیاں اس کے حضور پھکی پڑ جائیں جیسے چراغ پیش مہتاب یا یکسر ناپدید و کالعدم ہو جائیں جیسے ستارے حضور آفتاب۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے:

واذا تکلم رئی کالنور  
 جب کلام فرماتے دانتوں سے نور

بمخرج من بدن ثناياہ۔ چھٹا نظر آتا۔

(تاریخ دمشق الكبير باب ماروی فی فصاح لسانہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۹۰۸) (الثغاء  
جعرف حقوق المصطفیٰ الباب الثانی فصل وان قلت اکرک اللہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۶) (شمال  
الترذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین کمینی دہلی ص ۳)  
وصاف کی حدیث میں وارد ہے:

یتلأ لؤ وجهه تلاً لؤلؤ القمر لیللا البدر اقفی العرنین له نور یعلوه

یحسبه من لم یتأملہ اشم انور المتجرد۔

یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر  
ایک نور کا بنگا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک ماس روشن نور کے سبب بہت  
اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن  
دتابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علی کل عضو من جسمہ الانوار الاعطر  
وبارک وسلم (اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم انور معطر کے ہر عضو پر  
درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان الشمس تجری فی وجہہ۔ گویا آفتاب ان کے چہرے میں

رواں تھا۔

(الثغاء جعرف حقوق المصطفیٰ الباب الثانی فصل ان قلت اکرک اللہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۶)  
اور فرماتے ہیں:

واذا ضحك یتلأ لؤ فی الجدد۔ جب حضور ہنستے دیواریں روشن

ہو جاتیں۔

(الثغاء جعرف حقوق المصطفیٰ الباب الثانی فصل ان قلت اکرک اللہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۶)



ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں:

لو رأيت لقلت الشمس طالعة.  
اگر تو انہیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔

(المواہب اللدیۃ عن ربیع بنت معوذ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۲۳)

ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں:

رأينا كان النور يخرج من رأينا كان النور يخرج من  
ہم نے نور سانکلے دیکھا ان فیہ۔  
کے دہان پاک سے۔

(مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب علامات النبوة باب منة صلى الله عليه وسلم دار الكتاب بیروت ۸/۲۸۰)

احادیث کثیرہ مشہورہ میں وارد، جب حضور پیدا ہوئے ان کی روشنی سے بصرہ اور روم و شام کے محل روشن ہو گئے۔

چند روایتوں میں ہے:

اضاء له ما بين المشرق والمغرب.  
آپ کے لئے شرق سے غرب تک منور ہو گیا۔

(المواہب اللدیۃ المقصد الاول احادیث اخری فی المولد المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۳۰)

اور بعض میں ہے:

امتلاء الدنيا کلها نورًا.  
تمام دنیا نور سے بھر گئی۔

(الخصائص الکبریٰ باب ما ظهر فی لیلة مولده صلى الله عليه وسلم من المعجزات الخ مرکز البنت گجرات ہند ۱/۳۷)

آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں:

رأيت نورا ساطعا من رأسه قد بلغ السماء.  
میں نے ان کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔

(الخصائص الکبریٰ باب ما ظهر فی لیلة مولده صلى الله عليه وسلم من المعجزات الخ مرکز البنت گجرات ہند ۱/۳۹)

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی: "میں سستی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، حضور کے نور رُخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی۔"

(۱۔ الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر باب الآیۃ فی وجہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرکز البنت گجرات ہند / ۶۲ و ۶۳)

علامہ فاسی مطالع المسرات میں ابن سبع سے نقل کرتے ہیں:

كان النبي صلى الله تعالى  
عليه وسلم يضيئ البيت  
من نور المظلم من نوره.

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۳۹۳)

اب نہیں معلوم کہ حجور کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے سے انکار کرے گا یا انوار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہئے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا عیاذاً باللہ، کثیف تھا اور جو اس سے تحاشی کرے تو پھر عدم سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے؟

بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرض استدلال میں لائے، جاہلانہ انکار، مکار برہ و کج بحثی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے

ہیں اس کے پاس ہوں وہ بھی دکھائے، ہم ارشادات علماء سند میں لاتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے البہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا۔

مجرد ماوشما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے ع  
چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک  
(مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت۔)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف۔ وہ خود فرماتے ہیں:  
لست کمثلکم۔ میں تم جیسا نہیں۔

(المصنف لعبدالرزاق کتاب الصیام باب الوصال حدیث ۷۷۵۲، المکتب الاسلامی بیروت ۴  
/ ۲۶۷) (صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۲۶۳) (صحیح مسلم کتاب  
الصیام باب النبی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۳۵۲ و ۳۵۱)

ویرووی لست کھیئتکم۔ میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب النبی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۳۵۲ و ۳۵۱) (صحیح  
بخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۲۶۳ و ۲۶۳)

ویرووی، ایکم مثلی۔ تم میں کون ہے مجھ جیسا۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب النبی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۳۵۱) (صحیح البخاری  
کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۲۶۳)

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ: حضور کا بشر ہونا نور رخشندہ ہونے کے منافی  
نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں ا۔ (۱) نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فضل  
ومن ذالک ما ظہر من الآیات الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳ / ۲۸۲)

پھر صرف اس قیاس فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کے بھی ہوگا، ثبوت  
سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل و ادب سے کس قدر دور پڑتا ہے۔

الا ان محمدا بشر لا كالبشر

بل هو ياقوت بين الحجر

(افضل الصلوٰۃ علی سید السادات فضائل درود مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۱۵۰)

(خبردار! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں مگر کسی بشر کی مثل نہیں، بلکہ وہ

ایسے ہیں جیسے پتھروں کے درمیان یاقوت۔) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

الہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
معجزات ثابتہ وخصائص صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی و دنیاوی تصور کیا ہے،  
ایمان بے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود فرماتے  
ہیں:

لا يؤمن احدكم حتى      تم میں سے کوئی مسلمان نہیں  
اكون احب اليه من والده و      ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں  
ولد والناس اجمعين۔      باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ

پیارا نہ ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱)

(۷/ صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱)

(۴۹/)

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل  
و تکمیل مدارج میں مشغول رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام و سحر نفی محاسن کی فکر

میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جان برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ تیرا محبوب تیرے مٹانے کی فکر میں رہے، اور پھر محبوب بھی کیسا، جان ایمان و کان احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بارتن نازک پر اٹھالیا۔ تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا۔ تم رات دن لہو و لعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول، اور وہ شب و روز تمہاری بخشش کے لئے گریاں و ملول۔

جب وہ جان رحمت و کان رافت پیدا ہوا بارگاہ الہی میں سجدہ کیا رب ہب لی امتی۔ (یلا اللہ! میری امت کو بخش دے۔)

جب قبر شریف میں اتار الب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی۔ (میری امت۔) فرماتے تھے،

قیامت میں بھی انہیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم السلام سے نفسی نفسی اذہبوا الی غیری اے۔ (آج مجھے اپنی فکر ہے کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔) سنو گے اور اس غمخوار امت کے لب پر یارب امتی ۲۔ (اے رب! میری امت کو بخش دے۔) کا شور ہوگا۔

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱ (۲) صحیح

مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱)

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں: جب انتقال کروں گا صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا۔ کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آواز جانگداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم سے کسی غافل و مدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح اسے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا

متحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجران نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔

وائے بے انصافی! ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جاں نثار کرنا اور اس کی مدح و ستائش و نشر فضائل سے آنکھوں کی روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشم خرد بین میں سرمہ انصاف لگا اور گوش قبول سے پنہا اعتساف نکال، پھر یہ تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلاء سے پوچھنا، پھر اگر ایک منصف ذی عقل بھی تجھ سے کہہ دے کہ نشر محاسن و نکشیر مدائح نہ دوستی کا مقتضی نہ رد فضائل و نفی کمالات غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا و رسول سے شرمنا اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کہ خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا، اور جس کی شان وہ بڑھائے اسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضل الہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی، اور جواب بھی تیرے دل میں کوئی شک و شبہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکا ہو تو فقیر کا رسالہ مسمیٰ بہ ”قمر التمام فی نفی النطل عن سید الانام“، علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد وروا اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ بیان شافی پائے گا اور مرشد کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور نہایت نفیس دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع و اضاءت بلکہ معدن انوار و افضل مضیبات بلکہ درحقیقت بعد جناب الہی

نام ”نور“ انہیں کوزیبا، اور ان کے ماوراء کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہیں کی جناب سے ایک علاقہ وانتساب کے سبب، اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوت معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں، اور یہ بھی بیان کر دیا ہے پیشوایان دین کا داب ان معاملات میں ہمیشہ قبول و تسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن و حدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا، نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ، اور اس کے سوا اور فوائد شریفہ و ابحاث لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ لطف جانفزا پائے گا ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و اصحابہ و انصارہ و اتباعہ اجمعین الی یوم الدین اٰمین و الحمد للہ رب العلمین۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ص ۷۱۰-۷۱۳ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تفصیل کے لئے رسالہ نفی الفی عن استنار بنورہ کل شئی کا مطالعہ فرمائیں۔

## رُخِ انور

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ منور جمال الہی کا آئینہ اور انوار تجلی کا مظہر تھا۔ نہایت ہی وجیہ، پر گوشت اور کسی قدر گولائی لئے ہوئے تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا میں ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔

(الشمائل المحمدیہ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۹، ص ۲۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ (چمک دمک میں) تلواری کی مانند تھا؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ چاند کے مثل تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ مَنْ رَأَاهُ بَدِيهَةً هَابَةً وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ۔

(اشمائل الحمديہ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۰، ۶، ص ۱۹، ۲۰، ۲۳ ملحقاً)

جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا وہ آپ کے رعب داب سے ڈر جاتا اور پہچاننے کے بعد آپ سے ملتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر خوب رو اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۳۹، ج ۲، ص ۲۸۷) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے چہرہ انور کے بارے میں یہ کہا:

فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ  
عِنْدَ ذَلِكَ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ  
یعنی میں نے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو بغور دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔

(مشكاة المصابيح، کتاب الزکاة، باب فضل الصدقة، الحدیث: ۱۹۰۷، ج ۱، ص ۳۶۲)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب کہا کہ



چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود  
 نمک آگیاں صباحت پہ لاکھوں سلام  
 جس سے تاریک دل جگمگانے لگے  
 اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام  
 عربی زبان میں بھی کسی مداح رسول نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخ  
 انور کے حسن و جمال کا کتنا حسین منظر اور کتنی بہترین تشریح پیش کی ہے۔

نَبِيٌّ جَمَالٍ كُلُّ مَا فِيهِ مُعْجَزٌ مِنْ  
 الْحُسْنِ لَكِنْ وَجْهَهُ الْآيَةُ الْكُبْرَى  
 يُنَادِي بَلالُ الْخَالِ فِي صُحْنِ خَدَيْهِ  
 يُطَالِعُ مِنْ لَاءِ لَاءِ غُرَّتِهِ الْفَجْرَا

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن و جمال کے بھی نبی ہیں، یوں تو ان  
 کی ہر ہر چیز حسن کا معجزہ ہے لیکن خاص کر ان کا چہرہ تو آیت کبریٰ  
 (بہت ہی بڑا معجزہ) ہے۔

ان کے رخسار کے صحن میں ان کے تل کا بلال ان کی روشن پیشانی کی  
 چمک سے صبح صادق کو دیکھ کر اذان کہا کرتا تھا۔

رِخِ مِصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي نُوْرَانِيْتِ

اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت سَيِّدَتُنَا عائِشَةُ صَدِيْقَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں: میں  
 وقت سحر کچھ سی رہی تھی کہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی اور چراغ بجھ گیا۔ اتنے میں  
 حضور نبی کریم، رءُوفِ رَحِيْمِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف لے آئے، آپ صَلَّى  
 اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے چہرہ اقدس کے نور سے سارا کمرہ جگمگا اٹھا اور سوئی مل  
 گئی۔ (اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں):

سوزن گم شدہ ملتی ہے مجسم سے تیرے  
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

(حدائق بخشش)

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ و صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا چہرہ انور کتنا روشن ہے؟ تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! ہلاکت ہے اس کے لئے جو بروزِ قیامت مجھے نہ دیکھے گا۔“ میں نے عرض کی: ”بروزِ قیامت آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی زیارت سے کون محروم رہے گا؟“ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بخیل۔“ میں نے پوچھا: ”یا رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ و صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! بخیل کون ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود پاک نہ بھیجے۔“ (دلائل النبوة لاسامعيل الاصماني، فصل، الحدیث ۱۱۷، ص ۱۱۳) (السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب العمل الیوم واللیلۃ، باب من الخیل، الحدیث ۹۸۸۵، ج ۶، ص ۲۵)

بلند مقام

امام اجل سیدی محمد بو صیری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں: ع

سريت من حرم ليلا الى حرم  
كما سري البدن في داج من الظلم  
وبت ترقى الى ان نلت منزلة  
من قاب قوسين لم تدرك ولم ترم  
خفضت كل مقام بالاضافة اذ  
نوديت بالرفع مثل المفرد العلم  
فخرت كل فخار غير مشترك  
وجزت كل مقام غير مزدحم

(الکلوکب الدریدہ فی مدح خیر البریہ (قصیدہ بردہ) الفصل السابع مرکز اہلسنت گجرات ہندس ۳۲۳۲۳۲)

یعنی یا رسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرما دیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمایا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمائے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ای انت دخلت الباب	یعنی حجور دروازہ میں داخل ہوئے
وقطعت الحجاب الی ان لم	اور آپ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے
تترك غاية للساع الی السبق	کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب
من کمال القرب المطلق الی	مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے
جناب الحق ولا ترکت موضع	جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ
رقی وصعود وقيام وعود	چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب
لطالب رفعة فی عالم الوجود	بندلی کے لئے کوئی جگہ عروج ورتقی یا
بل تجاوزت ذلك الی مقام	اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم
قاب قوسین او ادنی فاوخی	مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب قوسین

اليك ربك ما اوحي۔ اودنی تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

(الزبدۃ العمدۃ فی شرح القصیدۃ البردۃ الفصل السابع جمعیت علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۹۶)

نیز امام ہمام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد قدس سرہ، ام القرّی میں فرماتے ہیں:

وترقی به الی قاب قوسین  
وتلك السیادة البعسا  
رتب تسقط الاما فی حسری  
دونها ما وراهن وراء

(ام القرّی فی مدح خیر الوزی الفصل الرابع حزب القادریۃ لاہور ص ۱۳)

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزو میں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ص ۶۳۶ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

### اہل دُنیا کے ہدایت کے چراغ

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے یکم رجب المرجب شب جمعہ نور محمدی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منتقلی کا اعلان فرمایا۔ جبکہ حضرت سیدنا امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ جمادی الآخر کی پندرہویں رات تھی۔ نور محمدی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منتقلی کی رات ہر گھر اور مکان میں نور داخل ہو گیا اور ہر چوپایہ محو کلام ہو گیا۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رسول پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاملہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس رات قریش کے ہر چوپائے نے (بزبان فصیح) کلام کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی

والدہ ماجدہ کے شکمِ اطہر میں جلوہ فرما ہو چکے ہیں، ربِ کعبہ کی قسم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دُنیا کے لئے امان اور اہل دُنیا کے چراغ ہیں۔

(رسائل میلادِ مصطفیٰ، رسالہ مولد النبی لابن حجر مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی، ص ۱۹)

### آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور چراغ کے نور پر غالب

حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ظہورِ نفاس کی وجہ سے کمزوری محسوس کرنے لگیں اور اس غم میں مبتلا ہو گئیں کہ وہ رسول اکرم، نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا دودھ نہ پلا سکیں گی تو جانوروں، پرندوں اور ہواؤں میں سے ہر ایک یہ دعا کرنے لگا: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! ہمیں اجازت دے کہ ہم تیری مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ پسندیدہ و عزیز ہستی کی پرورش کی سعادت پائیں۔

فرشتوں نے عرض کی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ ہمیں تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت ہے لہذا تو ہمیں ان کی پرورش کرنے کی اجازت عطا فرماتا کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کے نور سے شرف پائیں اور اس کی برکت سے کچھ حصہ پائیں۔ ان سب کی التجاء و فریاد کے جواب میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں اس بات پر قادر ہوں کہ ان کی پرورش بغیر کسی سبب اور دودھ پلانے والی کے کروں لیکن میں فیصلہ فرما چکا ہوں اور میں اپنی حکمت و دانائی کے تحت جب کسی کو کچھ عطا کروں تو کبھی اس سے واپس نہیں لیتا اور میں نے ازل میں اپنی حکمت کے مطابق یہ لکھ دیا تھا کہ اس درِ یتیم اور نفس کریم کو حکمت والی حلیمہ کے علاوہ کوئی دودھ نہیں پلائے گا۔ اس وقت حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شہر میں قیام فرماتھیں تو زبانِ قدرت نے ان کو پکارا اور حدیٰ خوال نے حلیمہ کی سعادت مندی کا یوں نغمہ گنگنایا:

اے حلیمہ سعدیہ! اٹھ جا اور اُس ہستی کی رضاعت کا شرف حاصل کر لے جس

کامیاب و جمال یکتا ہے، اور اگر وہ ہستی نہ ہوتی تو مریضِ عشق گرفتارِ محبت نہ ہوتا، اور نہ ہی فرحت و سرور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے جاتا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو وہ ہستی ہیں کہ جن کا حسن بے مثال ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تو عشاق نے اپنی گردنیں تک کٹا دی۔ اے حلیمہ سعدیہ! جب بارگاہِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضری کی سعادت حاصل کرے گی تو ایسے قرب کی بشارت پائے گی کہ اس کے بعد کبھی بھی کسی تکلیف کا سامنا نہ کرے گی، آپ کی رضاعت کی مہندی تیرے ہاتھوں میں رچی ہوئی ہے، جب واضحی کے روشن و منور مکھڑے کی زیارت کرے اور چاندی سے مزین و آراستہ لب و رخسار کے جلوے اور بے مثل حسن دیکھے تو اپنے شوہر سے کہنا: کسی قسم کا خوف نہ کھا کہ اس بابرکت ہستی کے صدقے ہم اپنا ہر مقصود پائیں گے۔

عام طور پر اہل مکہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے شیرخوار بچوں کو رضاعت کے لئے مکہ سے باہر بھیج دیتے تھے، حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ایک سال ہم قحط کا شکار ہو گئے، نہ تو آسمان سے بارانِ رحمت برسا اور نہ ہی زمین نے کچھ اُگایا، ہم چالیس (40) عورتیں شیرخوار بچوں کی تلاش میں مکہ آئیں تاکہ ان بچوں کو دودھ پلانے کے عوض ان کے گھر والے ہماری کچھ مدد کریں، ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئیں تو اہل مکہ اپنے بچوں کو لے کر کعبہ معظمہ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا آگئے، ہر باپ اپنے بیٹے کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، اب ہر عورت آگے بڑھتی اور ایک شیرخوار بچہ اٹھا لیتی لیکن جب میں نے اپنی باری پر دیکھا تو سوائے ایک بچے کے کسی کو نہ پایا اور اس کے پہلو میں بھی کوئی نہ تھا، میں نے اس بچے کے والد کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا: یہ یتیم ہے، اس کا باپ اس وقت دنیا سے کوچ کر گیا تھا جب اس کی ماں حاملہ تھی اور اب وہ (یعنی بچے کی ماں)

کمزور و ناتواں ہے۔ میں نے اپنے خاوند سے کہا: اس دُرِّ یتیم کے سوا اب کوئی بچہ باقی نہیں۔ تو اس نے کہا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، اسی کو لے لو، ہم خالی ہاتھ واپس نہیں جائیں گے، اُمید ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں اس کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ اور معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔

حضرت سَیِّدَتُنَا حَلِیْمَہ سَعْدِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اس دُرِّ یتیم کو لے لیا، میں اس وقت خود بھی بچے کی پیدائش کی وجہ سے کمزوری کا شکار تھی اور میری چھاتی میں کمزوری اور بھوک کی وجہ سے دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ لیکن جب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھایا تو میری کمزوری قوت میں بدل گئی اور جب اپنا پستان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دہن مبارک میں رکھا تو دودھ بہنے لگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خوب سیر ہو کر پیا اور میں نے ایک غیبی آواز سنی: اے حلیمہ سعدیہ! تجھے یہ ہاشمی شہزادہ مبارک ہو۔

حضرت سَیِّدَتُنَا حَلِیْمَہ سَعْدِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر میں اپنی سواری پر سوار ہوئی جس کی حالت یہ تھی کہ کمزوری سے چل بھی نہ سکتی تھی۔ اب وہ قافلہ کی باقی تمام سواریوں سے آگے آگے بھاگنے لگی۔ اس پر سب لوگ حیران تھے۔ جب ہم نے خشک درخت تلے پڑاؤ کیا تو وہ سرسبز ہو گیا اور جب ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر تارک گھر میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور چراغ کی طرح چمکنے لگا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور چراغ کے نور پر غالب آ گیا۔

(الروض الفائق فی التواضع والرفاقین ص ۵۸۲ الفتح مغیب خزینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ النسخۃ ۵۸۱۵)

قدرتی طور سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر ایک نورانی چمک تھی۔ چنانچہ دربار رسالت کے شاعر مداح رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اسی حسین و جمیل نورانی منظر کو دیکھ کر یہ کہا ہے کہ ۔

مَتَى يَبْدُ فِي الدَّاجِي الْبَهِيمِ جَبِينُهُ!  
يَلُحُّ مِثْلَ مِضْبَاحِ الدُّجَى الْمُتَوَقِّدِ

(شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ۱۵۷)

یعنی جب اندھیری رات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جس طرح رات کی تاریکی میں روشن چراغ چمکتے ہیں۔  
بیکسوں اور مجبوروں کی دستگیری فرمانے والے

غایہ حرا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ رحمتِ عالیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں وحی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا پڑھئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ ”ما انا بقاری“ میں نہیں پڑھتا اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے اپنی آغوش میں لے کر بھینچا پھر چھوڑ کر دوبارہ کہا: پڑھئے، میں نے کہا: میں نہیں پڑھتا، جبرائیل علیہ السلام نے پھر آغوش میں لے کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا پڑھئے میں نے کہا میں نہیں پڑھتا۔ تیسری مرتبہ پھر جبرائیل علیہ السلام نے آغوش میں لے کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝  
اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا  
لَمْ يَعْلَمُ ۝

ترجمہ کنز الایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

(پ 30، اعلق: 1: 5۲)



اس پر مژدہ واقعہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت بے حد متاثر ہوئی گھر واپسی پر سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ”زملونی زملونی“ مجھے کبل اڑھاؤ مجھے کبل اڑھاؤ۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم انور پر کبل ڈالا اور چہرہ انور پر سرد پانی کے چھینٹے دیئے تاکہ خشیت کی کیفیت دور ہو۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سارا حال بیان فرمایا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اچھا ہی فرمائے گا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صلہ رحمی فرماتے، عیال کا بوجھ اٹھاتے، ریاضت و مجاہدہ کرتے، مہمان نوازی فرماتے، بیکسوں اور مجبوروں کی دستگیری کرتے، محتاجوں اور غریبوں کے ساتھ بھلائی کرتے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے، لوگوں کی سچائی میں انکی مدد اور ان کی برائی سے حذر فرماتے ہیں، یتیموں کو پناہ دیتے ہیں سچ بولتے ہیں اور امانتیں ادا فرماتے ہیں۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان باتوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی و اطمینان دلایا کفار قریش کی تکذیب سے رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو غم اٹھاتے تھے وہ سب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھتے ہی جاتا رہتا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو جاتے تھے اور جب سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر مدارات فرماتیں جس سے ہر مشکل آسان ہو جاتی۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم در بدو جی و ثبوت نبوت

... الخ، ج ۲، ص ۳۲ و قسم پنجم، باب دوم در ذکر احوال مطہرات وی، ج ۲، ص ۳۶۵)

میرے آقا علی حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرئیت، پروانہ شمع رسالت، مجتہد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر

طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں نبی کریم، روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں: اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی و والی ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم - (القرآن الکریم ۶/۳۳)

نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولى بالمؤمنين من  
 الفسهم - احمد. والبخارى  
 ومسلم والنسائي وابن ماجه  
 عن ابي هريرة رضى الله تعالى  
 عنه.

(صحیح البخاری کتاب الکفالة باب جواری بکر الصدیق فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۸) صحیح البخاری کتاب النفقات ۲/۸۰۹ و کتاب الفرائض ۲/۹۹۷ و باب ابنی عم احمد ص ۲/۹۹۸) صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۵) سنن النسائی کتاب لاجناز الصلوٰۃ علی من علیہ دین نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۲۷۹) سنن ابن ماجہ ابواب الصدقات المتشدید فی الدین ص ۱۷۶) مسند احمد بن حنبل عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۹۰ و ۳۵۳)

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں:

لاني الخليفة الاكبر الممد  
 اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب  
 اعظم اور تمام مخلوق الہی کا مدرسوں ہوں  
 لكل موجود.

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(التیسرے شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا اولی بالمؤمنین الخ مکتبۃ الاما الشافعی ریاض / ۱ / ۳۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من مؤمن الا وانا اولی بہ فی الدنیا والاخرۃ اقرءوا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم فایما مؤمن مات وترک مالا فلیرثہ عصبته من کانوا ومن ترک دینا اوضیاعا فلیاتنی فانا مولاہ۔ البخاری  
اب۔ ومسلم والترمذی عن ابی ہریرۃ وابو داود والترمذی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں، تمہارے جی میں آئے تو یہ آئیہ کریمہ پڑھو کہ ”نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے“، تو جو مسلمان مرے اور ترک چھوڑے اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دین بیکس بے ذرے بچے چھوڑے وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولیٰ میں ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک وبارک وسلم۔ (بخاری و ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابو داؤد و ترمذی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔)

(صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض واداء الدین باب الصلوٰۃ علی من ترک دینا قدیمی کتب خانہ

کراچی / ۱ / ۳۲۳) (صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب قدیمی کتب خانہ کراچی / ۲ / ۷۰۵) (صحیح

مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی / ۲ / ۳۶) (سنن الترمذی،

سنن ابی داؤد کتاب الامارۃ باب فی ارزاق الذریۃ آفتاب عالم پریس لاہور / ۲ / ۵۳) (مسند احمد بن حنبل

من ابی حریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۳۳۳، ۳۳۵) (شرح السنۃ کتاب الفرائض حدیث ۲۲۴۱  
 المکتب الاسلامی بیروت ۸ / ۳۲۳) (سنن الکبریٰ للبیہقی باب العصبۃ ۶ / ۲۳۸ و کتاب النکاح ۷ / ۵۸  
 دار صادر بیروت)

امام عینی عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

المولیٰ الناصر۔  
 یہاں مولیٰ بمعنی مددگار ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب تحت حدیث ۳۰۲ / ۴۸۱ بیروت ۱۹)

(۱۶۳ / فتاویٰ رضویہ شریف ص ۶۱۱ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

## تاریکیوں کے چراغ

وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ (القرآن الکریم ۳۳ / ۴۶)

اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکادینے والا آفتاب۔

سراج کا ترجمہ آفتاب قرآن کریم کے بالکل مطابق ہے کہ اس میں آفتاب کو  
 سراج فرمایا گیا ہے جیسا کہ سورۃ نوح میں ”وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا“ اور آخر پارہ  
 کی پہلی سورۃ میں ہے ”وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا“ اور درحقیقت ہزاروں آفتابوں  
 سے زیادہ روشنی آپ کے نورِ نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلماتِ شدیدہ کو  
 اپنے نورِ حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کے لئے معرفت و توحیدِ الہی تک پہنچنے کی  
 راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کے وادی تاریک میں راہ گم کرنے والوں  
 کو اپنے انوارِ ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نورِ نبوت سے ضماں و بصائر اور  
 قلوب و ارواح کو متورک کیا، حقیقت میں آپ کا وجود مبارک ایسا آفتابِ عالم تاب  
 ہے جس نے ہزار ہا آفتاب بنا دیئے اسی لئے اس کی صفت میں منیر ارشاد فرمایا گیا۔

اے میرے پیارے بھائیو! جب سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار،  
 شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزّ و جلّ و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو زندگی میں رونق آگئی اور باطل ختم ہو گیا، ایمان کا چراغ جلا تو پھر کبھی نہ بجھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلادِ مبارک کی خبر دینے والی لطیف و خوشگوار ہوا ساری کائنات میں چلی اور آپ کے نورِ مبارک سے ساری کائنات نے عزت و شرافت کا لباس پہن لیا۔ جب اس کا گزر فارس کی زمین سے ہوا تو اس نے (صدیوں سے جلنے والے) آتش کدے کو بجھا دیا اور اہل فارس میں سے سب سے پہلے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے محسوس کیا، آپ بڑی تیزی سے حصولِ ایمان کی خاطر منزلیں طے کرتے ہوئے حضور سیدنا الکوین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئے اور اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی وحدانیت کا اقرار کر کے دائرہٴ اسلام میں داخل ہو گئے، حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جان لیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کیا ہے۔ ان کی کوشش رائیگاں نہ گئی بلکہ انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس سے یہ مژدہ جاں فزا سننے کی کامیابی حاصل کر لی کہ ”سَلْمَانٌ مَيْتًا“، یعنی سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم میں سے ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵۹ سلمان فارسی، ج ۳، ص ۶۲)

جب اس لطیف و خوشگوار ہوا کا گزر ارضِ روم سے ہوا تو سب سے پہلے اہل روم کے سردار حضرت سیدنا ضہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی مہک کو محسوس کیا تو تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جوہ و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت عزَّ وَّجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر دامنِ اسلام کو تھام لیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے فیضیاب ہو کر صحابیت کا شرف حاصل کیا۔ جب میلادِ مبارک کی لطیف و خوشگوار ہوا ملکِ یمن کی سرزمین پر پہنچی تو اس کی مہک سب سے پہلے حضرت سیدنا

اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ظاہر و باطن میں محسوس کی اور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پانے کے لئے بغیر کسی ظاہری معاوضے کے اپنی جان لڑادی اور باوجود وطن کی دوری کے مصطفیٰ جانِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تو سید عالم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں یمن کی طرف سے خوشبوئے رحمن عَزَّ وَجَلَّ پاتا ہوں۔

(یعنی یمن رحمانی تجلیات کے ظہور کا مقام ہے۔ مرقاة، ج ۱۰، ص ۶۳۶)۔

(السند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرة، الحدیث ۱۰۹۷۸، ج ۳، ص ۶۳۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و مرتبہ اور عظمت و شان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہ عَنْ الْغُيُوبِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جب تم اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملو تو اسے سلام کہنا اور کہنا کہ وہ تیرے لئے دعائے مغفرت کرے کیونکہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے برابر لوگوں کی شفاعت کریگا۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۷۲۷۳، اویس قرنی، ج ۵، ص ۷۴)

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کی لطیف و خوشگوار خوشبودار ہوا حبشہ پہنچی تو وہاں سب سے پہلے حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک کہا اور انہیں تصدیق کی توفیق نے ایمان تک پہنچا دیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذائیں دیا کرتے اور یوں اپنے ایمان کا اعلان کرتے اور دین اسلام کے لئے پریشان رہتے اور حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ذکرِ خیر کے جھنڈے جگہ جگہ گاڑ دیئے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خاص طور پر تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم میرے تذکرے عام کرتے اور

میری قدر و منزلت لوگوں میں اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہو، یہی وجہ ہے کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب اتیت علی صراخ، الحدیث ۳۶۸۹، ص ۲۵۳۱، فی خشک امامی نقلاً)

اے میرے پیارے پیارے بھائیو! سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ! اس حبشی غلام کی طرف عنایتِ ربانی سبقت لے گئی جبکہ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریشی چچا پر شقاوت و بدبختی غالب آگئی۔ حضرت سیدنا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روم میں معرفت کی بو پائی تو محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سرگرداں و حیراں ہو کر جنگلوں میں نکل گئے اور جب قبولیت کی لطیف و خوشگوار ہوا میں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چلیں تو گھر والوں، وطن اور سب سے جدا ہو کر محض زیارتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طلب میں نکل کھڑے ہوئے۔ اور جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اچھے وصف سے موصوف کر دیا کہ میں یمن کی طرف سے خوشبوئے رحمن عَزَّ وَجَلَّ پاتا ہوں۔

(الروض المفاہیق فی المصابیح و المواقیق ص ۵۷۵-۵۷۷، الفتح المعبود شرح تفسیر رخصۃ اللہ تعالیٰ علیہ المصطفیٰ ص ۸۱۵)

### اخلاقِ نبوت

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کے بارے میں خلقِ خدا سے کیا

پوچھنا؟ جب کہ خود خالقِ اخلاق نے یہ فرما دیا کہ

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿۲۹﴾ (پ ۲۹، القلم: ۲۹)

یعنی اے حبیب! بلاشبہ آپ اخلاق کے بڑے درجہ پر ہیں۔

آج تقریباً چودہ سو برس گزر جانے کے بعد دشمنانِ رسول کی کیا مجال کہ آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بد اخلاق کہہ سکیں اس وقت جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

دِیلم اپنے دشمنوں کے مجموعوں میں اپنے عملی کردار کا مظاہرہ فرما رہے تھے۔ خداوند قدوس نے قرآن میں اعلان فرمایا کہ

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ ۗ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ

لَافْتَضْنَا مِن حَوْلِكَ ۗ (پ ۴، آل عمران: ۱۵۹)

(اے حبیب) خدا کی رحمت سے آپ لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش

آتے ہیں اگر آپ کہیں بد اخلاق اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے

پاس سے ہٹ جاتے۔ (آل عمران)

دشمنانِ رسول نے قرآن کی زبان سے یہ خدائی اعلان سنا مگر کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ اس کے خلاف کوئی بیان دیتا یا اس آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت کو جھٹلاتا بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بڑے سے بڑے دشمن نے بھی اس کا اعتراف کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت ہی بلند اخلاق، نرم خو اور رحیم و کریم ہیں۔

بہر حال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محاسن اخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے۔ یعنی حلم و عفو، رحم و کرم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، عدم تشدد، شجاعت، ایفاء عہد، حسن معاملہ، صبر و قناعت، نرم گفتاری، خوش روئی، مٹناری، مساوات، غمخواری، سادگی و بے تکلفی، تواضع و انکساری، حیاداری کی اتنی بلند منزلوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فائز و سرفراز ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک جملے میں اس کی صحیح تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ یعنی تعلیمات قرآن پر پورا پورا عمل یہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق تھے۔ (دلائل النبوة للبیہقی، باب ذکر اخبار رویت فی شائلہ... الخ، ج ۱، ص ۳۰۹)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ طفولیت ختم ہوا اور جوانی کا زمانہ آیا



تو بچپن کی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جوانی بھی عام لوگوں سے نرالی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شباب مجسم حیا اور چال چلن عصمت و وقار کا کامل نمونہ تھا۔ اعلان نبوت سے قبل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام زندگی بہترین اخلاق و عادات کا خزانہ تھی۔ سچائی، دیانتداری، وفاداری، عہد کی پابندی، بزرگوں کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحم و سخاوت، قوم کی خدمت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبرگیری، دشمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ، مخلوق خدا کی خیر خواہی، غرض تمام نیک خصلتوں اور اچھی اچھی باتوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی بلند منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ دنیا کے بڑے بے بڑے انسانوں کیلئے وہاں تک رسائی تو کیا؟ اس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔

کم بولنا، فضول باتوں سے نفرت کرنا، خندہ پیشانی اور خوش روئی کے ساتھ دوستوں اور دشمنوں سے ملنا۔ ہر معاملہ میں سادگی اور صفائی کے ساتھ بات کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص شیوہ تھا۔

حرص، طمع، دغا، فریب، جھوٹ، شراب خوری، بدکاری، ناچ گانا، لوٹ مار، چوری، فحش گوئی، عشق بازی، یہ تمام بری عادتیں اور مذموم خصلتیں جو زمانہ جاہلیت میں گویا ہرنے بچے کے خمیر میں ہوتی تھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان تمام عیوب و نقائص سے پاک صاف رہی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راست بازی اور امانت و دیانت کا پورے عرب میں شہرہ تھا اور مکہ کے ہر چھوٹے بڑے کے دلوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برگزیدہ اخلاق کا اعتبار، اور سب کی نظروں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک خاص وقار تھا۔

بچپن سے تقریباً چالیس برس کی عمر شریف ہو گئی۔ لیکن زمانہ جاہلیت کے ماحول میں رہنے کے باوجود تمام مشرکانہ رسوم، اور جاہلانہ اطوار سے ہمیشہ آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن عصمت پاک ہی رہا۔ مکہ شُرک و بت پرستی کا سب سے بڑا مرکز تھا۔

خود خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاندان والے ہی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا۔

غرض نزول وحی اور اعلانِ نبوت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی اخلاقِ حسنہ اور محاسنِ افعال کا مجسمہ اور تمام عیوب و نقائص سے پاک و صاف رہی۔ چنانچہ اعلانِ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں نے انتہائی کوشش کی کہ کوئی ادنیٰ ساعیب، یا ذرا سی خلاف تہذیب کوئی بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کے کسی دور میں بھی مل جائے تو اس کو اچھا ل کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقار پر حملہ کر کے لوگوں کی نگاہوں میں آپ کو ذلیل و خوار کر دیں۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ ہزاروں دشمن سوچتے سوچتے تھک گئے لیکن کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں مل سکا جس سے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انگشت نمائی کر سکیں۔ لہذا ہر انسان اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہے کہ بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کردار انسانیت کا ایک ایسا محیر العقول اور غیر معمولی کردار ہے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی دوسرے کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعلانِ نبوت کے بعد سعید روہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر تن من دھن کے ساتھ اس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہونے لگیں کہ ان کی جاں نثاریوں کو دیکھ کر شمع کے پروانوں نے جاں نثاری کا سبق سیکھا۔ اور حقیقت شناس لوگ فرط عقیدت سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن صداقت پر اپنی عقلوں کو قربان کر کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اسلامی راستہ پر عاشقانہ

اداؤں کے ساتھ زبان حال سے یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ

چلو وادی عشق میں پا برہنہ!

یہ جنگل وہ ہے جس میں کاشا نہیں ہے

امتوں کی شفاعت کرنے والے

امام احمد و ابوداؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابو یعلیٰ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث طویل شفاعت کبریٰ میں فرماتے ہیں:

یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہو کر پھریں گے تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے، مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سر بہم برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے پاسکتے ہیں، لوگ کہیں گے نہ، فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں، لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لئے،

فیاتون عیسیٰ فیقولون  
اشفع لنا ائی ربك فلیقض  
بیننا فیقول انی لست هنا کم  
انی اتخذت الہا من دون اللہ  
وانہ لا یمنی الیوم الانفسی  
ولکن ان کل متاع فی وعاء  
مختوم علیہ اکان یقدر علی ما  
فی جوفہ حتی یفرض الخاتم  
فیقولون لا فیقول ان محمدا  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فیاتونی فاقول انا لہا فاذا اراد  
اللہ ان یقضی بین خلقہ نادى  
مناد ابن احمد و امتہ فنحن  
الاخرون الاولون نحن اخر

الامم واول من يحاسب، پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ  
فتفرج لنا الامم عن طریقنا۔ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں  
الحديث هذا مختصر۔ ہیں احمد اور ان کی امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم، تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلی سب  
امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے  
ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصات  
محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔

(مسند ابویعلیٰ حدیث ۲۳۲۴ عبد اللہ ابن عباس، مؤسسۃ علوم القرآن بیروت، ۶/۳)

### انبیاء کا التجائے شفاعت

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فیاتون محمدا فیقولون یا اولین و آخرین حضور خاتم النبیین  
محمد انت رسول الله وخاتم افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
الانبیاء۔ حضور آ کر عرض کریں گے حضور اللہ تعالیٰ کے

رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری  
شفاعت فرمائیں۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورہ بنی اسرائیل، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/۶۸۵) (فتاویٰ رضویہ

شریف ص ۶۳۹ ج ۱۵ ارضافاؤنڈیشن لاہور)

### سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ سخاوت محتاج بیان نہیں۔ حضرت  
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام

انسانوں سے زیادہ بڑھ کر سخی تھے۔ خصوصاً ماہِ رمضان میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ برسنے والی بدلیوں کو اٹھانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخی ہو جاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا۔

(شفاء شریف جلد ۱ ص ۶۵)

یہی وہ مضمون ہے جس کو فرزدق شاعر تابعی متوفی ۱۱۰ھ نے کیا خوب کہا ہے

کہ

مَا قَالَ لَا قَطُّ إِلَّا فِي تَشْهُدِهِ

لَوْلَا التَّشَهُدُ كَانَتْ لَاؤُهُ نَعْمَ

(الشفاء جعفر بن عقیق المصطفیٰ، فصل داما الجود والكرم... الخ، ج ۱، ص ۱۱۱، ۱۱۲ والموہب اللدنیہ مع

شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمه اللہ... الخ، ج ۶، ص ۱۱۳)

اسی کا ترجمہ کسی فارسی کے شاعر نے اس طرح کیا ہے کہ

نہ گفت لا بزبان مبارکش ہر گز

مگر در اشہد ان لا الہ الا اللہ

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں لا (نہیں) کا

لفظ نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ نعم (ہاں) ہی کہا مگر کلمہ شہادت میں لا (نہیں) کا لفظ

ضرور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر آتا تھا اور اگر کلمہ شہادت میں لا

کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تو اس میں بھی لا (نہیں) کی جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نعم (ہاں) ہی فرماتے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و منحصر نہیں تھی بلکہ بغیر مانگے ہوئے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس قدر زیادہ مال عطا فرمادیا کہ عالم سخاوت میں اس کی مثال نادر و نایاب ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت بڑے دشمن امیہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن امیہ جب مقام ”جعرا نہ“ میں حاضر دربار ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرمادیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔

چنانچہ صفوان مکہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامن اسلام میں آ جاؤ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا اس کے بعد پھر صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (المواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما کرہ اللہ... الخ، ج ۶، ص ۱۰۹، ۱۱۰)

علماء فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہو لئے ایک اعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے ردائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

(ملعطا، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الشجاعت فی الحرب الخ، الحدیث ۲۸۲۱، ج ۲، ص ۲۶۰)

حق ہے، اے مالک عرش (عَزَّ وَجَلَّ) کے نائب اکبر! قسم ہے اس کی جس

نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَظَرَّتْهَا

وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللُّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا و آخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم "مَا كَانَ وَمَا يَكُون" (یعنی گذشتہ و آئندہ) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے علوم سے ایک ٹکڑا۔

بہر حال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو دونوں اور سخاوت کے احوال اس قدر عدیم المثال اور اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ تحریر کیا جائے تو بہت سی کتابوں کا انبار تیار ہو سکتا ہے مگر اس سے پہلے کے اوراق میں ہم جتنا اور جس قدر لکھ چکے ہیں وہ سخاوت نبوت کو سمجھنے کے لئے بہت کافی ہے۔ خداوند کریم عزوجل ہم سب مسلمانوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کرم والے آقا

صحرائے عَرَب میں ایک قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ اثنائے راہ (یعنی راستے میں) پانی ختم ہو گیا۔ قافلے والے شدتِ پیاس سے بے تاب ہو گئے اور موت ان کے سروں پر منڈلانے لگی کہ کرم ہو گیا۔

ناگہانی آں مُغِيثِ ہر دو کون  
مصطفیٰ پیدا شدہ از بہرِ عَوْنِ

یعنی اچانک دونوں جہاں کے فریاد رس میٹھے میٹھے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کی امداد کے لیے تشریف لے آئے۔ اہلِ قافلہ کی جان میں جان آگئی! اللہ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوبِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”وہ سامنے جو ٹیلہ ہے اس کے پیچھے ایک سانڈنی سوار (یعنی اونٹ سوار) سیاہ قام حبشی غلام سوار گزر رہا ہے، اس کے پاس ایک مشکیزہ ہے، اُسے سانڈنی سمیت میرے پاس لے آؤ۔“ چنانچہ کچھ لوگ ٹیلے کے اُس پار پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک سانڈنی سوار حبشی غلام جا رہا ہے۔ لوگ اس کو تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ سراپا عظمت میں لے آئے۔ فہنشاہِ خیرُ الا نام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُس سیاہ قام غلام سے مشکیزہ لے کر اپنا دستِ بابرکت مشکیزے پر پھیرا اور مشکیزے کا منہ کھول دیا اور فرمایا:

”آؤ پیاسو! اپنی پیاس بجھاؤ۔“ چنانچہ اہلِ قافلہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے برتن بھی بھر لئے۔ وہ حبشی غلام یہ معجزہ دیکھ کر نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دستِ انور چومنے لگا۔ سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دستِ پُر انوار اُس کے چہرے پر پھیر دیا۔

شَد سَنیدِ آں زِنگی زادۂ حَبَش

بہجُو بَدْر و رَوِزِ رُوشن شَدِ حَبَش

یعنی اُس حبشی کا سیاہ چہرہ ایسا سفید ہو گیا جیسا کہ چودہویں کا چاند اندھیری رات کو روزِ روشن کی طرح منور کر دیتا ہے۔ اُس حبشی کی زبان سے کلمہ شہادت جاری ہو گیا اور وہ مسلمان ہو گیا اور یوں اُس کا دل بھی روشن ہو گیا۔ جب مسلمان ہو کر وہ اپنے مالک کے پاس پہنچا تو مالک نے اسے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا۔ وہ بولا: میں وہی آپ کا غلام ہوں۔ مالک نے کہا: وہ تو سیاہ قام غلام تھا۔ کہا: ٹھیک ہے



مگر میں مَدَنی حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا چکا ہوں۔ میں نے ایسے نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کر لی ہے کہ اُس نے مجھے بدر منیر (یعنی چودھویں کاروشن چاند) بنا دیا، جس کی صحبت میں پہنچ کر سب رنگ اُڑ جاتے ہیں، وہ تو کفر و معصیت کی سیاہ رنگت کو بھی دُور فرما دیتے ہیں، اگر میرے چہرے کا سیاہ رنگ اُڑ گیا تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے!

(مُلَخَّصٌ اَز مَشْوٰی شَرِیْف مُتْرَجِم، ص ۲۱۲)

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا

نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

دو جہان کے سلطان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عظمت نشان پر میری جان قربان! اللہ اللہ! پہاڑ کے پیچھے گزرنے والے آدمی کی بھی کس شان سے خبر دیں کہ اُس کا رنگ کالا ہے اور وہ سانڈنی پر سوار ہے اور اُس کے پاس مشکیزہ بھی ہے، پھر عطائے الہی عزوجل سے ایسا کرم فرمایا کہ مشکیزہ کے پانی نے سارے قافلے کو کفایت کیا اور مشکیزہ اُسی طرح بھرا رہا، مزید سیاہ فام غلام کے منہ پر نورانی ہاتھ پھیر کر کالے چہرے کو نور نور کر دیا حتیٰ کہ اُس کا دل بھی روشن ہو گیا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

روشنی بخش چہرہ

حضرت سیدنا اَبید بن اَبی اناس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مدینے کے تاجدار، شہنشاہِ عالی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار میرے چہرے اور سینے پر اپنا دست پُرانوار پھیر دیا۔ اس کی بَرَکت یہ ظاہر ہوئی کہ میں جب بھی کسی اندھیرے گھر میں داخل ہوتا وہ گھر روشن ہو جاتا۔

(الْمَخَصَصُ الْكَلْبَرِيُّ لِلْمَشْهُوِّطِيِّ ج ۲ ص ۱۳۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت، تاریخ دمشق ج ۲۰ ص ۲۱)

## فتح مکہ کے دن کفارِ مکہ سے خطاب

شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ہزاروں کے مجمع میں ایک گہری نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ سر جھکائے، نگاہیں نیچی کئے ہوئے لرزاں و ترساں اشرافِ قریش کھڑے ہوئے ہیں۔ ان ظالموں اور جفاکاروں میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستوں میں کانٹے بچھائے تھے۔ وہ لوگ بھی تھے جو بارہا آپ پر پتھروں کی بارش کر چکے تھے۔ وہ خونخوار بھی تھے جنہوں نے بار بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملے کئے تھے۔ وہ بے رحم و بے درد بھی تھے جنہوں نے آپ کے دندان مبارک کو شہید اور آپ کے چہرہ انور کو لہولہان کر ڈالا تھا۔ وہ اوباش بھی تھے جو برسہا برس تک اپنی بہتان تراشیوں اور شرمناک گالیوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو زخمی کر چکے تھے۔ وہ سفاک و درندہ صفت بھی تھے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر آپ کا گلا گھونٹ چکے تھے۔ وہ ظلم و ستم کے مجسمے اور پاپ کے پتلے بھی تھے جنہوں نے آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرا دیا تھا اور ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ وہ آپ کے خون کے پیاسے بھی تھے جن کی تشنہ لبی اور پیاس خونِ نبوت کے سوا کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی تھی۔ وہ جفاکار و خونخوار بھی تھے جن کے جارحانہ حملوں اور ظالمانہ یلغار سے بار بار مدینہ منورہ کے درود یوار دہل چکے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل اور ان کی ناک، کان کاٹنے والے، ان کی آنکھیں پھوڑنے والے، ان کا جگر چبانے والے بھی اس مجمع میں موجود تھے وہ ستم گار جنہوں نے شمعِ نبوت کے جاں نثار پروانوں حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت خبیب، حضرت زید بن دہنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کو رسیوں سے باندھ

باندھ کر کوڑے مار مار کر جلتی ہوئی ریتوں پر لٹایا تھا، کسی کو آگ کے دہکتے ہوئے کونلوں پر سلا یا تھا، کسی کو چٹائیوں میں لپیٹ لپیٹ کر ناکوں میں دھوئیں دیئے تھے، سینکڑوں بار گلا گھونٹا تھا۔ یہ تمام جو رجوع اور ظلم و ستمگاری کے پیکر، جن کے جسم کے روٹگئے روٹگئے اور بدن کے بال بال ظلم و عدوان اور سرکشی و طغیان کے وبال سے خوفناک جرموں اور شرمناک مظالم کے پہاڑ بن چکے تھے۔ آج یہ سب کے سب دس بارہ ہزار مہاجرین و انصار کے لشکر کی حراست میں مجرم بنے ہوئے کھڑے کانپ رہے تھے اور اپنے دلوں میں یہ سوچ رہے تھے کہ شاید آج ہماری لاشوں کو کتوں سے نچوا کر ہماری بوٹیاں چیلوں اور کووں کو کھلا دی جائیں گی اور انصار و مہاجرین کی غضب ناک فوجیں ہمارے بچے بچے کو خاک و خون میں ملا کر ہماری نسلوں کو نیست و نابود کر ڈالیں گی اور ہماری بستیوں کو تاخت و تاراج کر کے تہس نہس کر ڈالیں گی ان مجرموں کے سینوں میں خوف و ہراس کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ دہشت اور ڈر سے ان کے بدنوں کی بوٹی بوٹی پھڑک رہی تھی، دل دھڑک رہے تھے، کلیجے منہ میں آگئے تھے اور عالم یاس میں انہیں زمین سے آسمان تک دھوئیں ہی دھوئیں کے خوفناک بادل نظر آرہے تھے۔ اسی مایوسی اور ناامیدی کی خطرناک فضا میں ایک دم شہنشاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ رحمت ان پاپیوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ اور ان مجرموں سے آپ نے پوچھا کہ

”بولو! تم کو کچھ معلوم ہے؟ کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔“

اس دہشت انگیز اور خوفناک سوال سے مجرمین حواس باختہ ہو کر کانپ اٹھے لیکن جبین رحمت کے پیغمبرانہ تیور کو دیکھ کر امید و بیم کے محشر میں لرزتے ہوئے سب ایک زبان ہو کر بولے کہ اَخْ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخِ كَرِيْمٍ آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں۔

سب کی للچائی ہوئی نظریں جمال نبوت کا منہ تک رہی تھیں۔ اور سب کے کان شہنشاہ نبوت کا فیصلہ کن جواب سننے کے منتظر تھے کہ اک دم دفعۃً فاتح مکہ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ

لَا تَغْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ      آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم  
فَاذْهَبُوا اَنْتُمْ الظَّلَقَاءُ۔      سب آزاد ہو۔

المواہب اللدنیہ وشرح البرزقانی، باب غزوة الفتح الاعظم، ج ۳، ص ۳۳۹

بالکل غیر متوقع طور پر ایک دم اچانک یہ فرمان رسالت سن کر سب مجرموں کی آنکھیں فرط ندامت سے اشکبار ہو گئیں اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے جذباتشکر یہ کے آثار آنسوؤں کی دھار بن کر ان کے رخسار پر مچلنے لگے اور کفار کی زبانوں پر لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کے نعروں سے حرم کعبہ کے درود یوار پر ہر طرف انوار کی بارش ہونے لگی۔ ناگہاں بالکل ہی اچانک اور دفعۃً ایک عجیب انقلاب برپا ہو گیا کہ سماں ہی بدل گیا، فضا ہی پلٹ گئی اور ایک دم ایسا محسوس ہونے لگا کہ۔

جہاں تاریک تھا، بے نور تھا اور سخت کالا تھا

کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

کفار نے مہاجرین کی جائدادوں، مکانوں، دکانوں پر غاصبانہ قبضہ جمالیا تھا۔ اب وقت تھا کہ مہاجرین کو ان کے حقوق دلائے جاتے اور ان سب جائدادوں، مکانوں، دکانوں اور سامانوں کو مکہ کے غاصبوں کے قبضوں سے واگزار کر کے مہاجرین کے سپرد کیے جاتے۔ لیکن شہنشاہ رسالت نے مہاجرین کو حکم دے دیا کہ وہ اپنی کل جائدادیں خوشی خوشی مکہ والوں کو ہبہ کر دیں۔

☆☆☆☆☆

## وَاللَّهُ عَاصِمُهُ اللہ آپ (ﷺ) کا نگہبان

### نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

یہ ہمارے حضورِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد ہیں۔ یہ عبدالمطلب کے تمام بیٹوں میں سب سے زیادہ باپ کے لاڈلے اور پیارے تھے۔ چونکہ ان کی پیشانی میں نور محمدی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ جلوہ گر تھا اس لئے حسن و خوبی کے پیکر، اور جمالِ صورت و کمالِ سیرت کے آئینہ دار، اور عفت و پارسائی میں یکتائے روزگار تھے۔ قبیلہ قریش کی تمام حسین عورتیں ان کے حسن و جمال پر فریفتہ اور ان سے شادی کی خواست گارتھیں۔ مگر عبدالمطلب ان کے لئے ایک ایسی عورت کی تلاش میں تھے جو حسن و جمال کے ساتھ ساتھ حسب و نسب کی شرافت اور عفت و پارسائی میں بھی ممتاز ہو۔ عجیب اتفاق کہ ایک دن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکار کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے تھے ملک شام کے یہودی چند علامتوں سے پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزماں کے والد ماجد یہی ہیں۔ چنانچہ ان یہودیوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا قتل کر ڈالنے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی یہودیوں کی ایک بہت بڑی جماعت مسلح ہو کر اس نیت سے جنگل میں گئی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہائی میں دھوکہ سے قتل کر دیا جائے مگر اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ بھی اپنے فضل و کرم سے بچا لیا۔ عالم غیب سے چند ایسے سوار ناگہاں نمودار ہوئے جو اس دنیا کے لوگوں سے کوئی مشابہت ہی نہیں رکھتے تھے، ان سواروں نے آ کر یہودیوں کو مار بھگایا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

بحفاظت ان کے مکان تک پہنچا دیا۔ ”وہب بن مناف“ بھی اس دن جنگل میں تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا، اس لئے ان کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے انتہا محبت و عقیدت پیدا ہو گئی، اور گھر آ کر یہ عزم کر لیا کہ میں اپنی نور نظر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے کروں گا۔ چنانچہ اپنی اس دلی تمنا کو اپنے چند دوستوں کے ذریعہ انہوں نے عبدالطلب تک پہنچا دیا۔ خدا کی شان کہ عبدالطلب اپنے نور نظر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جیسی دلہن کی تلاش میں تھے، وہ ساری خوبیاں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت وہب میں موجود تھیں۔ عبدالطلب نے اس رشتہ کو خوشی خوشی منظور کر لیا۔ چنانچہ چوبیس سال کی عمر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہو گیا اور نور محمدی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہو کر حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہو گیا اور جب حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو عبدالطلب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجوریں لینے کے لئے مدینہ بھیجا، یا تجارت کے لئے ملک شام روانہ کیا، وہاں سے واپس لوٹتے ہوئے مدینہ میں اپنے والد کے نہال ”بنو عدی بن نجار“ میں ایک ماہ بیمار رہ کر پچیس برس کی عمر میں وفات پا گئے اور وہیں ”دارِ نابغہ“ میں مدفون ہوئے۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج 2، ص 12-14 ملحقاً)

### کفار سے حفاظت

جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج

لے کر مکہ پر چڑھائی نہ کر دیں۔ چنانچہ اس خطرہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کفار مکہ نے اپنے دارالندوہ (پنچائت گھر) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی۔ اور یہ کانفرنس کا ایسا زبردست نمائندہ اجتماع تھا کہ مکہ کا کوئی بھی ایسا دانشور اور بااثر شخص نہ تھا جو اس کانفرنس میں شریک نہ ہو۔ خصوصیت کے ساتھ ابوسفیان، ابو جہل، عقبہ، جبیر بن مطعم، نصر بن حارث، ابوالمنثری، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، امیہ بن خلف وغیرہ وغیرہ تمام سردارانِ قریش اس مجلس میں موجود تھے۔ شیطان لعین بھی کبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آ گیا۔ قریش کے سرداروں نے نام و نسب پوچھا تو بولا کہ میں ”شیخ مجدی“ ہوں اس لئے اس کانفرنس میں آ گیا ہوں کہ میں تمہارے معاملہ میں اپنی رائے بھی پیش کر دوں۔ یہ سن کر قریش کے سرداروں نے ابلیس کو بھی اپنی کانفرنس میں شریک کر لیا اور کانفرنس کی کارروائی شروع ہو گئی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ابوالمنثری نے یہ رائے دی کہ ان کو کسی کوٹھری میں بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے کھانا پانی ان کو دے دیا کرو۔ شیخ مجدی (شیطان) نے کہا کہ یہ رائے اچھی نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم لوگوں نے ان کو کسی مکان میں قید کر دیا تو یقیناً ان کے جاں نثار اصحاب کو اس کی خبر لگ جائے گی اور وہ اپنی جان پر کھیل کر ان کو قید سے چھڑالیں گے۔

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو عامری نے یہ مشورہ دیا کہ ان کو مکہ سے نکال دو تا کہ یہ کسی دوسرے شہر میں جا کر رہیں۔ اس طرح ہم کو ان کے قرآن پڑھنے اور ان کی تبلیغ اسلام سے نجات مل جائے گی۔ یہ سن کر شیخ مجدی نے بگڑ کر کہا کہ تمہاری اس رائے پر لعنت، کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کلام میں کتنی مٹھاس اور تاثیر و دل کشی ہے؟ خدا کی قسم! اگر تم لوگ ان کو شہر بدر کر کے چھوڑ دو گے تو یہ پورے ملک عرب میں لوگوں کو قرآن سنا سنا کر تمام قبائل عرب کو اپنا تابع

فرمان بنالیں گے اور پھر اپنے ساتھ ایک عظیم لشکر کو لے کر تم پر ایسی یلغار کر دیں گے کہ تم ان کے مقابلہ سے عاجز و لاچار ہو جاؤ گے اور پھر بجز اس کے کہ تم ان کے غلام بن کر رہو کچھ بنائے نہ بنے گی اس لئے ان کو جلا وطن کرنے کی تو بات ہی مت کرو۔ ابو جہل بولا کہ صاحبو! میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی یہ سن کر سب کے کان کھڑے ہو گئے اور سب نے بڑے اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ کیسے وہ کیا ہے؟ تو ابو جہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکبارگی حملہ کر کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالیں۔ اس تدبیر سے خون کرنے کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر رہے گا۔ ظاہر ہے کہ خاندان بنو ہاشم اس خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ لہذا یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم لوگ مل جل کر آسانی کے ساتھ خون بہا کی رقم ادا کر دیں گے۔ ابو جہل کی یہ خونی تجویز سن کر شیخ مجدی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور کہا کہ بے شک یہ تدبیر بالکل درست ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ تمام شرکاء کا نفرس نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا اور مجلس شوریٰ برخواست ہو گئی اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لے کر اپنے اپنے گھر چلا گیا۔ خداوند قدوس نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَإِذْ يَبْكُكُمْ بَكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۗ

وَيَبْكُرُونَ وَيَسَكُرُونَ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ الْمُبْكِرِينَ ۗ (پ ۹، الانفال: ۳۰)

(اے مجبوب یاد کیجیے) جس وقت کفار آپ کے بارے میں خفیہ تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں یہ لوگ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی پوشیدہ تدبیر سب



سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کیا تھی؟ اس کا جلوہ دیکھیے کہ کس طرح اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور کفار کی ساری اسکیم کو کس طرح اس قادرِ قیوم نے تہس نہس فرما دیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۹۱-۱۹۳)

### ہجرتِ رسول کا واقعہ

جب کفار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر کے کانفرنس ختم کر چکے اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام رب العالمین کا حکم لے کر نازل ہو گئے کہ اے محبوب! آج رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ عین دو پہر کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان یہاں آپ کی اہلیہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا اور کوئی نہیں ہے (اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادی ہو چکی تھی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت فرمادی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار مہینے سے دو اونٹنیاں ببول کی پتی کھلا کھلا کر تیار کی تھیں کہ

ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبول ہے مگر میں اس کی قیمت دوں گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادل ناخواستہ فرمان رسالت سے مجبور ہو کر اس کو قبول کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اس وقت بہت کم عمر تھیں لیکن ان کی بڑی بہن حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سامان سفر درست کیا اور توشہ دان میں کھانا رکھ کر اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیے۔ ایک سے توشہ دان کو باندھا اور دوسرے سے مشک کا منہ باندھا۔ یہ وہ قابل فخر شرف ہے جس کی بنا پر ان کو "ذات النطاقین" (دو پٹکے والی) کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کافر کو جس کا نام "عبداللہ بن ارنیقٹ" تھا جو راستوں کا ماہر تھا راہ نمائی کے لئے اُجرت پر نوکر رکھا اور ان دونوں اونٹنیوں کو اس کے سپرد کر کے فرمایا کہ تین راتوں کے بعد وہ ان دونوں اونٹنیوں کو لے کر "غار ثور" کے پاس آجائے۔ یہ سارا نظام کر لینے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مکان پر تشریف لائے۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی ﷺ و اصحابہ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۲)

دالسیۃ السنویۃ لابن ہشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۹۲-۱۹۳)

### کاشانۂ نبوت کا محاصرہ

کفار مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور انتظار کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔ اس وقت گھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صرف علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کفار مکہ اگرچہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے مگر اس

کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت و دیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال و سامان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی بہت سی امانتیں کاشانہ نبوت میں تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی تمام امانتیں ان کے مالکوں کو سونپ کر مدینہ چلے آنا۔

یہ بڑا ہی خوفناک اور بڑے سخت خطرہ کا موقع تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ کفار مکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان سے کہ تم قریش کی ساری امانتیں لوٹا کر مدینہ چلے آنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور مدینہ پہنچوں گا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر جو آج کانٹوں کا بچھونا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پھولوں کی بیج بن گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر پر صبح تک آرام کے ساتھ میٹھی میٹھی نیند سوتے رہے۔ اپنے اسی کارنامے پر فخر کرتے ہوئے شیر خدا نے اپنے اشعار میں فرمایا کہ

وَقَيْتُ بِنَفْسِي خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْكُرَى

وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَبِالْحَجْرِ

میں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ و حطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں۔

رَسُولُ إِلِهِ خَافَ أَنْ يَمْكُرُوا بِهِ

فَنَجَّاهُ كُنُوزَ الطَّوْلِ إِلَالَهُ مِنَ الْمَكْرِ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ ان کے ساتھ خفیہ چال چل جائیں گے مگر خداوند مہربان نے ان کو کافروں کی خفیہ تدبیر سے بچالیا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۸ و شرح الزرقانی علی المواہب، باب ہجرۃ

المعطنی رضی اللہ عنہم، ج ۲، ص ۹۵ و السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۹۳)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بستر نبوت پر جان ولایت کو سلا کر ایک مٹی خاک ہاتھ میں لی اور سورہ یس کی ابتدائی آیتوں کو تلاوت فرماتے ہوئے نبوت خانہ سے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے۔ نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو یہاں سے نکل گئے اور چلتے وقت تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں۔ چنانچہ ان کو رنختوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ان کے سروں پر خاک اور دھول پڑی ہوئی تھی۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۷)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو غار ثور میں تشریف فرما ہو گئے۔ ادھر کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ظالموں نے تھوڑی دیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش و جستجو میں مکہ اور اطراف و جوانب کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈنے ڈھونڈتے غار ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالاتن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے

انڈے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالاتتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آگئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا مَتَّغِبْرًا وَ! خدایا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر سکون و اطمینان کا ایسا سکینہ اتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے۔

(المواہب اللدیۃ والزرقاتی، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ج ۲، ص ۱۲۳ ملخصاً)

و مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۹)

### غزوة بنو نضیر

حضرت عمرو بن امیہ ہضمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہ بنو کلاب کے جن دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کا خون بہا ادا کرنے کا اعلان فرما دیا تھا اسی معاملہ کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلہ بنو نضیر کے یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے کیونکہ ان یہودیوں سے آپ کا معاہدہ تھا مگر یہودی درحقیقت بہت ہی بد باطن ذہنیت والی قوم ہیں معاہدہ کر لینے کے باوجود ان خبیثوں کے دلوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی اور عناد کی آگ بھری ہوئی تھی۔ ہر چند حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان بد باطنوں سے اہل کتاب ہونے کی بنا پر اچھا سلوک فرماتے تھے مگر یہ لوگ ہمیشہ اسلام کی بیخ کنی اور بائنی اسلام کی دشمنی میں مصروف رہے۔ مسلمانوں سے بغض و

عناد اور کفار و منافقین سے ساز باز اور اتحاد یہی ہمیشہ ان غداروں کا طرزِ عمل رہا۔ چنانچہ اس موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے بظاہر تو بڑے اخلاق کا مظاہرہ کیا مگر اندرونی طور پر بڑی ہی خوفناک سازش اور انتہائی خطرناک اسکیم کا منصوبہ بنا لیا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، حدیث بنی النخیر، ج ۲، ص ۵۰۸ ملخصاً)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے یہودیوں نے ان سب حضرات کو ایک دیوار کے نیچے بڑے احترام کے ساتھ بٹھایا اور آپس میں یہ مشورہ کیا کہ چھت پر سے ایک بہت ہی بڑا اور وزنی پتھر ان حضرات پر گرا دیں تاکہ یہ سب لوگ دب کر ہلاک ہو جائیں۔ چنانچہ عمرو بن جحاش اس مقصد کے لئے چھت کے اوپر چڑھ گیا، محافظِ حقیقی پروردگار عالم عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہودیوں کی اس ناپاک سازش سے بذریعہ وحی مطلع فرما دیا اس لئے فوراً ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر چپ چاپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے آئے اور مدینہ تشریف لا کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہودیوں کی اس سازش سے آگاہ فرمایا۔



## وَجِبْرِيلُ خَادِمُهُ

### جبریل آپ (ﷺ) کے خدمت گزار

#### جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے خادم

حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ”سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى“ پر پہنچے تو پیچھے ہٹ گئے۔ حُسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکْبَرِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے جبریل! کیا یہاں پر دوست دوست کو چھوڑ دے گا؟“ جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ”اے تمام رسولوں کے سردار اور ربِّ العالمین کے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ تو پوشیدہ رازوں اور لکھے ہوئے علم کو جانتے ہیں کہ اس مقام پر حدود ختم ہو جاتی اور علوم مٹ جاتے ہیں۔ میرا یہی مقام ہے) کہ آپ کی خدمت کروں) اور ہم میں سے ہر ایک کا مخصوص مقام ہے۔ لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے چلے اور اپنے عزت و وقار کے انوار میں مزید اضافہ فرمائیے۔“

چنانچہ نبی مختار، رسولوں کے سالار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انوار کے حجابات سے تجاوز کرتے گئے حتیٰ کہ وہاں پہنچ گئے جہاں کوئی مقام نہیں، جدائی ختم ہو گئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حسنِ ادب کے راستے پر چلتے ہوئے، اس ذات حق کے جمال کا مشاہدہ کرنے لگے جس کی پہچان، وحدانیت اور وصف، یکتائی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ربِّ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انوار و تجلیات کا حُلَّہ سجالیا پس وصال کی رسی مل گئی اور دُوری ختم ہو گئی۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے

گفتگو کی ابتداء سلامتی بھیجنے سے کی اور لطف فرماتے ہوئے انعام و اکرام عطا فرمائے۔

(الروض الفائق فی النوایط والذائق ص ۱۲۵۲ الفتح مغیب خزینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الخوئی ۱۰۸۱ھ)

### ستر ہزار فرشتوں کی خدمت

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”اے جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! ہدایت کا جہنڈا، عنایت کا بُراق، قبولیت و ولایت کی پوشاک، رسالت کا لباس اور عظمت و جلالت کی زبان لے کر ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ رسولوں کے سالار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار میں حاضر ہو جا اور اُن کے دروازے پر کھڑا رہ اور اُن کی بارگاہ سے فیض حاصل کر کہا ج رات تو ان کا ہم رکاب ہوگا۔ اور اے میکائیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! تو بھی علمِ قبولیت کو تھام لے اور ستر ہزار فرشتوں کو لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پر حاضر ہو جا کہ آج رات تو بھی ان کی خدمت پر مامور ہے۔ اے اسرائیل و عزرائیل (علیہما السلام)! تم دونوں بھی ویسے ہی کرو جیسے جبرائیل و میکائیل کر رہے ہیں۔ آج رات تم سب نے سپدِ الاولین و الآخین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اے جبرائیل (علیہ السلام)! سورج کی روشنی کے ذریعے چاند کی روشنی میں کچھ اضافہ کر دے اور چاند کے نور کے ذریعے ستاروں کے نور میں زیادتی کر دے۔ پھر شمس و قمر کو جمع بنا کر بارگاہِ نبوی میں پیش کر دے۔“

(الروض الفائق فی النوایط والذائق ص ۱۲۵۶ الفتح مغیب خزینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الخوئی ۱۰۸۱ھ)

### ملک الموت علیہ السلام بھی خادم

پھر سرکارِ عالی وقار، شافعِ روزِ شمار، محبوبِ غفار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سپدِ ثنائت عاتقہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور مرض میں



بتلا رہے یہاں تک کہ ملک الموت علیہ السلام ایک اعرابی کے روپ میں حاضر خدمت ہوئے اور حجرہ اقدس کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کی: "اَسَلِّمُ عَلَيْكُمْ، اے سرچشمہ نبوت و رسالت کے اہل بیت! کیا مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت ہے؟" حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواباً فرمایا: "اے اعرابی! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ میں مشغول ہیں۔" اس نے پھر عرض کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے سے جھانکا اور ملک الموت علیہ السلام کو دیکھ کر حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: "جانتی ہو، تمہارا مخاطب کون ہے؟" عرض کی: "اے ابا جان! کوئی اعرابی ہے۔" ارشاد فرمایا: "یہ ملک الموت ہے، یہ لذات کو توڑنے (یعنی ٹھکت دینے) والا ہے، اسے آنے دو۔" پس وہ حاضر خدمت ہوئے اور سلام کیا پھر عرض کی: "یا رسول اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) وَصَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح قبض نہ کروں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حکم ہے؟" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ٹھہر جاؤ حتیٰ کہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "ہم نے ایسی بات کا سامنا کیا جس کے متعلق ہمارے پاس کوئی رائے نہ تھی۔ گویا ہم پر کوئی مصیبت آن پڑی ہو، اس بات کی بڑائی اور ہیبت کی وجہ سے گھر والوں میں سے کوئی بھی بول نہ سکتا تھا۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو سلام فرماتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مزاج پرسی فرماتا ہے حالانکہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت خوب جانتا ہے لیکن وہ آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مزید کرامت و شرف عطا کرنا چاہتا ہے۔ ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے جبرائیل امین علیہ السلام! ملک الموت علیہ السلام نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے اور پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوری بات بتائی۔“

(الروض الفائق فی النوایط والذائق ص ۵۰۹ الفتح مغیب خزینفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ النخوئی ۸۱۰ھ)

### حضرت جبرائیل علیہ السلام مددگار

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خاص کرامت یہ ہے کہ جب تک یہ نعت خوانی فرماتے رہتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی امداد و نصرت کے لیے ان کے پاس موجود رہتے تھے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: **إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ حَسَانَ بَرُوجِ الْقُدُسِ مَا تَأْتِيهِ أَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** (یعنی جب تک حسان میری طرف سے کفار کو مدافعتانہ جواب دیتے اور میرے بارے میں اظہار فخر کرتے رہتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی مدد فرماتے رہتے ہیں۔

(مشكاة الصالح، کتاب الاداب، باب البیان والاشعر، الحدیث: ۴۸۰۵، ج ۲، ص ۱۸۸)



## وَالْبُرَاقِ مَرْكَبُهُ

### آپ ﷺ کی سواری بُراق

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات کے سردار اور جن و انس کے امام ہیں، جنہیں (رات کے تھوڑے حصے میں) مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، پھر وہاں سے ”سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى“ تک، اور وہاں سے قَابِ قَوْسَيْنِ تک سیر کرائی گئی۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سواری بُراق تھی، حضرت سیدنا جبریل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام لگام پکڑے ہوئے تھے اور تمام نوری مخلوق آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی راہ دیکھ رہی تھی۔ جب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سواری مسجد اقصیٰ پہنچی تو انبیاء کرام علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو صفوں میں کھڑے پایا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امامت فرمائی تو ہر نبی و رسول علیہم السلام نے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا کی۔

(الروض الفائق فی التواضع والذقا بقرص ۲۵۰ لفتح المغیب خزینتہ رخصتہ اللہ تعالیٰ علیہ الخواتم ۸۱۰ھ)

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم، رؤوف رحیم ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق حضرت سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بُراق کی رکاب حضرت سیدنا میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پکڑ رکھی تھی جبکہ دامنِ رحمت حضرت سیدنا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ اقدس میں تھا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں پر بلانے والا خود رتِ جلیل عَزَّ وَجَلَّ تھا اور جن کو بلایا گیا تھا وہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے، دعوت کا مقام قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَذْنِ

تھا، اور خلعت (جل: عت) گنہگار ان اُمت کی شفاعت تھی  
 (الروض الفائق فی النوایب والذائق ص ۲۵۳ الشیخ شعب خریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ النسخۃ ۱۰/۸۱۰)  
 حضرت سیدنا جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم کی خدمتِ اقدس میں بشارت و مبارکباد کے پیغامات لے کر حاضر ہو گئے۔  
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدتنا اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ  
 اقدس میں محو آرام تھے۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ندا دی: اے نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم! اللہ عزّ و جلّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو جائیے کہ فرشتے آپ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں صف بستہ ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وآلہ وسلم دیدارِ الہی عزّ و جلّ کے شوق میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت سیدنا  
 جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بُراق پر  
 سوار کرایا اور پھر خود بھی سوار ہو کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ جا پہنچے، بے حد و بے حساب  
 سفر طے کیا اور ملائکہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے  
 دُرود و سلام کے نذرانے پیش کر رہے تھے اور یوں عرض کر رہے تھے: "أَيُّهَا  
 السَّيِّدُ الْكَرِيمُ وَالرَّسُولُ الْعَظِيمُ الْتَفَّتْ بِنَظْرِكَ إِلَيْنَا وَتَفَضَّلَ بِمُحْسِنِ  
 عَظْفِكَ عَلَيْنَا یعنی اے محترم و مکرم اور عظیم رسول! ہم پر نظرِ کرم کے ساتھ توجہ و  
 التفات فرمائیے اور شفقت و مہربانی فرمائیے۔"

(الروض الفائق فی النوایب والذائق ص ۲۵۶ الشیخ شعب خریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ النسخۃ ۱۰/۸۱۰)

### معراج شریف

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے معراج کا واقعہ  
 بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل اور ہماری مادی دنیا سے بالکل ہی ماوراء اور عقل انسانی

کے قیاس و گمان کی سرحدوں سے بہت زیادہ بالاتر ہے۔

معراج کا دوسرا نام ”اسراء“ بھی ہے۔ ”اسراء“ کے معنی رات کو چلانا یا رات کو لے جانا چونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کو خداوند عالم نے قرآن مجید میں سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا (پ ۱۵، بنی اسراء میں: ۱۰) کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے اس لیے معراج کا نام ”اسراء“ پڑ گیا اور چونکہ حدیثوں میں معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”عُرُوجِ بَنِي“ (مجھ کو اوپر چڑھایا گیا) کا لفظ ارشاد فرمایا اس لیے اس واقعہ کا نام ”معراج“ پڑا۔ احادیث و سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کو بہت کثیر التعداد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے ۴۵ صحابیوں کو نام بنام گنایا ہے جنہوں نے حدیث معراج کو روایت کیا ہے۔

(المواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی، المقصد الخامس فی تخصیصہ... الخ، ج ۸، ص ۲۵-۲۷)

### معراج کی حقیقت

بدایوں کے ایک صاحب جو حضرت شاہ آل رسول مارہروی علیہ رحمۃ اللہ الباری کے مرید خاص تھے۔ وہ ایک مرتبہ سوچنے لگے کہ معراج شریف چند لمحوں میں کس طرح ہو گئی؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت وضو فرما رہے تھے۔ فوراً اس سے کہا: ”میاں اندر سے ذرا تولیہ تو لاؤ!“ موصوف جب اندر گئے تو ایک کھڑکی نظر آئی۔ اس جانب نگاہ دوڑائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پُر فضا باغ ہے۔ یہاں تک کہ اس میں سیر کرتے ہوئے ایک عظیم الشان شہر میں پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے کاروبار شروع کر دیا، شادی بھی کی اولاد بھی ہوئی، یہاں تک کہ 20 سال کا عرصہ گزر گیا۔ جب اچانک حضرت نے آواز دی تو وہ گھبرا کر کھڑکی میں آئے اور تولیہ لئے ہوئے دوڑے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابھی وضو کے قطرات حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے چہرہ مبارک پر موجود ہیں اور دست مبارک بھی تر ہیں۔ وہ انتہائی حیران و ششدر ہوئے، تو حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبسم آمیز لہجے میں فرمایا: میاں وہاں بیس برس رہے اور شادی بھی کی اور یہاں ابھی تک وضو خشک نہیں ہوا اب تو معراج کی حقیقت کو سمجھ گئے ہو گے؟

سفرِ معراج کے تین حصے ہیں (1) اسری (2) معراج (3) اعراج یا عروج۔ حصہ اول اسری قرآن پاک کی نِصْفِ قَطْعِی سے ثابت ہے چنانچہ پارہ 15 سُورَةُ الْأَسْرَى (اس کو سورہ بنی اسرائیل بھی کہتے ہیں) کی ابتدائی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلٰی  
الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِی بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِیْہٖ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ  
السَّبِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (پ 15، بنی اسرائیل: 1)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا۔ پاکی ہے اُسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک جس کے گرد اگر وہم نے بَرَکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ سنا دیکھتا ہے۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولینا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔ مکہ مکرمہ سے حضور پُر نور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا بیٹا المقدّس تک شب کے چھوٹے حصہ میں تشریف لے جانا نِصْفِ قَرٰنِی سے ثابت ہے۔ اس کا منکر (انکار کرنے والا) کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازلِ قُرب میں پہنچنا احادیثِ صَحِیْحَہٖ مُعْتَمَدَہٖ مَشْهُورَہٗ

(صحی - حہ - مع - ت - مدہمش - ہوزہ) سے ثابت ہے جو حد تو اثر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکر (انکار کرنے والا) گمراہ ہے۔ معراج شریف بحالتِ بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی، یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کثیر جماعتیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اچلہ اصحاب اسی کے معتقد ہیں۔ (خواہن ابن البرقان ص 451) عروج یا اعراج یعنی سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر کی آنکھوں سے دیدارِ الہی کرنے اور فوق العرش (عرش سے اوپر) جانے کا منکر (انکار کرنے والا) خاطی یعنی خطا کار ہے۔



## سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى مَقَامُهُ

### سدرۃ المنتہی آپ ﷺ کا مقام

سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے جس کی اصل (جڑ) چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں پھیلی ہیں اور بلندی میں وہ ساتویں آسمان سے بھی گزر گیا ملائکہ اور ارواح شہداء و اتقیاء اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے لئے سیر کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا جو کہ چھٹے آسمان میں واقع ہے زمین سے اوپر چڑھنے والی چیز اور اوپر سے نیچے آنی والی چیز یہاں آ کر رک جاتی ہے پھر اسے لے جایا جاتا ہے اللہ نے فرمایا (اذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى) کہ ڈھانک لیتی ہے وہ چیزیں کہ جو ڈھانک لیتی ہیں حضرت عبد اللہ نے فرمایا یعنی سونے کے پتے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں پانچ نمازیں سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ہر ایک ایسے آدمی کو بخش دیا گیا جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔

زمین سے ”سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى“ تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے۔ اس سے آگے مستوی، اس کا بُعد اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) جانے! اس سے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں۔ ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانسو (500) برس کا فاصلہ اور اس سے آگے عرش اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں۔

یہ بیری کا درخت ہے ساتویں آسمانوں کے اوپر یہاں فرشتوں کی انتہا ہے کہ



کوئی فرشتہ جو زمین پر آتا ہے، اس سے آگے نہیں بڑھتا اور عرشی فرشتے اس سے نیچے نہیں آتے حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال فرشی فرشتے یہاں تک پہنچاتے ہیں پھر وہاں اوپر والے فرشتے لے لیتے ہیں اور اوپر پہنچاتے ہیں اس لیے اسے منتمی کہا جاتا ہے، اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے یا اس کی انتہا جنت میں ہے یا اس کے آگے کسی کا علم نہیں بڑھتا کہ اوپر کیا ہے ان وجوہ سے اسے منتمی کہا جاتا ہے۔ (ازمرقات)

سدرہ عربی زبان میں بیری کے درخت کو کہتے ہیں اور منتمی کے معنی ہیں آخری سرا۔ سدرۃ المنتہی کے لغوی معنی ہیں، وہ بیری کا درخت جو آخری انتہا کے سرے پر واقع ہے اس درخت کا یہ نام رکھنے کی وجہ صحیح مسلم میں اس طرح ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوپر سے جو احکامات نازل ہوتے ہیں وہ اسی پر منتمی ہو جاتے ہیں، اور جو بندوں کے اعمال نیچے سے اوپر جاتے ہیں وہ وہاں ٹہر جاتے ہیں یعنی آنے والے احکام پہلے وہاں آتے ہیں پھر وہاں سے نازل ہوتے ہیں اور نیچے سے جانے والے جو اعمال ہیں وہ وہاں ٹہر جاتے ہیں پھر اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔

### دیدارِ الہی

کیا معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا؟ اس مسئلہ میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور ان حضرات نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (پ ۲۷، النجم: ۱۱) کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ آپ نے خدا کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی شکل و صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی نے اس مسئلہ میں کہ دیکھا یا نہ دیکھا کچھ بھی کہنے سے توقف فرمایا مگر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

(الثناء جعفر بن یحییٰ، فصل واما رویۃ لربہ، ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۷، ملخصاً)

چنانچہ عبد اللہ بن الحارث نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا رہے لیکن ہم بنی ہاشم کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا۔ یہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (پ ۲، ۱۰، ۱۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

کہ ”رَأَيْتُ رَبِّي“، یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

محدث عبد الرزاق ناقل ہیں کہ حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور بعض متکلمین نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب تھا اور ابن اسحاق ناقل ہیں کہ حاکم مدینہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ”جی ہاں!“

اسی طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے

میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا، اتنی دیر تک وہ دیکھا کہتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔

(الشفاء، جعفر بن محمد، فصل واما رویۃ لربہ، ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۷)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شریک بن عبداللہ نے جو معراج کی روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے کہ

حَتَّى جَاءَ سِنْدَةَ الْمُنتَهَى      حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ  
وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى      المنتہی پر تشریف لائے اور عزت والا جبار  
حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ      (اللہ تعالیٰ) یہاں تک قریب ہوا اور  
أَكْثَى.      نزدیک آیا کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم  
کا فاصلہ رہ گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قولہ تعالیٰ: وکلم اللہ موسیٰ... الخ، الحدیث: ۷۵۱۷، ج ۳،

ص ۵۸۰، ۵۸۱)

بہر حال علماء اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا دیدار کیا۔ اس معاملہ میں روایت کے علاوہ ایک روایت بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی شوکت و شان اور آن بان کے ساتھ اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر بلایا اور خلوت گاہ راز میں۔۔۔۔۔ کے ناز و نیاز کے کلاموں سے سرفراز بھی فرمایا۔ مگر ان بے پناہ عنایتوں کے باوجود اپنے حبیب کو اپنا دیدار نہیں دکھایا اور حجاب فرمایا یہ ایک ایسی بات ہے جو مزاج عشق و محبت کے نزدیک مشکل ہی سے قابل قبول ہو سکتی ہے کیونکہ کوئی شاندار میزبان اپنے شاندار

مہمان کو اپنی ملاقات سے محروم رکھے اور اس کو اپنا دیدار نہ دکھائے یہ عشق و محبت کا  
 ذوق رکھنے والوں کے نزدیک بہت ہی ناقابل فہم بات ہے۔ لہذا ہم عشق بازوں کا  
 گروہ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح اپنی آخری سانس تک یہی کہتا  
 رہے گا کہ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا  
 جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ)



## وَقَابِ قَوْسَيْنِ مَطْلُوبُهُ وَالْمَطْلُوبُ مَقْصُودُهُ وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودُهُ

اور (قربِ خداوندی میں) قابِ قوسین کا مرتبہ  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلوب ہے اور مطلوب ہی آپ کا  
مقصود ہے اور مقصود آپ کو حاصل ہے

قابِ قوسین کے متعلق صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ دو کمانیں مل کر دائرہ بن جاتا ہے جس کے بیچ میں مرکز ہوتا ہے۔ جب کسی سے معانقہ کیا جائے گلے لگایا جائے تو دونوں ہاتھوں کا دائرہ اس کی پیٹھ پر بناتے ہیں اور اسے گلے لگاتے ہیں، مصافحہ میں قدرے دور کی ملاقات ہوتی ہے مگر معانقہ میں اتصال کی ملاقات۔ نور الہی رحمت الہی نے اس رات اپنے محبوب کو اپنی آغوش میں اس طرح لیا کہ رحمتِ خداوندی دائرہ تھی اور محبوب اس کا مرکز کہ ہر طرف رب کی رحمت، اس کا نور بیچ میں حضور مصطفیٰ کا ظہور صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں: ع

سريت من حرم ليلا الى حرم  
كما سري البدن في داج من الظلم  
وبت ترقى الى ان نلت منزلة  
من قاب قوسين لم تدرك ولم ترم

خفضت كل مقام بالاضافة اذ  
 نوديت بالرفع مثل المفرد العلم  
 فخرت كل فخر غير مشترك  
 وجزت كل مقام غير مزدحم

(الكوکب الدرية فی مدح خیر البرية (قصیدہ بردہ) الفصل السابع مرکز الہنت کجرات ہند

ص ۳۶۲۳۳)

یعنی یا رسول اللہ! حضورات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظمہ سے  
 بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند  
 چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل  
 پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام  
 مقامات کو نسبت فرمادیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے  
 حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمایا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے  
 جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمائے اور حضور  
 تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو  
 یہ امر نصیب نہ ہوا۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ای انت دخلت الباب یعنی حجور دروازہ میں داخل ہوئے  
 وقطعت الحجاب الی ان لم اور آپ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے  
 تترك غاية للساع الی السبق کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب  
 من کمال القرب المطلق الی مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے

جناب الحق ولا ترکت موضع جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ  
 رقی و شعود و قیام و قعود چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب  
 لطالب رفعة فی عالم الوجود بندگی کے لئے کوئی جگہ عروج و ترقی یا  
 بل تجاوزت ذلك الی مقام اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم  
 قاب قوسین اودائی فاوخی مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب و قوسین  
 الیک ربک ما اوخی۔ اودائی تک پہنچے تو حضور کے رب نے  
 حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

(الزبدۃ العمدۃ فی شرح القصیدۃ البردۃ الفصل السابع جمعیت علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۹۶)

نیز امام ہمام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد قدس سرہ، ام القرّی میں فرماتے ہیں:

وترقی به الی قاب قوسین  
 وتلك السیادة القعسا  
 رتب تسقط الاما فی حسری  
 دونها ما وراهن وراء

(ام القرّی فی مدح خیر الوزی الفصل الرابع حزب القادریہ لاہور ص ۱۳)

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات  
 ہیں کہ آرزو میں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔  
 امام ابن حجر کی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القرّی میں فرماتے ہیں:

قال بعض الائمة بعض ائمة نے فرمایا شب اسراء  
 والماریج لیلۃ الاسراء عشرة، دس معراجیں تھیں، سات ساتوں  
 سبعة فی السنوت والعامن الی آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرۃ المنتہی،  
 سدرۃ المنتہی والتاسع الی نویں مستوی، دسویں عرش تک۔

المستوى والعاشر الى العرش.

الخ.

(افضل القزى لقراء ام القزى تحت شعر ۷۳ لمجمع الثقاتى ابو ظمى ۱ / ۳۰۴)

سید علامہ عارف باللہ عبدالغنى نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا:

قال الشهاب المكي في شرح همزية لامام بوصيري عن بعض الاثمة ان المعاريج عشرة الى قوله والعاشر الى العرش والرؤية.

فرمایا، امام شہاب مکی نے شرح ہمزیہ لامام بوصیرہ میں کہا بعض آئمہ سے منقول ہے کہ معراجین دس ہیں،

(الحدیقہ الندیہ شرح الطریقہ الحمدیہ بحوالہ شرح قصیدہ ہمزیہ المکتبۃ النوریۃ الرضویہ لاپور ۱ / ۲۷۲)

دسویں عرش و دیدار تک۔

نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے:

لما اعطى سليمان عليه الصلوة والسلام  
الصلوة والسلام الريح التي  
غدوها شهر ورواحها شهر  
اعطى نبينا صلى الله تعالى  
عليه وسلم البراق فحمله من  
الفرش الى العرش في لحظة  
واحدة واكل مسافة في ذلك  
سبعة آلاف سنة. وما فوق

جب سليمان عليه الصلوة والسلام کو  
ہوادی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی  
راہ پر لے جاتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو  
فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا  
اور اس میں ادنی مسافت (یعنی آسمان  
ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی  
راہ ہے۔ اور وہ جو فوق العرش سے



العرش الی المستوی والرُفرف  
لا یعلیہ الا اللہ تعالیٰ۔  
مستوی اور رفرف تک رہی اسے تو خدا ہی  
جانے۔

(افضل القرزی لقرءام القرزی)

اسی میں ہے:

لما اعطی موسیٰ علیہ  
الصلوة والسلام الکلام اعطی  
نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم مثله لیلة الاسراء  
وزیادة الدنو والروية بعین  
البصر وشتان ما بین جبل  
الطور الذی نوجی به موسیٰ  
علیہ الصلوة والسلام موما  
فوق العرش الذی نوجی به  
نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم۔

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو  
دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرا ملی  
اور زیادت قرب اور چشم سر سے دیدار  
الہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہ طور  
جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے  
مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش  
جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
سے کلام ہوا۔

(افضل القرزی لقرءام القرزی)

اسی میں ہے:

رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم بیدنہ یقظة بمكة لیلة  
ولاسراء الی السماء ثم الی  
سدرة المنتهی ثم الی

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے  
جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب  
اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرة  
المنتہی، پھر مقام مستوی، پھر عرش

المستوى الى العرش والرفرف ورفرف وديارتك -  
والروية.

(افضل القرى لقراء ام القرى تحت شعر المجمع الثقاني ابوظبي 1/ 116 و 117)

علامه احمد بن محمد صاوى مالكي خلوتى رحمة الله تعالى تعليقات افضل القرى میں

فرماتے ہیں:

الاسراء به صلى الله تعالى	نبى صلى الله تعالى عليه وسلم كومعراج
عليه وسلم على يقظة بالجسد	بیداری میں بدن و روح کے ساتھ مسجد
والروح من المسجد الحرام الى	حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوئی، پھر
المسجد الاقصى ثم عرج به	آسمانوں، پھر سدره، پھر مستوی،
الى السنوت العلى ثم الى	پھر عرش ورفرف تک۔
سدة المنتهى ثم الى	
المستوى ثم الى العرش	
والرفرف.	

(تعلقات على ام القرى للعلامة احمد بن محمد الصاوى على حاشى الفتوحات الاحمدية المكتبة التجارية الكبرى مصر ص 3)

فتوحات احمدية شرح الهزيبه للشيخ سليمان الجبل میں ہے:

رقيه صلى الله تعالى عليه	حضور سيد عالم صلى الله تعالى عليه
وسلم ليلة الاسراء من بيت	وسلم کی ترقى شب اسراء بيت المقدس سے
المقدس الى السنوت السبع	ساتوں آسمانوں اور وہاں سے اس مقام
الى حيث شاء الله تعالى لكنه	تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا
لم يهاوز العرش على الراجح.	مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ
	فرمایا۔

(الفتوحات الاحمدية بالشيخ الحمدية شرح الحمزية المكتبة التجارية الكبرى قاہرہ مصر ۳)

اسی میں ہے:

المعاريج ليلة الاسراء	معراجیں شب اسراء دس ہوئیں،
عشرة سبعة في السنوات	سات آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرو،
والثامن الى سدرة المنتهى	نویں مستوی، دسویں عرش تک۔ مگر
والتاسع الى المستوى والعاشر	راویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے
الى العرش لكن لم يجاوز	کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔
العرش كما هو التحقيق عند	
اهل المعاريج.	

(الفتوحات الاحمدية بالشيخ الحمدية شرح الحمزية المكتبة التجارية الكبرى قاہرہ مصر ۳۰)

اسی میں ہے:

بعد ان جاوز السماء	جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
السابعة رفعت له سدرة	آسمان ہفتم سے گزرے سدرو حضور کے
المنتهى ثم جاوزها الى	سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام
مستوى ثم زج به في النور	مستوی پر پہنچے، پھر حضور عالم نور میں
فخرق سبعين الف حجاب من	ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے
نور مسيرة كل حجاب خمسة	طے فرمائے، ہر پردے کی مسافت پانسو
عام ثم دلى له رفر فاحضر	برس کی راہ۔ پھر ایک سبز پھوٹا حضور کے
فارتقى به حتى وصل الى العرش	لئے لٹکایا گیا، حضور اقدس اس پر ترقی
ولم يجاوزه فكان من ربه قاب	فرما کر عرش تک پہنچے، اور عرش سے ادھر
قوسين او ادنى.	گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب

قوسین اوادنی پایا۔

(الفتوحات الاحمدیہ بالسخ المحدثیہ شرح الحمزۃ الکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ قاہرہ مصر ص ۳۱) (فتاویٰ

رضویہ شریف ص ۶۳۶-۶۳۷ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



## سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

### نبیوں کے سردار

ارشادِ اول (۱): احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید الناس یوم القیامة وهل تدرون مما ذلك یجمع الله الاولین والآخرین فی صعید واحد الحدیث بطولہ۔  
میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کریگا۔ پھر حدیث طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل باب قول اللہ تعالیٰ ذریۃ من حملنا مع نوح الخ ۲ / ۲۸۳ و ۲۸۵) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۱۱) (سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ما جاء فی الشفاعۃ حدیث ۲۳۳۲ دار الفکر بیروت ۳ / ۱۹۶) (مسند امام احمد حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۳۳۵)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ٹرید و گوشت حاضر آیا، حضور نے دست گوسفند کو ایک بار دندان اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا: انا سید الناس یوم القیامۃ۔ میں قیامت کے دن سردار مردم ہوں پھر دوبارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا: انا سید الناس یوم القیامۃ میں قیامت کے دن سردار جہانیاں ہوں۔

جب حضور نے دیکھا مکرر فرمانے پر بھی صحابہ (عہ) وجہ نہیں پوچھتے، فرمایا الا

تقولون کیفہ پوچھتے نہیں کہ یہ کیونکر ہے؟ صحابہ نے عرض کی: کیف ہو یا رسول اللہ ہاں اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے؟ فرمایا:

يقوم الناس لرب لوگ رب العلمین کے حضور العلمین۔ کھڑے ہوں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱)

پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

ع: اصحابہ کو اجمالاً حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی، معہذا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے، چون و چرا کی کیا مجال، لہذا وجہ نہ پوچھی، مگر نہ جانا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تفصیلاً اپنی سیادت کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ اوقع فی التفسن ہو۔ جب صحابہ مقصود والا کونہ سمجھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود متنبہ فرما کر سوال کیا اور جواب ارشاد کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

ارشاد دوم (۲): مسلم، ابوداؤد انہی سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید ولد ادم یوم القیامة واول ینشق عنه القبر واول شافع واول مشفع۔  
میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار، اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا، اور پہلا شافع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲)

(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام آفتاب عالم پریس لاہور ۲)

(۲۸۶/)

ارشادِ سوم (۳): احمد، ترمذی، ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید ولد ادم یوم      میں روز قیامت تمام آدمیوں کا  
القیامة ولا فخر وبیدی لواء      سردار ہوں، اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا۔  
الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ      اور ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا۔ اور یہ فخر نہیں  
ادم فمن سواہ الا تحت لوائی۔      کہتا اس دن اور ان کے سوا جتنے ہیں  
الحديث۔      سب میرے زیر لواء ہوں گے۔

(الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل حدیث ۳۱۵۹ دار الفکر بیروت ۵/۹۹ و ۱۰۰) (الترمذی

ابواب المناقب باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۵ دار الفکر بیروت

۵/۳۵۴) (کنز العمال بحوالہ حم ت عن ابی سعید حدیث ۳۱۸۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۰۴)

ارشادِ چہارم (۴): دارمی، بیہقی، ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور  
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سیدا الناس یوم      میں قیامت میں سردار مردماں  
القیامة ولا فخر وانا اول من      ہوں اور کچھ تقاخر نہیں۔  
یدخل الجنة والا فخر۔

(ذلائل النبوة المصیوق باب ما جاء فی تحت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنعمۃ ربہ دار الکتب العلمیۃ

بیروت ۵/۴۷۹) (سنن دارمی باب اعطی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ حدیث ۵۳ دار المحسن للطباعة

القاهرة ۳۱/۱)

ارشادِ پنجم (۵): حاکم و بیہقی کتاب الرویۃ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید الناس یوم      میں روز قیامت سب لوگوں کا

القيامة ولا فخر ما من احد الا  
 وهو تحت لوائى يوم القيامة  
 ينتظر الفرج وان معى لواء  
 الحمد انا مشى ويمشى الناس  
 معى حتى اتى باب الجنة  
 فاستفتح فيقال من هذا؟  
 فاقول محمد، فيقال مرحبا  
 بمحمد، فاذا رايت ربى خرت  
 له ساجدا انظر اليه.

سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں، ہر شخص  
 قیامت میں میرے ہی نشان کے نیچے  
 کشائش کا انتظار کرتا ہوگا، اور میرے ہی  
 ساتھ لوائے حمد ہوگا، میں جاؤں گا اور  
 لوگ میرے ساتھ چلیں گے، یہاں تک  
 کہ درجنت پر تشریف لے جا کر کھلو آؤں  
 گا پوچھا جائے گا: کون ہے؟ میں کہوں گا  
 محمد کہا جائے گا: مرحبا محمد کو صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم۔ پھر جب میں اپنے رب کو  
 دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر  
 پڑوں گا اس کے وجہ کریم کی طرف نظر  
 کرتا۔

(۱) کنز العمال بحوالہ ک و ابن عساکر عن عبادہ الصامت حدیث ۳۲۰۳۸ سورۃ الرسالہ بیروت

(۳۳۳/۱۱)

ارشادِ ششم (۶): ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور  
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الجن والانس  
 والی کل احمر واسود واحلت لی  
 الغنائم دون الانبیاء وجعلت  
 لی الارض کلھا طهورا ومسجدا  
 ونصرت بالرعب امامی

میں جن و انس اور ہر سرخ سیاہ کی  
 طرف رسول بھیجا گیا، اور سب انبیاء سے  
 الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی  
 گئیں، اور میرے لئے ساری زمین  
 پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری، اور



میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی پچھلی کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئی، یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا، اور مجھے تورات کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سو سے آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی کہ سورہ حجرات سے آخر قرآن تک ہے اور دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔ اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں، اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے، اور کچھ فخر۔ اور میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں ہوں گی، اور کچھ فخر نہیں، اور مجھ سے شفاعت کی پہل ہوگی، اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے روز قیامت جنت میں تشریف لے جاؤں گا، اور کچھ فخر

شہر افاعطیت خواتیم سورة البقرة وكانت من كنوز العرش وخصصت بها دون الانبياء فاعطيت المثاني مكان التورة والمئين مكان الانجيل والحواميم مكان الزبور وفضلت بالمفصل وانا سيد ولد ادم في الدنيا والاخرة ولا فخر وانا اول تنشق الارض عني وعن امتي ولا فخر بيدى لواء الحمد يوم القيامة وجميع الانبياء تحته ولا فخر والى مفاتيح الجنة يوم القيامة ولا فخر وبي تفتح الشفاعة ولا فخر وانا سابق الخلق الى الجنة يوم القيامة والا فخر وانا امامهم وامتى بالاثر.

نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا  
 اور میری امت میرے پیچھے۔ اللھم  
 جعلنا منهم فيهم ومعهم بجاہم  
 عندك امين! اے اللہ! ہمیں کر دے  
 ان سے، ان میں، اور ان کے ساتھ،  
 اپنے محبوب کی وجاہت کے صدقے میں  
 جو تیرے ہاں ہے۔ یا الہی! قبول فرما۔

(دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت ۱/ ۱۳)

فقیر کہتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ اس نفسِ حدیث شریف کو حفظ کر لے تاکہ  
 اپنے آقائے نامدار کے فضائل و خصائص پر مطلع رہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔  
 ارشادِ ہفتم (۷): احمد، بزار، ابویعلیٰ اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب  
 افضل الاولیاء الاولین والآخرین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث  
 شفاعت میں راوی، لوگ ادم و نوح و خلیل و کلیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس ہوتے  
 ہوئے حضرت مسیح کے پاس حاضر ہوئے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں  
 گے لیس ذاکم عندی ولكن انطلقوا الی سید ولد آدم۔ تمہارا یہ کام مجھ  
 سے نہ نکلے گا مگر تم اس کے پاس حاضر ہو جو تمام بنی آدم کا سردار ہے۔ لوگ خدمت  
 اقدس میں حاضر ہوں گے حضور و لاجبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنے رب کے  
 پاس اذن لینے کے لیے بھیجیں گے۔ رب تبارک و تعالیٰ اذن دے گا۔ حضور حاضر ہو  
 کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے، رب عز مجدہ فرمائے گا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسموع  
 ہوگی، اور شفاعت کرو کہ قبول ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر اٹھائیں  
 گے تو رب عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے فوراً پھر سجدے میں گریں گے، ایک ہفتہ اور

ساجد رہیں گے۔ رب جل و علا پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر مبارک اٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے، جبرائیل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کریم سبحانہ سے عرض کریں گے یا رب جعلتني سيد ولد ادم ولا فخر اے رب میرے! تو نے مجھے سردار بنی ادم کیا اور کچھ فخر نہیں الی آخر الحدیث ا۔

(۱۔ مسند احمد حنبل عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۵) (مسند ابی یعلیٰ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱/ ۵۹) (موارد الظمان حدیث ۲۵۸۹ المطبعتہ السلفیہ ص ۶۳۲۶۳۳) (کنز العمال بحوالہ البزار حدیث ۳۹۷۵۰ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳ / ۶۲۸۱۲۹)

ارشاد ہشتم (۸): حاکم و بیہقی (ع ۱) فضائل الصحابہ میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید العالمین۔  
میں تمام عالم کا سردار ہوں۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) بحوالہ البیہقی تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۶۸)

ارشاد نہم (۹): دارمی، ترمذی، ابو نعیم بسند حسن (ع ۲) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، در اقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے انتظار میں باتیں کر رہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے، انہیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ دوسرا بولا: حضرت موسیٰ سے بے واسطہ کلام فرمایا۔ تیسرے نے کہا: اور عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں۔ چوتھے نے کہا: آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ جب وہ سب کہہ چکے حضور پر نور صلوات اللہ سلامہ، علیہ قریب آئے اور ارشاد فرمایا: میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں، اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور پیشک وہ ایسے ہی

ہیں، اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں، اور آدم صغی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں۔

الا وانا حبيب الله ولا فخر،  
وانا حامل لواء الحمد يوم  
القيامة تحته، آدم فمن دونه ولا  
فخر، وانا اول شافع واول مشفق  
يوم القيامة ولا فخر، وانا اول  
من يحرك حلق الجنة فيفتح  
الله لي فيد خلنيها ومعى فقراء  
المؤمنين ولا فخر، وانا اكرم  
الاولدين والاخرين على الله ولا  
فخر۔

سن لو، اور میں اللہ تعالیٰ کا پیارا  
ہوں، اور کچھ فخر مقصود نہیں، اور میں روزِ  
قیامت لواء محمد اٹھاؤں گا جس کے نیچے  
آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے،  
اور کچھ تفاخر ہیں۔ اور میں پہلا ستافع  
اور مقبول الشفاعة ہوں، اور کچھ افتخار  
نہیں۔ اور سب سے پہلے میں دروازہ  
جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ  
میرے لئے دروازہ کھول کر مجھے اندر  
داخل کرے گا، اور میرے ساتھ فقراء  
مومنین ہوں گے، اور یہ ناز کی راہ سے  
نہیں کہتا۔ اور میں سب اگلے پچھلوں  
سے اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ عزت والا  
ہوں، اور یہ بڑائی کے طور پر نہیں فرماتا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۶ دارالکتب

العلمیة بیروت ۵/ ۳۵۳۳۵۵) (سنن الداری باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل دارالحاسن

للطباعة القاہرة ۱/ ۳۰)

ارشادِ دہم (۱۰): دارمی اور ترمذی بافادہ تمسین اور بوعلی و بیہقی و ابو نعیم انس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجا اذا  
بعثوا، وانا قائدهم اذا وفدوا،  
وانا خطيبهم اذا نصتوا، وانا  
مستشفعهم اذا حبسوا، وانا  
مبشرهم اذا يئسوا الكرامة،  
والمفاتيح يومئذ بیدی، ولواء  
الحمد يومئذ بیدی، انا اکرم  
ولدادم علی ربی يطوف علی  
الف خادم کانهم بیض  
مکنون ولؤلؤ منشور۔

میں سب سے پہلے باہر تشریف  
لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں  
گے۔ اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب  
اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے۔ اور میں  
ان کا خطیب ہوگاں جب وہ دم بخود رہ  
جائیں گے۔ اور میں ان کا شفیع ہونگا  
جب عرصہ محشر میں روکے جائیں گے۔  
اور میں انہیں بشارت دوں گا جب وہ نا  
امید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزان  
رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ  
ہوں گی۔ اور لواء الحمد اس دن میرے  
ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے  
زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز  
رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم  
(ع ۱) دوڑتے ہوں گے، گویا وہ انڈے  
ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی  
ہیں بکھرے ہوئے۔

(۱) دلائل النبوة للبیہقی باب ماجاء فی تحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دارالکتب العلمیہ  
بیروت ۵ / ۴۸۳) (دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت الجزء الاول ۱ / ۱۳) (سنن  
الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل دارالمحاسن للطباعة القاہرہ ۱ / ۳۰) (سنن الترمذی  
ابواب المناقب حدیث ۳۶۳۰ دارالفکر بیروت ۵ / ۳۵۲)

ع: ۱: ظاہر حدیث یہ ہے کہ یہ خدام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد و پیش عرصاتِ محشر میں ہوں گے، اور وہاں دوسروں کے لئے خدام ہونا معلوم نہیں۔

فلا حاجة الى ما قال  
الزرقانی ان هذه الف من جملة  
ما اعد له فقد روى ابن ابي  
الدنيا عن انس رفعه ان اسفل  
اهل الجنة اجمعين درجة من  
يقوم على رأسه عشرة آلاف  
خادم وعندة ايضاً عن ابي  
هريرة ايضاً قال ان ادنى اهل  
الجنة منزلة وليس فيهم دنى  
من يغدو ويروح عليه خمسة  
عشر الف خادماً ليس منهم  
خادم الا معه طرفة ليست مع  
صاحبه. اه فان هذا في الجنة  
والذى له صلى الله تعالى عليه  
وسلم فيها لا يعلم الا ربه  
تبارك وتعالى. والله تعالى  
اعلم ۱۲ منہ۔

چنانچہ اس کی کوئی ضرورت نہیں، جو  
زرقانی نے کہا کہ یہ ہزار ان میں سے  
ہوں گے جو آپ کیلئے تیار کیے گئے۔  
ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ تمام  
اہل جنت سے نیچے درجے والے کے  
لیے دس ہزار خادم ہوں گے اور ان کے  
نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مروی ہے کہ تمام اہل جنت سے ادنیٰ  
منزل والے کے لیے کہ ان میں کوئی گھنٹیا  
نہیں، صبح و شام پندرہ ہزار خادم ہوں گے  
، ان میں سے ہر خادم میں کوئی نئی خوبی  
ہوگی جو دوسرے میں نہیں ہوگی اہ کیونکہ  
یہ خدام جنت میں ہوں گے اور جنت میں  
سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
لیے کتنے خادم ہوں گے، سوائے آپ  
کے کوئی نہیں جانتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر دار المعرفۃ بیروت ۸/ ۴۰۰)

ارشادِ یازدہم (۱۱): بخاری تاریخ میں، اور دارمی بسند ثقات، اور طبرانی اوسط

میں، اور بیہقی و ابو نعیم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا قائد المرسلین ولا فخر، میں پیشوائے مرسلین ہوں، اور کچھ  
وانا خاتم النبیین ولا فخر۔ تباخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں  
اور کچھ افتخار نہیں۔

(سنن الداری ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل دار الحاسن للطباعة القاہرۃ ۱/ ۳۱) (دلائل  
النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵  
/ ۳۸۰) (التاریخ الکبیر حدیث ۷۲۸۳ دار الباز للنشر والتوزیع مکة المکرمة ۳/ ۳۸۶)

ارشاد دوازدهم (۱۲): ترمذی بافادہ تحسین حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق  
فجعلنی فی خیرہم، ثم جعلہم  
فرقتین فجعلنی فی خیرہم فرقة،  
ثم جعلہم قبائل فجعلنی فی  
خیرہم قبيلة، ثم جعلہم بیوتا  
فجعلنی فی خیرہم بیوتا، فانا خیر  
هم نفسا وخیرہم بیتا۔  
اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے  
بہترین مخلوقات میں رکھا۔ پھر ان کے دو  
گروہ کئے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا۔  
پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے بہتر  
خاندان میں رکھا۔ پس میں تمام مخلوق  
الہی سے خود بھی بہتر اور میرا خاندان بھی  
سب خاندانوں سے افضل۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث ۳۵۳۳ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۱۳)

ارشاد سیزدهم (۱۳): طبرانی معجم اور بیہقی دلائل اور امام علامہ قاضی عیاض بسند  
خود شفاء شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید  
المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله قسم الخلق  
قسمين فجعلني من خيبرهم  
قسماً فذلك قوله تعالى اصحاب  
اليمن واصحاب الشمال فانا  
من اصحاب اليمن وانا خير  
اصحاب اليمن ثم جعل  
القسامين اثلاثاً فجعلني في  
خيبرها ثلثاً وذلك قوله تعالى  
اصحاب الميمنة واصحاب  
المشئمة والسابقون فانا من  
السابقين وانا خير السابقين ،  
ثم جعل الاثلاث قبائل  
فجعلني من خيبرها قبيلة وذلك  
قوله تعالى وجعلنكم شعوباً  
وقبائل فانا اتقى ولد آدم  
واكرمهم على الله ولا فخر ، ثم  
جعل القبائل بيوتاً فجعلني من  
خيبرها بيتاً وذلك قوله تعالى  
انما يريد الله ليذهب عنكم  
الرجس اهل البيت ويطهركم  
تطهيراً .

اللہ تعالیٰ نے خلق کی دو قسمیں کیں  
تو مجھے بہتر قسم میں رکھا۔ اور یہ وہ بات  
ہے جو خدا تعالیٰ نے فرمائی۔ دہنے ہاتھ  
والے اور بائیں ہاتھ والے، تو میں دہنے  
ہاتھ والوں سے ہوں، اور میں سب  
دہنے ہاتھ والوں سے بہتر ہوں۔ اور یہ  
خدائے تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے کہ دہنے  
ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے  
۔ اور سابقین، تو میں سابقین میں سے  
ہوں، اور میں سب سابقین سے  
بہتر ہوں۔ پھر ان حصوں کے قبیلے بنائے  
تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا۔ اور یہ خدائے  
تعالیٰ کا وہ فرمان ہے کہ ہم نے کیا تمہیں  
شاخیں اور قبیلے۔ (یعنی الیٰ قولہ تعالیٰ  
ان اکرمکم عند اللہ اتقکم بیشک  
تم سب میں زیادہ عزت والا خدا کے  
یہاں وہ ہے جو تم سب میں زیادہ  
پرہیزگار ہے) تو میں سب آدمیوں سے  
زیادہ پرہیزگار ہوں، اور سب سے زیادہ  
اللہ کے یہاں عزت والا، اور کچھ فخر مراد  
نہیں۔ پھر ان قبیلوں کے خاندان کئے تو



مجھے بہتر خاندان میں رکھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے کہ خدائے تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کر دے ستھرا کر کے۔

(دلائل النبوة للبيهقي باب ذكر شرف اصل رسول الله صلى الله عليه وسلم دار الكتب العلمية بيروت ۱/۱۷۰۱۷۱) (المعجم الكبير حديث ۱۲۶۰۳ المكتبة الفيصلية بيروت ۱۲ / ۱۰۴) (الثناء بعریف حقوق المصطفى الباب الثالث الفصل الاول المكتبة الشركة الصحافية ۱/۱۳۰۱۳۱)

ارشاد چہار دہم (۱۲): ابن عساکر و بزار بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خیار ولد آدم خمسة نوح	بہترین اولاد آدم پانچ ہیں: نوح
وابراهيم وموسى وعيسى	وابراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلی اللہ تعالیٰ
ومحمد وخيرهم محمد صلی الله	علیہ وسلم، اور ان سب بہتروں میں بہتر محمد
تعالیٰ علیہ وسلم۔	ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی ہریرة حدیث ۳۱۹۰۵ و ۳۲۲۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱

۳۸۳ و ۴۰۷)

تنبیہ: ان کے سوا اور نصوص واضحہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلوہ سوم و تابش چہارم میں آئیں گے وباللہ التوفیق۔

جلوہ دوم جلائل متعلقہ بآخرت

تابش اول میں بہت حدیثیں اس مطلب کی گزریں ان سے غفلت نہ چاہیے

واللہ الہادی!

ارشاد پانزدہم (۱۵): صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نحن الاخرون السابقون يوم  
القيامة ۱۔ (زاد مسلم) ونحن اول قیامت کے دن (ہر فضل میں (ع۔)  
من یدخل الجنة ۲۔ آگے ہیں۔ (مسلم میں یہ زیادہ ہے)  
اور ہم سب سے پہلے داخل جنت ہوں  
گے۔

(۱) صحیح البخاری کتاب الجمعة باب حل علی من لا یجد الجمعة غسل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/

(۱۳۳) (۲) صحیح مسلم کتاب الجمعة قدیمی کتب خانہ ۱/۲۸۲

ع: قال الزرقانی فی کل شی ۱۲ منہ۔

زرقانی نے کہا کہ ہر شے میں۔

ارشاد شانزدہم (۱۶): اسی میں حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام سابقہ کی نسبت فرماتے ہیں:

هم تبع لنا يوم القيامة  
نحن الاخرون من اهل الدنيا  
والاولون يوم القيامة المقضى  
لهم قبل الخلائق۔  
وہ قیامت میں ہمارے توابع ہوں  
گے، ہم دنیا میں پیچھے آئے اور قیامت  
میں پیشی رکھیں گے تمام جہان سے پہلے  
ہمارے ہی لئے اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعة قدیمی کتب خانہ ۱/۲۸۲)

ارشاد ہفدہم (۱۷): دارمی عمرو بن قیس ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالى احرك بي  
یعنی جب رحمت خاص کا زمانہ آیا

الاجل المرحوم واختصر لي  
 اختصارا فنحن الاخرون ونحن  
 السابقون يوم القيامة واني  
 قائل قولا غير فخر ابراهيم  
 خليل الله وموسى صفي الله وانا  
 حبيب الله ومعى لواء الحمد يوم  
 القيامة. الحديث.

اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے  
 لئے کمال اختصار کیا۔ ہم ظہور میں پچھلے  
 اور روز قیامت رتبے میں اگلے ہیں اور  
 میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر  
 وناز کو دخل نہیں۔ ابراہیم اللہ کے خلیل اور  
 موسیٰ اللہ کے صفی اور میں اللہ کا حبیب  
 ہوں، اور میرے ساتھ روز قیامت لواء  
 الحمد ہوگا۔

(سنن الدارمی باب ما اعطى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعة القاہرۃ ۱/۳۲)

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اختصر لی اختصارا (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
 ارشاد مذکور اختصر لی اختصارا کے بارے میں علماء فرماتے ہیں۔ ت): یعنی  
 (۱) مجھے اختصار کلام بخشا کہ تھوڑے لفظ ہوں اور معنی کثیر ۱ یا (۲) میرے لئے  
 زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔

اقول: وباللہ توفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) ۱ یا (۳) یہ کہ  
 میرے لئے امت کی عمریں کہ کہیں کہ مکارہ دنیا سے جلد خلاص پائیں، گناہ کم ہوں۔  
 نعمت باقی تک جلد پہنچیں ۱ یا (۴) یہ کہ میری امت کے لیے طول حساب کو اتنا مختصر  
 فرمادیا کہ اے امت محمد! میں نے تمہیں اپنے حقوق معاف کیے۔ آپس میں ایک  
 دوسرے کے حق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ یا (۵) یہ کہ میرے غلاموں کے  
 لئے پل صراط کی راہ کہ پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ چشم زدن میں  
 گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کو ندگئی۔ کما فی الصحیحین۔ عن ابی سعید  
 الخدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جیسا کہ صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مروی ہے۔)

(المواهب الدنیة المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۶۶۶۶۶)

1 یا (۶) یہ کہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے ہیں کما فی حدیث احمد۔ وابی یعلیٰ و ابن جریر و ابن حبان و ابن عدی و البغوی و البیہقی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جیسا کہ احمد، ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن حبان، ابن عدی، بغوی اور بیہقی کی حدیث میں ہے۔) (الدر المنثور بحوالہ احمد و ابی یعلیٰ و ابن جریر و ابن حبان و البیہقی تحت الایة ۷۰ / ۴ بیروت ۸ / ۲۶۰)

1 یا (۷) یہ کہ علوم و معارف جو ہزار سال کی محنت و ریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں میری چند روزہ خدمت گاری میں میرے 1 اصحاب پر منکشف فرمادے 1 یا (۸) یہ کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہو لیا 1 یا (۹) یہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے محدود ورقوں میں تمام اشیاء گزشتہ و آئندہ کا روشن مفصل بیان جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں۔ اس زیادہ اور کیا اختصار متصور یا (۱۰) یہ کہ شرق تا غرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرمادیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں کانما انظر الی کفی ہذہ جیسا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، کما فی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عند الطبرانی۔ وغیرہ (جیسا کہ طبرانی وغیرہ کے نزدیک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے۔)

(کنز العمال حدیث ۳۱۹۸۱۰۳۱۸۱۰۳ موسسة الرسالة بیروت ۱۱ / ۳۷۸۳۲۰)

یا (۱۱) یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا، کمافی حدیث الاجراء فی الصحیحین قال ذلک اوتیہ من اشاء۔ (جیسا کہ صحیحین میں اجیرون کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہوں)

(صحیح البخاری کتاب الاجارہ باب الاجارہ الی نصف النہار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۰) صحیح

البخاری کتاب الاجارہ باب الاجارہ الی صلوة العصر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۰)

یا (۱۲) اگلی امتوں پر جو اعمال شاقہ طویلہ تھے ان سے اٹھائے، پچاس (عہ) نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب کر میں پوری پچاس۔ زکوٰۃ میں چہارم مال کا چالیسواں حصہ رہا اور کتاب فضل میں وہی ربع کا ربع، وعلیٰ ہذا القیاس، وحمد اللہ رب العلمین۔ یہ بھی حضور کے اختصار کلام سے ہے کہ ایک لفظ کے اتنے کثیر معنی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ارشاد ہیجید ہم (۱۸): امام احمد وابن ماجہ و ابوداؤد و طیالسی و ابویعلیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انہ لم یکن نبی الالہ	یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دیا تھی
دعوة قد تخیرھا فی الدنیا وانی	کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا
قد اختبأت دعوتی شفاعۃ	روز قیامت کے لئے چھپا رکھی ہے، وہ
لامتی وانا سید ولد ادم یوم	شفاعت ہے میری امت کے لئے۔ اور
القیامۃ ولا فخر، وان اول من	میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں،
تنشق عنہ الارض ولا فخر،	اور کچھ فخر مقصود نہیں۔ اور اول میں مرقد
وبیدی لواء الحمد ولا فخر، ادم	اطہر سے اٹھوں گا، اور کچھ فخر منظور نہیں
فمن دونہ تحت لوائی ولا فخر (ثم	اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، اور

ساقِ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ إِلَىٰ أَنْ قَالَ) فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَصْطَفِيَ مِنْ خَلْقِهِ نَادَىٰ مُنَادٌ ابْنَ أَحْمَدَ وَامْتَه فَنَحْنُ الْآخِرُونَ الْآوَلُونَ نَحْنُ آخِرُ الْأُمَّمِ وَأَوَّلُ مَنْ يَحْسَبُ فَتَفْرَجُ لَنَا الْأُمَّةُ عَنْ طَرِيقِنَا فَنَمُضِي غَرَا مَجْلَلِينَ مِنْ أَثَرِ الطَّهْوَرِ فَيَقُولُ الْأُمَّةُ كَادَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونَ أَنْبِيَاءَ كُلِّهَا - الْحَدِيثُ.

کچھ افتخار نہیں۔ آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے، اور کچھ تفاخر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا: کہاں ہیں احمد اور ان کی امت؟ تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں، ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے۔ تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔ ہم چلیں گے اثر وضو سے رخشندہ رخ و تابندہ اعضاء، سب امتیں کہیں گی: قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے الحدیث

کی ساری انبیاء ہو جائے الحدیث

(۱) مسند احمد بن حنبل عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه المكتب الاسلامي بيروت ۱/ (۲۸۱۲۸۲) (مسند ابی یعلیٰ عن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۲۳۲۳ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۳/ ۷۴۵)

ع جمال پر توش در من اثر کرد  
وگر نہ من ہاں خاتم کہ ہستم

(گلستان سعدی دیباچہ کتاب مکتبہ اویسیہ بہاول پور ص ۳)

(اس کے پر تو نے مجھ میں اثر کیا ہے ورنہ میں خاک ہوں جو کہ ہوں۔ ت)  
ارشاد نوزدہم (۱۹): مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، جیبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الحاشر الذی یحشر میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ  
الناس علی قدمی۔ میرے قدموں پر اٹھائیں جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة القف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۲۷) (صحیح مسلم کتاب  
الفضائل باب فی اسماء صلیا اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۶۱) (سنن الترمذی ابواب الادب  
باب جاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲۸۳۹ دار الفکر بیروت ۴/ ۳۸۲-۳۸۳)

یعنی روزِ محشر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے ہوں گے اور تمام اولین  
وآخرین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے۔

ارشادِ بستم (۲۰): ابن زنجویہ فضائل الاعمال میں کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے راوی، قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

تبعث ناقة شود لصالح	یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
فیرکبها من عند قبرة حتی توافی	علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صالح علیہ
به المحشر قال معاذ اذن	الصلوة والسلام کیلئے ناکہ ثمود اٹھایا جائے
ترکب العضاء یارسول الله!	گا وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہو کر میدان
قال لا ترکبها ابنتی وانا علی	محشر میں آئیں گے (فقیر کہتا ہے غفر اللہ
البراق اختصت به من دون	تعالیٰ لہ عشاق کی عادت ہے کہ جب کسی
الانبياء یومئذ ویبعث بلال	جمیل باعزت کی کوئی خوبی سنتے ہیں فوراً
علی ناقة من نوق الجنة ینادی	ان کی نظر اپنے محبوب کی طرف جاتی
علی ظہرها بالاذان فاذا سمعت	ہے کہ اس کے مقابل اس کے لیے کیا
الانبياء واممها اشهد ان لا اله	ہے۔) اسی بناء پر معاذ بن جبل رضی اللہ
الا لله واشهد ان محمدا رسول	تعالیٰ نے عرض کی: اور یارسول اللہ!
الله قالوا ونحن نشهد علی ذلك.	حضور اپنے ناکہ مقدسہ عضاء پر سوار

ہوں گے۔ فرمایا: نہ، اس پر تو میری  
 صاحبزادی سوار ہوگی اور میں براق پر  
 تشریف رکھوں گا کہ اس روز سب انبیاء  
 سے الگ خاص مجھی کو عطا ہوگا، اور ایک  
 جنتی اونٹنی پر بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا  
 حشر ہوگا کہ عرصاتِ محشر میں اس کی پشت  
 پر اذان دے گا۔ جب انبیاء اور ان کی  
 امتیں اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد  
 ان محمدا رسول اللہ سنیں گے سب  
 بول انھیں گے کہ ہم بھی اس پر گواہی  
 دیتے ہیں۔

(تہذیب تاریخ دمشق الکبیر بحوالہ ابن زنجویہ ترجمہ بلال بن رباح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۱۲)  
 سبحان اللہ! جب تمام مخلوق الہی اولین و آخرین یک جا ہوں گے اس وقت بھی  
 ہمارے آقائے نامدار والا سرکار کے نام پاک کی دُہائی پھرے گی۔ الحمد للہ! اس دن  
 کھل جائے گا کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔ المنة للہ تعالیٰ، اس دن موافق  
 ومخالف پر روشن ہو جائے گا کہ مالک یوم الدین ایک اللہ ہے اور اس کی نیابت  
 سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ارشادِ بست وکیم (۲۱): ترمذی بافادہ تحسین و تصحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول من تنشق عنه      میں سب سے پہلے زمین سے باہر  
 الارض فاكسى حلة من حلل      تشریف لے جاؤں گا، پھر مجھے جنت کے



الجنة اقوم عن يمين العرش جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا،  
 ليس احد من الخلائق يقوم میں عرش کی داہنی طرف ایسی جگہ  
 ذلك المقام غيرى۔ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق الہی میں کسی  
 کو بار نہ ہوگا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم حديث ۳۶۳۱ دار الفکر

بیروت ۵/۳۵۲)

ارشاد بست و دوم (۲۲): احمد، دارمی، ابو نعیم واللفظ له، عبد اللہ بن مسعود رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اول من یکسی ابراہیم اول من یکسی ابراہیم  
 ثم یقعد مستقبل العرش ثم ثم یقعد مستقبل العرش ثم  
 اوتی بکسوتی فالبسها فاقوم اوتی بکسوتی فالبسها فاقوم  
 عن یمینہ مقامًا لایقوم احد عن یمینہ مقامًا لایقوم احد  
 غیرى یغبطنی فیہ الاولون غیرى یغبطنی فیہ الاولون  
 والآخرون۔ والآخرون۔  
 ہوں گا جہاں میرے سوا دوسرے کو بار نہ  
 ہوگا، اگلے پچھلے مجھ پر رشک لے جائیں  
 گے۔

(مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۹۸، ۳۹۹) (الخصائص الکبریٰ

بحوالہ ابی نعیم باب اختصامہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲/ ۲۱۷)

ارشاد بست و سوم (۲۳): بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں عبد اللہ بن عباس  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
 اکسی حلة من الجنة مجھے وہ بہشتی لباس پہنایا جائے گا

لا يقوم لها البشر۔  
کہ تمام بشر جس کی قدر و عظمت کے لائق  
نہ ہوں گے۔

(الاسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في العرش والكرسي المكتبة الاثرية سانك ۲ / ۱۳۸)

ارشاد بست و چہارم (۲۴): طبری تفسیر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے موقوفاً واللفظ لہ، اور مثل احمد کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً راوی:

يوقى هو صلى الله تعالى حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
علیہ وسلم و امتہ، علی کوم اور حضور کی امت روز قیامت بلندی پر  
فوق الناس۔ تشریف رکھیں گے سب سے اونچے۔

(جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت الآیۃ ۱۷ / ۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵ / ۱۶۹)

ارشاد بست و پنجم (۲۵): ابن جریر و ابن مردویہ جابر (ع) بن عبد اللہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا و امتی یوم القیامة علی میں اور میری امت روز قیامت  
کوم مشرفین علی الخلائق ما بلند یوں پر ہونگے سب سے اونچے، کوئی  
من الناس احد الا و ذانہ منا۔ ایسا نہ ہوگا جو تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم  
میں سے ہوتا۔

(جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت الآیۃ ۲ / ۱۳۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲ / ۱۳)

الدسکور بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ تحت الآیۃ ۲ / ۱۳۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱  
(۳۱۸/)

ارشاد بست و ششم (۲۶): صحیح مسلم شریف میں ابن بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے  
تین سوال دئے، میں نے دو بار عرض کی:

اللهم اغفر لامتي، اللهم  
الہی! میری امت بخش دے، الہی!  
اغفر لامتی۔  
میری امت بخش دے۔

واخرت الثالث ليوم  
اور تیسرا اس دن کے لیے اٹھا رکھا  
يرغب الي فيه الخلق كلهم حتى  
ہے جس میں تمام خلق میری طرف نیاز  
ابراهيم۔  
مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ  
عليه الصلوة والسلام۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل القرآن باب بیان ان القرآن انزل علی سبعة احرف قدیمی کتب خانہ

کراچی ۱/۲۷۳)

فائدہ: حدیث ان لكل نبی دعوة الحديث ۱۔ کہ مسند احمد و صحیحین میں  
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، امام حکیم ترمذی نے بھی روایت کی، اور اس کے  
اخیر میں یہ زیادت فرمائی:

وان ابراهيم ليغرب في  
يعني حضور سيد المرسلين صلى الله تعالى  
دعائي ذلك اليوم ۲۔  
عليه وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن  
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی  
میری دعا کے خواہش مند ہوں گے۔

(۱) صحیح البخاری کتاب الدعوات باب لكل نبی دعوة مستجابة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲

/۹۳۲) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة الخ ۱/۱۱۳) (مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ

عنه المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۹۲) (۲) نوادر الاصول الاصل الثالث والسبعون ص ۱۱۰ والاصل

الثانی عشر والملک ص ۱۳۸) (فتاویٰ رضویہ شریف ص ۲۱۸-۲۰۴ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



## خَاتَمِ النَّبِيِّينَ

نبیوں میں سب سے پیچھے آنے والے

حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہہ کو بھی راہ دے گا فر مرد ملعون ہے، آیہ کریمہ:

ولكن رسول الله وخاتم النبیین۔ (القرآن الکریم ۳۳/۴۰)

(لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔) وحدیث متواتر لابی بعدی ال (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ت) سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً و خلفاً یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔ (اصحیح البخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹۱)

فتاویٰ یتیمیۃ الدہر و اشباہ و النظائر و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

اذا لم يعرف الرجل ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات۔  
 جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر بمسلم لانه من الضروریات۔ الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔

(الاشباہ والنظائر باب الردۃ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۲۹۶) (فتاویٰ ہندیہ باب

احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۳)

شفاء شریف امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے:

كذلك (يكفر) من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم اوبعدہ (الى قوله) فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم اخبرانه خاتم النبیین ولانبي بعده واخبر عن الله تعالى انه خاتم النبیین وانه ارسل كافة للناس واجمعت الامة على حمل ان هذا الكلام على ظاهرة وان مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلا شك في كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعاً اجماعاً وسمعاً.

یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعا کرے کافر ہے (اس قول تک) یہ سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات واجادیت اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا ورسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن وحدیث سب یقیناً کافر ہیں۔

(الشفاء بجمع حقوق المصطفى فصل في تحقيق القول في اكار التاويلين شركة صحافية في البلد العثماني

ترکی ۲/۱۷۰، ۱۷۱)

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

ان الامۃ فہمت ہذا  
اللفظ انہ افہم عدم نبی بعدہ  
ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا  
وانہ لیس فیہ تاویل ولا  
تخصیص وامن اولہ بتخصیص  
فکلامہ من انواع الہدیان لا  
يمنع الحکم بتکفیرہ لانہ  
مکذب لہذا النص الذی  
اجمعت الامۃ علی انہ غیر  
مؤول ولا مخصوص۔

یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم  
النَّبیین سے یہی سمجھا ہے وہ بتاتا ہے کہ  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام  
امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً  
کوئی تاویل یا تخصیص نہیں تو جو شخص لفظ  
خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم  
واستغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص  
کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی  
بک یا سرسامی کی بہک ہے اسے کافر  
کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص  
قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں  
امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی  
تاویل ہے نہ تخصیص۔

(الاتقصاد فی الاعتقاد امام غزالی المکتبۃ الادبیہ مصر ص ۱۱۳)

عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی شرح الفرائد میں فرماتے

ہیں:

تجويز نبی مع نبینا صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او بعدہ  
یستلزم تکذیب القرآن اذ قد  
ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا  
تکذیب قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآن عظیم

نص علی انه خاتم النبیین  
 وأخر المرسلین وفي السنة انا  
 العاقب لانی بعدی واجمعت  
 الامة علی ابقاء هذا الكلام علی  
 ظاهرة وهذه احدی المسائل  
 المشهورة التي كفرنا بها  
 الفلاسفة لعنهم الله تعالیٰ۔

تصریح فرما چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین و آخر المرسلین  
 ہیں اور حدیث میں فرمایا: میں پچھلا نبی  
 ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور تمام  
 امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر  
 پر ہے یعنی عموم واستغراق بلاتا ویل  
 و تخصیص اور یہ ان مشہور مسکلوں سے ہے  
 جن کے سبب ہم اہل اسلام نے کافر کہا  
 فلاسفہ کو، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

(المعتمد المعتمد بحوالہ المطالب الوفی شرح الفرائد السنیة تجویز نبی بعدہ کفر مکتبہ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۱۱۵)  
 امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی کتاب المعتمد فی المعتمد  
 میں فرماتے ہیں:

بحمدہ اللہ تعالیٰ این مسئلہ  
 در میان اسلامیان روشن تر ازاں  
 ست کہ آن مرا بکشف  
 و بیان حاجت افتد، خدائے تعالیٰ  
 خبر دادر کہ بعد ازوے صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی دیگر  
 نباشد و منکر این مسئلہ  
 کسے تواند بود کہ اصلاً در  
 نبوت او صلی اللہ تعالیٰ علیہ

بحمد اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ اہل اسلام کے  
 ہاں اتنا واضح اور آشکار ہے کہ اسے بیان  
 کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اللہ تعالیٰ  
 نے خود اطلاع فرمادی ہے کہ آپ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں  
 ہوگا، اگر کوئی شخص اس کا منکر ہے تو وہ تو  
 اصلاً آپ کی نبوت کا معتقد نہیں کیونکہ اگر  
 آپ کی رسالت کو تسلیم کرتا تو جو کچھ آپ  
 نے بتایا ہے اس کو حق جانتا جس طرح

وسلم معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودے وے مرا دم ہرچہ ازاں خبر دامر صادق دانستے و بہماں جہتہا کہ از طریق تواتر رسالت او بیش مادرست شدہ این نیز درست شد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باز پسین پیغمبران ست دم زمان او و تاقیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد و مر کہ دمہن بہ شل ست دمران نیز بہ شل ست ونہ آن کس کہ گوید کہ بعد او وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواهد بود آن کس نیز کہ گوید کہ امکان دامر د کہ باشد کافرست اینست شرط دمرستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(المعتد فی المعتقد)

بالجملہ آیہ کریمہ: ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔



(القرآن الکریم ۳۳/۴۰)

مثل حدیث متواتر لانی بعدی اے قطعاً عام اور اس میں مراد استغراق تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہ ہونے پر اجماع امت خیر الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام، یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ قیل و قال اصلاً مسموع نہیں، جیسے آج کل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ ”خاتم النبیین سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج و تابع ہو کر آئے کچھ حرج نہیں“ اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے، یا ایک اور دجال نے کہا تھا کہ ”تقدم (ع ۱) تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں خاتم بمعنی آخر لینا خیال جہال ہے بلکہ خاتم النبیین بمعنی نبی بالذات ہے۔“ (صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن نبی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹۱)

(ع ۱: تحذیر الناس نانوتی ۱۲)

اور اسی مضمون ملعون کو دجال اول نے یوں (ع ۲) ادا کیا کہ ”خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین ہے“، ایک اور مرتد نے لکھا ”خاتم النبیین (ع ۳) ہونا حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہ نسبت اس سلسلہ محدودہ کے ہے نہ بہ نسبت جمیع سلاسل عوالم کے، پس اور مخلوقات کا اور زمینوں میں نبی ہونا ہرگز منافی خاتم النبیین کے نہیں جموع محلے باللام امثال اس مقام پر مخصوص ہوتی ہیں۔“

(ع ۲: مواہب الرحمن قادیانی ۱۲) (ع ۳: مناظرہ احمدیہ ۱۲)

چند اور خبیثوں نے لکھا کہ ”الف لام (ع ۱) خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو اور بر تقدیر تسلیم استغراق جائز ہے کہ استغراق عرفی کے لئے ہو اور بر تقدیر حقیقی جائز ہے کہ مخصوص بعض ہو اور بھی عام کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف ہے کہ اکثر علماء ظنی ہونے کے قائل ہیں ”ان شیاطین سے بڑھ کر“ اور بعض

ابلیسیوں نے لکھا کہ ”اہل اسلام (عہ ۲) کے بعض فرقے ختم نبوت کے ہی قائل نہیں اور بعض قائل ختم نبوت تشریحی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے۔“

(عہ ۱: ناصر المومنین سہ سوانی ۱۲) (عہ ۲: تحریر اہمی زندیق پشاوری ۱۲)

الی غیر ذلک من الکفریات والملعونہ اور ارتدادات  
 الملعونہ جو ابلیس کی نجاستوں اور جھوٹ کی  
 المشحونہ پلیدوں کو متضمن ہے اللہ تعالیٰ کی اس کے  
 بنجاسات ابلیس وقاذورات قائل پر لعنت ہو اور اسے قبول کر نیوالے  
 التدلّیس لعن اللہ قائلہا کو اللہ تعالیٰ برباد فرمائے۔  
 وقاتل اللہ قابلیہا۔

یہ سب تاویل رکیک ہیں یا عموم واستغراق ”النبیین“ میں تشویش وتشکیک سب کفر صریح وارتداد قبیح، اللہ ورسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی، شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر بتایا، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اسی معنی ظاہر و متبادر و عموم استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا اور اسی بنا پر سلفاً و خلفاً ائمہ مذاہب نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا، کتب احادیث و تفسیر عقائد و فقہ ان کے بیانون سے گونج رہی ہیں، فقیر غفرلہ المولی القدیّر نے اپنی کتاب جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوة ۱۳۱۷ھ میں اس مطلب ایمانی پر صحاح و سنن و مسانید و معاجیم و جوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیر منکر کہ ارشادات ائمہ و علمائے قدیم و حدیث و کتب عقائد و اصول فقہ و حدیث سے تیس نصوص ذکر کئے و اللہ الحمد۔ تو یہاں عموم و استغراق کے انکار خواہ کسی تاویل و تبدیل کا اظہار نہیں کر سکتا مگر کھلا کافر، خدا کا دشمن قرآن کا منکر، مردود و ملعون، خائب و خاسر،

والعیاذ باللہ العزیز القادر، ایسی تشکیکیں تو وہ اشیاء، رب العالمین میں بھی کر سکتے ہیں کہ جائز ہے لام عہد کے لئے ہو یا استغراق عرفی کے لئے یا عام مخصوص منہ البعض یا عالمین سے مراد عالمین زمانہ کقولہ تعالیٰ وانی فضلتکم علی العالمین (القرآن الکریم ۲ / ۴۸) (جیسے کہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے: اور میں نے تم کو جہاں والوں پر فضیلت دی۔ ت) اور سب کچھ سہی پھر عام قطعاً تو نہیں خدا کا پروردگار جمع عالم ہونا یقینی کہاں مگر الحمد للہ مسلمان نہ ان ملعون ناپاک وساوس کو رب العالمین میں نہیں نہ ان خبیث گندے وساوس کو خاتم النبیین میں، اللعنة الله على الظالمین (القرآن الکریم ۱۱ / ۱۸) ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة اعد لهم عذاباً مهیناً۔ (القرآن الکریم ۳۳ / ۵۷)

ارے ظالموں پر خدا کی لعنت، بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یہ طائفہ خائفہ خارجیہ جن سے سوال ہے اگر معلوم ہو کہ حضور پر نور خاتم الانبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین کے خاتم ہونے کو صرف بعض انبیاء سے مخصوص کرتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روز بعثت سے جب یا اب کبھی کسی زمانے میں کوئی نبوت، اگرچہ ایک ہی، اگرچہ غیر تشریحی، اگرچہ کسی اور طبقہ زمین، یا کنج آسمان میں اگرچہ کسی اور نوع انسانی میں واقع مانتا، یا باوصف اعتقاد عدم وقوع محض بطور احتمال شرعی و امکان وقوعی جائز جانتا یہ بھی سہی مگر جائز و محتمل ماننے والوں کو مسلمان کہتا یا طوائف ملعونہ مذکورہ، خواہ ان کے کبراء یا نظراء کی تکفیر سے باز رہتا ہے، تو ان سب صورتوں میں یہ طائفہ خائفہ خود بھی قطعاً یقیناً اجماعاً ضرورۃً مثل طوائف مذکورہ قادیانیہ و قاسمیہ و امیریہ و نذیریہ و امثالہم لعنہم اللہ تعالیٰ کافر و مرتد ملعون ابد ہے۔

قاتلهم الله انى يؤفكون (القرآن الکریم ۹/۳۰) (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔) کہ ضروریات دین کا جس طرح انکار کفر ہے یونہی ان میں شک و شبہ اور احتمال خلاف، ماننا بھی کفر ہے یونہی ان کے منکر یا ان میں شک کو مسلمان کہنا اسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔

بحر الکلام امام نسفی وغیرہ میں ہے:

من قال بعد نبینا یکفر  
لانه انکر النص وکذلك  
لوشک فیہ. (بحر الکلام)  
جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی کے  
بعد نبی آسکتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ اس  
نے نص قطعی کا انکار کیا، اسی طرح وہ شخص  
جس نے اس کے بارے میں شک کیا۔

در مختار و بزازیہ و مجمع الانہر وغیرہ کتب کثیرہ میں ہے:

من شک فی کفرہ و عذابہ  
فقد کفر۔  
جس نے اس کے کفر و عذاب میں  
شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

(مجمع الانہر شرح ملتقى الابحار فصل فی احکام الجزیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۷۷)  
ان لعنتی اقوال، نجس تر از ابوال، کے رد میں او آخر صدی گزشتہ میں بکثرت  
رسائل و مسائل علمائے عرب و عجم طبع ہو چکے اور وہ ناپاک فتنے غار مذلت میں گر کر  
قعر جہنم کو پہنچے والحمد للہ رب العالمین۔ اس طائفہ جدیدہ کو اگر طوائف طریقہ کی  
حمایت سوجھے گی تو اللہ واحد قہار کا لشکر جرار، اسے بھی اس کی سزائے کردار پہنچانے کو  
موجود ہے قال تعالیٰ:

الم نهلك الاولین ○ ثم ننتبہم الاخیرین ○ کذالك نفعل  
بالمجرمین ○ ویل یومئذ للمکذبین ○

(القرآن الکریم ۷۷/۱۶-۱۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا، پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے، مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں، اس دن کو جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔

اور اگر اس طائفہ جدیدہ کی نسبت وہ تجویز و احتمال نبوت یا عدم تکفیر منکران ختم نبوت، معلوم نہ بھی ہو، نہ اس کا خلاف ثابت ہو تو اس کا آیہ کریمہ میں افادہ استغراق سے انکار اور ارادہ بعض پر اصرار کیا اسے حکم کفر سے بچالے گا کہ وہ صراحتاً آیہ کریمہ اس تفسیر قطعی یقینی اجماعی ایمانی کا منکر و مبطل ہے جو خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی اور جس پر تمام امت مرحومہ نے اجماع کیا اور بنقل متواتر ضروریات دین سے ہو کر ہم تک آئی، مثلاً کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآن عظیم سے ثابت نہیں ائمہ دین فرماتے ہیں وہ کافر ہو گیا اگرچہ اس کے کلام میں حرمت خمر کا انکار نہ تھا، نہ تحریم خمر کا ثبوت صرف قرآن عظیم پر موقوف کہ اس کی تحریم میں احادیث متواتر بھی موجود، اور کچھ نہ ہو تو خود اس کی حرمت ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین خصوصاً نصوص کے محتاج نہیں رہتے۔

امام اجل ابوزکریا نووی کتاب الروضہ پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

اذا جحد مجبعا عليه يعلم      جب کسی نے ایسی بات کا انکار کیا  
من دين الاسلام ضرورة سواء      جس کا ضروریات دین اسلام میں سے  
كان فيه نص او لا فان حجة      ہونا متفق علیہ معلوم ہے خواہ اس میں نص  
يكون كفرا او ملتقطا.      ہو یا نہ ہو تو اس کا انکار کفر ہے اھ ملقطاً۔

(الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاة مکتبہ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۵۲)

بعینہ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وہم سے ہمیشہ کے لئے دروازہ نبوت بند ہو جانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک، کبھی کسی وقت کسی جگہ کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہو سکتا کچھ اس آئیہ کریمہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں قاہرہ و باہر، متوار و متظافر، متکاثر و متواتر حدیثیں موجود اور کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ خود ضروریات دین سے ہے مگر آیت کے معنی متواتر، مجمع علیہ، قطعی ضروری کا انکار، اس پر کفر ثابت کرے گا اگرچہ اس کے کلام میں صراحتہ نفس مسئلہ کا انکار نہیں،

منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے:

لو قال حرمة الخمر لا تثبت بالقران کفر ای لانه عارض نص القران وانکر تفسیر اهل الفرقان۔  
 اگر کسی نے کہا شراب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قرآنی کے ساتھ معارضہ کیا اور اہل فرقان کی تفسیر کا انکار کیا۔

(منح الروض الازہر شرح الفقہ اکبر ملا علی قاری فصل فی الکفر صریحا و کنایہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۹۰)  
 فتاویٰ تتمہ میں ہے:

من انکر حرمة الخمر فی القران کفر۔  
 جس نے قرآن کے حوالے سے حرمت شراب کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔

(منح الروض الازہر شرح الفقہ اکبر بحوالہ فتاویٰ تتمہ فصل فی الکفر صریحا و کنایہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۹۰)

اعلام امام مکی میں ہمارے علماء سے کلمات کفر بالاتفاق میں نقل کیا:  
 او قال لم تثبت حرمة الخمر فی القران۔  
 یا اس نے کہا قرآن میں حرمت شراب کا ثبوت نہیں ہے۔

(الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاة مکتبہ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۱۷۱) (فتاویٰ رضویہ شریف

ص ۳۳۳-۳۳۴ ج ۱۴ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

## شَفِيعُ الْمُنْذِبِينَ ﷺ

گناہ گاروں کے بخشوانے والے صلی اللہ علیہ وسلم

(اس کے بعد کچھ اور واقعاتِ حشر کا بیان فرمایا کہ) سب اولین و آخرین جمع ہوں گے اور اس دن ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ بعض مسلمین بھی اپنے معاصی (یعنی گناہوں) پر مُعَذَّب کیے (یعنی عذاب دیے) جائیں گے (لیکن) کوئی مسلمان پوری سزا نہ پائے گا (بلکہ) سزا پوری ہونے سے پہلے ہی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت انہیں نجات دلوادے گی۔ سزا اگر پوری ہو لیتی تو نجات آپ ہی ہوتی شفاعت کا کیا اثر ہوتا لیکن شفاعت انہیں بخشوائے گی تو ثابت ہوا کہ سزا پوری نہ ہونے پائے گی۔

ابو کرم

(پھر فرمایا) ایک بندہ حاضر ہوگا۔ رَبُّ الْعِزَّتِ (عَزَّ وَجَلَّ) کا حکم ہوگا، اس کا نامہ اعمال اُسے دیا جائے گا۔ وہ تو مار (یعنی صحیفہ) حدِ نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا۔ اپنا نامہ اعمال خود پڑھے گا، اس میں صغائر و کبائر سب لکھے ہوں گے۔ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کریگا اور کبائر (یعنی کبیرہ گناہوں) کو چھوڑتا جائے گا۔ رَبُّ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا پڑھ لیا؟ کہے گا ہاں! سب پڑھ لیا۔ فرمائے گا: ”اے میرے فرشتو! اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو۔“ اُس وقت چلّا اُٹھے گا کہ الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ) میرے بڑے گناہ تو رہے ہی گئے ہیں، میں نے تو صرف صغائر (یعنی صغیرہ گناہ) پڑھے۔ (جامع ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب عشر، حدیث ۲۶۰۵، ج ۴ ص ۲۶۸) یہ سب صدقہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔

رضائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حدیث میں ہے: جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۗ (پ ۳۰، لفظی: ۵)

البتہ قریب ہے کہ تمہارا رب (عَزَّ وَجَلَّ) تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حضور شَفِيعُ الْمُنْذِرِينَ (یعنی گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذْ لَا أَرْضَىٰ وَوَأَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ اِيسَا هے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر

میرا ایک اُمتی بھی نار میں رہا۔ (تفسیر کبیر، سورۃ الفطمی، تحت الایہ ۵، ج ۱۱، ص ۱۹۳)

روزِ قیامت داروغہ دوزخ (حضرت مالک) علیہ الصلوٰۃ والسلام حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعتیں دیکھ کر عرض کر دیں گے: ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی اُمت میں غضبِ الہی (عَزَّ وَجَلَّ) کا کوئی حصہ نہ چھوڑا۔“

(المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، باب للانبیاء منابر من ذہب، ج ۱ ص ۲۳۲، حدیث ۲۲۸)

مفسرِ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزان العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ وعدہ کریمہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دنیا میں عطا فرمائیں۔ کمالِ نفس اور علومِ اولین و آخرین اور ظہورِ امر اور اعلائے دین اور وہ فتوحات جو عہدِ مبارک میں ہوئیں اور عہدِ صحابہ میں ہوئیں اور تاقیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و مغارب میں پھیل جانا اور آپ کی اُمت کا بہترین اُمم ہونا اور آپ کے وہ کرامات و کمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزت و تکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ



تعالیٰ نے آپ کو شفاعتِ عامہ و خاصہ اور مقامِ محمود و غیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں دست مبارک اٹھا کر امت کے حق میں رو کر دعا فرمائی اور عرض کیا اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ، اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں جا کر دریافت کرو روئے کا کیا سبب ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ دانا ہے، جبریل نے حسبِ حکم حاضر ہو کر دریافت کیا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تمام حال بتایا اور غمِ امت کا اظہار فرمایا، جبریل امین نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا کہ تیرے حبیب یہ فرماتے ہیں باوجود یہ کہ وہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا جاؤ اور میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے، حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔ آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیثِ شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگار ان امت بخش دیئے جائیں تو آیت و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مقبول اور حسبِ مرضی مبارک گنہگار ان امت بخشے جائیں گے، سبحان اللہ کیا رتبہِ علیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقربین تکلیفیں برداشت کرتے اور محنتیں اٹھاتے ہیں، وہ اس حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے عطا عام کرتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جو آپ کے ابتدائے حال سے آپ پر فرمائیں۔

میرے آقا علیحضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرئیت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں نبی کریم، روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

### احادیث الشفاعة

شفاعت کی حدیثیں خود متواتر ہیں اور یہ بھی ہر مسلمان صحیح الایمان کو معلوم کہ یہ قبائے کرامت اس مبارک اقامت شیان امامت سزاوار زعامت کے سوا کسی قدوبالا پر راست نہ آئی، نہ کسی نے بارگاہ الہی میں ان کے سوا یہ وجاہت عظمیٰ و محبوبیت کبریٰ و اذن سفارش و اختیار گزارش کی دولت پائی۔ تو وہ سب حدیثیں تفضیل جمیل محبوب جلیل صلوات اللہ و سلامہ علیہ پر دلیل۔ مگر میں صرف وہ چند احادیث نقل کرتا ہوں جن میں تصریحاً سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (ع) کا عجز اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدرت بیان فرمائی:

ع: شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں زیر

حدیث اولین شفاعت فرماتے ہیں:

صواب است کہ ہمہ	درست بات یہ ہے تمام نبی
انبیاء و مرسلین صلوات اللہ	اور رسول صلوات اللہ علیہم اجمعین اس
علیہم اجمعین از درآمدن درہن	مقام پر جلوہ افروز ہو کر اقدام شفاعت
مقام و اقدام برہن کا مرعاجز	سے عاجز و قاصر ہیں سوائے رسولوں کے
وقاصر اندیجز سید المرسلین	سردار اور نبیوں کے امام کے جو کہ انتہائی
وامام النبیین کہ بنہایت قرب	قرب، عزت اور رفعت مکانی کے ساتھ

وعزت ومكانت مخصوص مختص ہیں اور بارگاہ الہی میں محبوب و محمود  
است و محمود و محبوب حضرت ہیں ۱۲ منہ  
اوستد

(اشعة اللمعات کتاب الفتن باب الحوض والشفاعة الفصل الاول مكتبة نوريه رضويه سحر ۳ / ۳۸۶)  
ارشاد بست و ہفتم (۲۷): حدیث موقف مفصل مطول احمد و بخاری و مسلم  
وترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱ اور بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے انس  
۲ اور ترمذی و ابن خزیمہ نے ابو سعید خدری ۳ اور احمد و بزار و ابن حبان  
و ابو یعلیٰ نے صدیق اکبر ۴ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور احمد و ابو یعلیٰ نے ابن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱ سے مرفوعاً الی سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن  
مبارک و ابن ابی شیبہ و ابن ابی عاصم و طبرانی نے بسند صحیح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ  
عنه ۲ سے موقوفاً روایت کی۔

(۱) صحیح البخاری عن ابی ہریرۃ کتاب التفسیر سورہ بنی اسرائیل باب قولہ تعالیٰ ذریۃ من حملنا  
/ ۶۸۳ و ۶۸۵) صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۱۱) (مسند  
احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۳۳۵، ۳۳۶) (سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ  
باب ماجاء فی الشفاعة حدیث ۲۳۳۲ دار الفکر بیروت ۳ / ۱۹۶ و ۱۹۷) (المواہب اللدیۃ المقصد العاشر  
الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۳ / ۳۳۶، ۳۳۸) (۲) صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول  
اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۱۱۰۲، ۱۱۰۱) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات  
الشفاعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۱۰۳، ۱۰۸) (سنن ابن ماجہ ابواب الزهد باب ذکر الشفاعة صحیح ام سعید  
کمپنی کراچی ص ۳۲۹) (۳) سنن الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل حدیث ۳۱۵۹ دار الفکر بیروت  
/ ۵ (۹۹۱۰۰) (سنن الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۵ دار الفکر  
بیروت ۵ / ۱۵۳) (الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتمام الحمد مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲  
/ ۲۲۳، ۲۱۸) (۴) مسند احمد بن حنبل عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱

(۵/مواردالظمان باب ماجاء في البعث والشفاعة حديث ۲۵۸۹ المطبعة السلفية ص ۶۳۲ و ۶۳۳) (مسند ابی یعلیٰ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱/۵۹) (کنز العمال بحوالہ البزار حدیث ۳۹۷۵۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۶۲۸، ۶۲۹) (۱- مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ الملکب الاسلامی بیروت ۱/۲۸۱، ۲۸۲) (مسند ابی یعلیٰ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حدیث ۲۳۲۳ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۳/۷۷۵) (۲- المعجم الکبیر عن سلمان رضی اللہ عنہ حدیث ۶۱۱۷ الملکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۶/۲۳۸) (النسۃ لابن ابی عاصم حدیث ۸۳۳ دار ابن حزم بیروت ص ۱۹۰، ۱۹۲) (المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۳۱۶۶۶ دار الملکتب العلمیۃ بیروت ۶/۳۱۲)

ان سب (ع ۱) کے الفاظ جدا جدا نقل کرنے میں طول کثیر ہے۔

ع ۱: ہر چند یہ صحابہ سے چھ حدیثیں ہیں مگر صرف دو ہی شمار میں آئیں کہ حدیث ابو ہریرہ اسی کا تمہ ہے جو ارشاد اول میں گزری، اور حدیث ابو سعید اگرچہ ترمذی نے اسی قدر مختصر روایت کی جتنی ارشاد سوم میں گزری، مگر تفسیر میں بعین سند مطولاً لائے جس کی وجہ سے یہ حدیث اس کا تمہ ہے، اور حدیث صدیق اکبر بعینہ حدیث ارشاد ہفتم ہے، اور حدیث ابن عباس حدیث ارشاد ہیجدهم لہذا ان چار کا مکرر شمار نہ ہوا۔ اور صرف حدیث انس و حدیث سلمان تعداد میں آئیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

لہذا میں ان کے متفرق لفظوں کو ایک منتظم سلسلہ میں یکجا کر کے اس جانفزاقصہ کی تلخیص کرتا ہوں، وباللہ التوفیق، ارشاد ہوتا ہے روز قیامت (ع ۲) الف اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان وسیع و ہموار میں جمع کرے گا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آوازیں سنیں۔ ہ دن طویل ہوگا۔ و اور آفتاب کو اس روز دس برس کی گرمی دیں گے۔ پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کریں گے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا، پسینے آنے شروع ہوں گے۔

(ع ۲: یہ حروف بحساب ابجد الف سے واد تک انھیں چھ حدیثوں کی طرف

اشارہ ہیں کہ میں نے احادیث اول کو کہ میرے مطلب میں زیادہ مفصل ہے، اصل کیا، اور باقی پانچ میں جو زیادتیاں ہیں باشارہ حروف انھیں متمیز کر دیا ۱۲ منہ۔)

قد آدم پسینہ تو زمین جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے اور غرپ غرپ کرینگے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے۔ ا۔ قرب آفتاب سے غم و کرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقت طاق کوگی تاب تحمل نہ رہے گی۔ ج۔ رہ رہ کر تین گھبراٹیں لوگوں کو اٹھیں گی۔ ا۔ آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو، کس حال کو پہنچے، کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے۔ ب۔ کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ ا۔ پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے باپ ہیں، ان کے پاس چلا جائے، پس آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائینگے۔ داور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے۔ اعرض کریں گے وائے باپ ہمارے اے آدم! آپ ابو البشر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے نام سکھائے داور آپ کو اپنا صغی کیا۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے ب کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے ا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست هنا کم ہ انہ لم یہمنی الیوم الا ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثله ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی نفسی اذہبوا الی غیری میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا خوف ہے، تم اور کسی کے پاس

جاؤ۔ و عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے۔ اپنے پد رثانی انوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا وہ خدا کے شاگردے ہیں۔ لوگ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے نوح و اے نبی اللہ آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اللہ نے عبدشکور آپ کا نام رکھا، د اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کا فرکانشان نہ رکھا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے، آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے ہ کہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ ا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست هنا کم دلیس ذاکم عندی ؤ انه لایہمنی الیوم الا نفسی ان ربی غضب الیوم غضباً لم یغضب قبلہ مثله ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی نفسی اذہبو الی غیر ی میں اس قابل نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا، آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں۔ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ و عرض کریں گے پھر پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے ب خلیل الرحمن ابراہیم کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے۔ لوگ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں گے و اے خلیل الرحمن، اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے ہ کہ ہمارا کر دے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست هنا کم دلیس ذاکم عندی ؤ لایہمنی الیوم الا نفسی ان ربی قد غضب الیوم غضباً لم یغضب

قبلہ مثلہ ولن يغضب بعده مثلہ نفسی نفسی نفسی اذہبوا الی غیرى میں اس قابل نہیں، یہ کام میرے کرنے کا نہیں، آج مجھے اپنی جان کا تردد ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ و عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم موئیؑ کے پاس جاؤ وہ بندہ جسے خدا نے توریت دی اور اس سے کلام فرمایا، اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔ لوگ موئیؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے اے موئیؑ! آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس صدمہ میں ہیں۔ موئیؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست هانکم دلیس ذاکم عندی ؕ انه لا یہمنی الیوم الا نفسی ان ربی قد غضب الیوم غضبًا لم یغضب قبلہ مثلہ . ولن یغضب بعده مثلہ نفسی نفسی نفسی اذہبوا الی غیرى میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا، مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا تھا اور نہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا خیال ہے، مجھے اپنا جان کا خطرہ ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ و عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح دکہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مردے چلاتے تھے۔ لوگ مسیح علیہ الصلوٰۃ کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القاء فرمایا، اور اس کی طرف کی روح ہیں، آپ نے گہوارے میں کلام کیا، اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ

دیکھتے نہیں کہ ہم کس اندوہ میں ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائینگے ب لست هانکم د لیس ذاکم عندی ؕ انه لا یهینى الیوم الا نفسی ان ربی قد غضب الیوم غضبًا لم یغضب قبله مثله . ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی نفسی اذهبوا الی غیری میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا، مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے نہ کبھی ایسا کیا نہ کرے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا سوچ ہے، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ و عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے ایتوا عبدا فتح الله على يديه وبجيبي في هذا اليوم امانة انطلقوا الی سید ولد آدم فانه اول من تنشق عنه الارض یوم القیامة ب ایتوا محمدا ان کل متاع فی وعاء مختوم علیه اکان یقعد علی ما فی جوفه حتی یفرض الخاتم تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ نے فتح رکھی ہے، اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے، اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے، تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ بھلا کسی سر بہر ظرف میں کوئی متاع ہو، اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے، لوگ عرض کریں گے، نہ۔ فرمائیں گے:

ان محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین وقد حضر

الیوم: اذهبوا الی محمد فلیشفکم لکم الی ربکم۔

یعنی اسی طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب

تک وہ باب فتح نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کر سکتا۔) اور آج وہ یہاں

تشریف فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ، چاہئے کہ وہ تمہارے رب کے



حضور تمہاری شفاعت کریں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چار طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہ عرش جاہ، بیکس پانہ، خاتم دورہ رسالت، فاتح باب شفاعت، محبوب (عہ) باوجاہت، مطلوب بلند عزت، طہاء عاجزان، ماویٰ بیکساں، مولائے دو جہان، حضور پر نور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ وازکی تحیات واللہ وانمی برکات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وعیالہ میں حاضر آئی، اور بہزاراں ہزار نالہائے زار و دل بیقرار و چشم اشکباریوں عرض کرتے ہیں:

ایا محمد ویا نبی اللہ انت الذی فتح اللہ بک وجئت فی هذا الیوم

امنأ انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء اشفع لنا الی ربک ؤ فلیقض

بیننا الاتزی الی مانحن فیہ الاتزی ماقد بلغنا

اے محمد، اے اللہ کے نبی! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا،

اور آج آپ آمن و مطمئن تشریف لائے۔ حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم

ہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے، حضور نگاہ تو

کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔ ب حضور

پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے انا لہا وان اصاحبکم میں

شفاعت کے لے ہوں، میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام موقف میں ڈھونڈ

پھرے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک و شرف و مجد و کرم (اللہ تعالیٰ آپ پر درود

وسلام، برکت و کرم و شرف اور بزرگی نازل فرمائے۔) اس کے بعد حضور نے اپنی

شفاعت کی کیفیت ارشاد فرمائی۔ یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے۔

(عہ: یہ لفظ اس سفیہ کے رد میں ہیں جو شفاعت بالوجاہت و شفاعت بالحبۃ

کو نہیں مانتا، حالانکہ حقیقتاً اسبابِ شفاعت یہی ہیں، اور ان کے جو معنی اس نے تراشے وہ اس کی نری زبان درازیاں ہیں، پھر شفاعت بالاذن کا جو مطلب گھڑا محض باطل۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب میں بے ادبی پر مشتمل۔ جیسا کہ حضرت والدِ قدس سرہ الماجد نے تزکیۃ الایقان اور دیگر علمائے اہل سنت نے اپنی تصانیف میں تحقیق فرمایا۔ پھر احادیث کثیرہ گواہ ہیں کہ اس کے گھڑے ہوئے معنی ہرگز واقع نہ ہوں گے، تو اس نے اس پردے میں اصل شفاعت سے انکار کیا کہ جو مانتا ہے وہ ہوگی نہیں، اور جو ہوگی اسے مانتا نہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ میں وجودِ انسان کا منکر نہیں، مگر لوگ جسے انسان کہتے ہیں وہ معدوم ہے۔ موجود یہ ہے کہ اس کے پانچ ہاتھ ہوں اور بائیس کان ہوں، اور ستائیس ناکیں، اور پینتالیس منہ، اور پہاڑ پر چڑھ کر پیڑ پر بسیرا لیتا ہو۔ ہر عاقل جانے گا کہ یہ احمق سرے سے انسان ہی کا منکر ہے اگرچہ براہِ عیاری لفظِ انسان کا مقرر ہے ۱۲ منہ)

مسلمان اسی قدر کو بنگاہِ ایمان دیکھے۔ اور اولاً حقِ جل و علا کی یہ حکمتِ جلیلہ خیال کرے کہ کیونکر اہلِ محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا۔ اور دفعۃً بارگاہِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر نہ لائے گا کہ حضور تو یقیناً شفیع مشفع ہیں۔ ابتداء یہیں آتے تو شفاعت پاتے۔ مگر اولین و آخرین و موافقین و مخالفین خلق اللہ جمعین پر کیونکر کھلتا کہ یہ منصبِ اُتم اسی سید اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ خاصہ ہے جس کا دامنِ رفیع جلیل و منبع تمام انبیاء و مرسلین کے دستِ ہمت سے بلند و بالا ہے۔ پھر خیال کیجئے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں کان اس حدیث سے آشنا اور بے شمار بندے اس حال کے شناسا عرصاتِ محشر میں صحابہ و تابعین و ائمہی و محدثین و اولیائے کامین و علمائے عالمین سبھی موجود ہوں گے۔ پھر کیونکر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے

ایسی بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلاً یاد نہ آئے گی۔ پھر نبوت نبوت حضرات انبیاء سے جواب سنتے جائیں گے۔ جب مطلق دھیان نہ آئے گا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے مخبر نے پہلے ہی بتایا ہے۔ پھر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں۔ وہ بھی یکے بعد دیگرے انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے۔ یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بیکار ہلاک ہوتے ہو۔ تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہے۔ یہ سارے سامان اسی اظہارِ عظمت و اشتہار و جاہت محبوب باشوکت کی خاطر ہیں۔ لیقضى الله امرًا کان مفعولاً، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے، اور درود و سلام نازل فرمائے اپنے محبوب پر۔ ت)۔

ثانیا سوال شفاعت پر حضرات انبیاء کے جواب اور ہمارے حضور کا مبارک ارشاد ملا، دیکھئے یہیں مقام محمود کا مزہ آتا۔ اور ابھی کا لشمس کھلا جاتا ہے کہ سب نجوم رسالت و مصابیح نبوت میں افضل و اعلیٰ و اجلی و اعظم و اولیٰ و بلند و بلا اہوی عرب کا سورج حرم کا چاند ہے جس کے نور کے حضور ہر روشنی ماند ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بارک و شرف و مجد و کرم (اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام و برکت و کرم و شرف و بزرگی نازل فرمائے۔ ت) اور انبیائے خمسہ کی وجہ تخصیص ظاہر کہ حضرت آدم اول انبیاء و پدیر انبیاء ہیں، اور مرسلین اربعہ اولو العزم مرسل او سب انبیائے سابقین سے اعلیٰ و افضل، تو ان پر تفضیل و الحمد للہ الملک الجلیل۔

ارشاد بست و ہشتم (۲۸): احمد و ترمذی بافادہ تحسین و تصحیح اور ابن ماجہ و احاکم و ابن ابی شیبہ بسند صحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیمة کنت جب قیام کا دن ہوگا تمام انبیاء کا

امام البنین وخطیبہم امام اوران کا خطیب اوران کا شفاعت  
وصاحب شفاعتہم غیر فخر۔ والا ہوں گا اور کچھ فخر نہیں (صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وسلم)۔

(مسند احمد بن حنبل عن ابی بن کعب المکتب الاسلامی بیروت ۵ / ۱۳۷) (سنن الترمذی ابواب  
الناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۵ / ۳۵۳) (سنن ابن ماجہ ابواب الزہد  
باب ذکر الشفاعة الحجیم سعید کہنی کراچی ص ۳۳۰) (المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۱ /  
۷۱) (المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۶۳۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶ / ۳۰۷)  
ارشاد بست ونبم (۲۹): امام احمد بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،  
حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی لقائم انتظر امتی میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار  
تعب الصراط اذا جاء عینی کرتا ہوں گا کہ صراط پر گزر جائے، اتنے  
علیہ الصلوٰۃ والسلام فقال میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آ کر عرض  
هذه الانبیاء قد جاء تک یا کریں گے کہ اے محمد! یہ انبیاء اللہ حضور کے  
محمد یسألون او قال یجتمعون پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ  
الیک یدعوا اللہ ان یفرق بدن تعالیٰ سے عرض کر دیں وہ امتوں کی اس  
جمیع الامم الی حیث یشاء اللہ جماعت کو جہاں چاہے تفریق کر دے کہ  
لعظم ماہم فیہ فالخلق لوگ بڑی سختی میں ہیں، پسینہ لگا کی مانند  
ملجبون فی العرق فاما المؤمن ہو گیا ہے (حدیث میں فرمایا) مسلمان  
فہو علیہ کالزکمة واما الکافر پر تو مثل زکام کے ہوگا، اور کافروں کو اس  
فیتغشاه الموت قال قال یا سے موت گھیر لے گی، حضور اقدس صلی  
عیسیٰ انتظر حتی ارجع الیک اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے: اے عیسیٰ!

قال فذهب نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقام تحت العرش فلقى مالک یلقی ملک مصطفیٰ ولا نبی مرسل۔ الحدیث۔  
 آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں۔ پھر حضور زیر عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کو ملا نہ کسی نبی مرسل نے پایا۔ الحدیث۔

(مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۷۸) (الترغیب والترہیب

بحوالہ احمد فصل فی الشفاعة وغیرہا مصطفیٰ البابی معر ۴/ ۴۳۶)

ارشاد سیم (۳۰): مسند احمد صحیح مسلم میں انہیں سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتی باب الجنة یوم القیامة فاستفتح فیقول الخازن من انت؟ فاقول محمد۔ فیقول بك امرت ان لا افتح لاحد من قبلك۔  
 میں روز قیامت درجنت پر تشریف لا کر کھلواؤں گا، داروغہ عرض کرے گا: کون ہے؟ میں فرماؤں گا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عرض کرے گا: مجھے حضور ہی کے واسطے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۲) (مسند احمد بن

حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۳۶)

طبرانی کی روایت میں ہے داروغہ قیام کر کے عرض کرے گا:

لا افتح لاحد قبلك ولا اقوم لاحد بعدك۔  
 نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لیے کھولوں، نہ حضور کے بعد کسی کے لیے

قیام کروں۔

(انسان العمیون المعروف بالسیرة حلبیة باب صین المبحث الخ المکتبہ الاسلامیة بیروت ۱/۲۳۱)

اور یہ دوسری خصوصیت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے۔

ارشاد سی ویکم (۳۱): ابو نعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول من یدخل الجنة میں سب سے پہلے جنت میں رونق  
ولا فخر۔ افروز ہوں گا۔ اور کچھ فخر نہیں۔

(دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۱۳)

ارشاد سی و دوم (۳۲): صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اکثر الانبياء تبعاً وانا روز قیامت میں سب انبیاء سے  
اول من یقرع باب الجنة۔ کثرت امت میں زائد ہوں گا، سب  
سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ  
کھٹکھٹاؤں گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۲)

مسلم کی دوسری روایت یوں ہے:

انا اول الناس یشفع فی میں جنت میں سب سے پہلا شفیع  
الجنة وانا اکثر الانبياء تبعاً۔ ہوں، اور میرے پیرو سب انبیاء کی  
امتوں سے افزوں۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۲)

ابن النجار نے ان لفظوں سے روایت کی:

انا اول من یدق باب الجنة میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ

فلم تسمع الا فان احسن من کوٹوں گا زنجیروں کی جھنکار جو ان  
طنین الحلقی علی تلك کواڑوں پر ہوگی اس سے بہتر آواز کسی  
المصاریح۔ کان نے نہ سنی۔

(کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۳۱۸۸۶ موسیٰ الرسالۃ بیروت ۱۱ / ۴۰۴)

ارشاد سی وسوم (۳۳): صحیح ابن حبان میں انھیں سے مروی، حضور سید المرسلین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لكل نبی يوم القيامة منبر من نور وانی لعلی اطولها  
وانورها فیجیئ منا ینادی ابن النبی الامی؟ قال فیقول  
الانبیاء کلنا نبی امی فالی اینا ارسل فیرجع الثانیة فیقول  
این النبی الامی العربی قال فینزل محمد صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم حتی یأتی باب الجنة فیقرعه (و ساق الحدیث الی ان  
قال) فیفتح له فیدخل فیتجلی له الرب تبارک وتعالیٰ  
ولا یتجلی لشیئ قبله فیخرله ساجدا۔ الحدیث

قیامت میں ہر نبی کے لئے ایک  
منبر نور کا ہوگا، اور میں سب سے زیادہ  
بلند و نورانی منبر پر ہوں گا، منادی آ کر ندا  
کرے گا کہاں ہیں نہ نبی امی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم۔ انبیاء کہیں گے ہم سب  
نبی امی ہیں کے یاد فرمایا ہے، منادی  
واپس جائے گا، دوبارہ آ کر یوں ندا  
کرے گا: کہاں ہیں نبی امی عربی صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب حضور اقدس صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے منبر اطہر سے اتر  
کر جنت کو تشریف لے جائیں گے،  
دروازہ کھلو اگر اندر جائیں گے، رب عز  
جلالہ ان کے لئے تجلی فرمائے گا اور ان  
سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا۔ حضور  
اپنے رب کے لئے سجدہ میں گریں گے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(موارد النظمان باب جامع فی البعث والشفاعة حدیث ۲۵۹۱ المطبعة السلفية ص ۶۴۳ و ۶۴۴)

(الرغیب والترغیب بحوالہ صحیح ابن حبان فصل فی الشفاعة وغیرہا مصطفیٰ البابی مصر ۴/۲۰۰)

ارشاد سی و چہارم (۳۴): صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يضرب الصراط بين ظهر  
اني جهنم فاكون اول من يجوز  
من الرسل بامته۔  
جب پشت جہنم پر صراط رکھیں گے  
میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو  
لے کر گزر فرماؤں گا۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل السجود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱) (صحیح مسلم کتاب

الایمان باب اثبات رویۃ المؤمنین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰۰)

ارشاد سی و پنجم (۳۵): صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تصانیف طبرانی وابن ابی ہاتم وابن مردویہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يقوم المؤمنون حتى  
تزلف لهم الجنة فيأتون آدم  
فيقولون يا ابانا استفتح لنا  
الجنة فيقول وهل اخرجكم  
من الجنة الا خطيئة ابيكم  
لست بصاحب ذلك ولكن  
اذهبوا الى بني ابراهيم خليل  
الله قال فيقول ابراهيم لست  
يعني جب مسلمانوں کا حساب  
کتاب اور ان کا فیصلہ ہو چکے گا، جنت  
ان سے نزدیک کی جائیگی۔ مسلمان آدم  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں  
گے کہ ہمارا حساب ہو چکا آپ حق سبحانہ،  
سے عرض کر کے ہمارے لئے جنت کا  
دروازہ کھلوا دیجئے۔ آدم علیہ السلام عذر  
کریں گے اور فرمائیں گے میں اس کام کا



نہیں تم نوح کے پاس جاؤ۔ وہ بھی انکار کر کے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس بھیجیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم موسیٰ کلیم اللہ کے پاس جاؤ۔ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تم عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تمہیں عرب والے نبی اتی کی طرف راہ بتاتا ہوں۔ لوگ میری خدمت میں حاضر آئیں گے، اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا، میرے کھڑے ہوتے ہی وہ خوشبو مہکے گی جو آج تک کسی دماغ نے نہ سونگھی ہوگی، یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پاس حاضر ہوں گا، وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخن تک نور کر دے گا۔

بصاحب ذلك انام كنت خليلا من وراء وراء اعمدوا الى موسى الذي كلمه الله تكليما قال فيأتون موسى فيقول لست بصاحب ذلك اذهبوا الى عيسى كلمة الله وروحه فيقول عيسى لست بصاحب ذلك فيأتون محمدا فيقوم فيؤذن له الحديث ، هذا حديث مسلم ا - وعند الباقرين اذا جمع الله الاولين والآخرين وقضى بينهم وفرغ من القضاء يقول المؤمنون قد قضى بيننا ربنا وفرغ من القضاء يقول المؤمنون فمن يشفع لنا الى ربنا فيقولون قد قبحى ربنا وفرغ من القضاء قم انت فاشفع لنا الى ربنا ائتوانوحا (وساق الحديث الى ان قال) فيا عيسى فيقول ادلكم على العربي الا تني فيأتوني فيأذن الله

لی ان اقوم الیه فیثور مجلسی  
من اطیب ریح شَمَها احد قط  
حتی ائی ربی فیشفنی ویمجعل لی  
نور امن شعور اسی ائی ظفر  
قدیمی۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۲) (۱- الخصائص  
الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالقام المحمود مرکز اہلسنت گجرات البند ۲/ ۲۲۲) (الدر المنثور بحوالہ  
الطبرانی وابن ابی حاتم وابن مردویہ تحت الآیۃ ۱۳/ ۲۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۷)  
کنز العمال بحوالہ الطبرانی وابن ابی حاتم وابن مردویہ حدیث ۲۹۹۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲  
(۲۷۲۶/)

ارشاد سی و ششم (۳۶): طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن اور دارقطنی وابن النجار  
امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الجنة حرمت علی الانبیاء جنت پیغمبروں پر حرام ہے جب  
حتی ادخلها وحرمت علی تک میں اس میں داخل نہ ہوں،  
الامم حتی تدخلها امتی۔ اور امتوں پر حرام ہے جب تک میری  
امت نہ داخل ہو۔

(المعجم الاوسط حدیث ۹۳۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۱/ ۵۱۳ و ۵۱۴)

اسی طرح طبرانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔  
ارشاد سی و ہفتم (۳۷): اسحق بن راہویہ اپنی مسند او زابن ابی شیبہ مصنف میں  
امام کھول تابعی سے راوی، امیر المؤمنین عمر کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے فرمایا:

قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام بشر پر فضیلت بخشی، میں تجھ نہ چھوڑوں گا۔ یہودی نے قسم کھا کر حضور کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا۔ امیر المؤمنین نے اس کے پٹانچہ مارا۔ یہودی نے بارگاہ رسالت میں ناشی آیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین کو تو حکم دیا تم نے اس کو تھپڑ مارا ہے راضی کر لو، اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

بل یا یہودی آدم مصفی  
اللہ ابراہیم خلیل اللہ وموسیٰ  
نجی اللہ وعیسیٰ روح اللہ وانا  
حبیب اللہ بل یا یہودی تستی  
اللہ باسمین سمی بہا امتی ہو  
السلام وسمی بہا امتی  
المسلمین وهو المؤمن وسمی  
بہا امتی المؤمنین بل یا یہودی  
ان الجنة محرمة علی الانبیاء  
حتی ادخلها وہی محرمة علی  
الامم حتی تدخلها امتی۔

بلکہ او یہودی! آدم صفی اللہ اور  
ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نجی اللہ اور عیسیٰ  
روح اللہ ہیں، اور میں حبیب اللہ ہوں۔  
بلکہ او یہودی! اللہ تعالیٰ نے اپنے دو  
ناموں پر میری امت کے نام رکھے۔  
اللہ تعالیٰ سلام ہے اور میری امت کا نام  
مسلمین رکھا، اللہ تعالیٰ مومن ہے اور  
میری امت کا نام مؤمنین رکھا۔ بلکہ  
او یہودی! بہشت سب نبیوں پر حرام ہے  
یہاں تک کہ میں سب نبیوں پر حرام ہے  
یہاں تک کہ میں تشریف لے جاؤں۔  
اور سب امتوں پر حرام ہے یہاں تک کہ  
میری امت داخل ہو۔

(المصنف لابن ابی شیمہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۷۹۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۳۳۱، ۳۳۲)

ارشاد سی و ہشتم (۳۸): احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی عبداللہ بن عمرو بن  
عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں:

سلوا الله تعالى لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تتبع الا لعبد من عباد الله وارجوا ان اكون انا هو، فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة.

اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو، وہ جنت کی ایک منزل ہے کہ ایک بندے کے سوا کسی کے شایانِ شان نہیں، میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، تو جو میرے لئے وسیلہ مانگے گا اس پر میری شفاعت اترے گی۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۶) (سنن الترمذی ابواب المناقب حدیث ۳۶۳۲ دار الفکر بیروت ۵/۳۵۳ و ۳۵۴) (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما یقول اذا سمع المؤذن آقاب عالم پریس لاہور ۱/۷۷) (سنن النسائی کتاب الاذان باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۱۰) (مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو بن عاص المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۶۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مختصر میں ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا:

اعلیٰ درجة في الجنة لا ينالها الا واحد ارجوا ان اكون هو۔

بلند ترین درجات جنت ہے جسے نہ پائے گا مگر ایک مرد۔ امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہوں۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب حدیث ۳۶۳۲ دار الفکر بیروت ۵/۳۵۳)

علماء فرماتے ہیں خدا اور رسول جس بات کو بکلمہ امید و ترقی بیان فرمائیں وہ یقینی واقع ہے۔ بلکہ بعض علماء نے فرمایا: کلام اولیاء میں بھی رجاء تحقیق ہی کے لیے ہے۔

ذکرہ الزرقانی عن زرقانی نے صاحب نور سے انہوں  
صاحب النور بعض شیوخہ فی نے اپنے بعض شیوخ سے نبی اکرم صلی  
اقسام شفاعۃ صلی اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کی اقسام  
علیہ وسلم کے بارے میں ذکر کیا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدیہ تفضیلہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشفاعۃ الخ دار المعرفہ بیروت ۸/۳۸۰)

ارشاد سی و نهم (۳۹): عثمان بن سعید دارمی کتاب الرد علی الجہمیۃ میں عبادہ بن  
صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے  
ہیں:

ان اللہ رفعی یوم ان اللہ تعالیٰ نے مجھے روز قیامت جنہ  
القیامۃ فی اعلیٰ غرفۃ من النعیم کے سب غرفوں سے اعلیٰ غرفوں میں  
جنات النعیم لیس فوقی بلند فرمائے گا کہ مجھ سے اوپر بس خدا کا  
الاحملۃ العرش۔ عرش ہوگا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ کتاب الرد علی الجہمیۃ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکلوث الخ مرکز اہلسنت

۲/۲۲۶) (فتاویٰ رضویہ شریف ص ۲۱۸-۲۳۲ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

حدیث ۱ و ۲: امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور  
شَفِيعُ الْمُنْذِبِينَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خُذِرَتْ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو  
وبین ان یدخل نصف امتی شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدمی امت  
الجنة فاخترت الشفاعۃ لانہا جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ  
اعم واکفی ترونها للمتقين لا وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی

ولكنها للمُنْذِبِينَ الْخَطَائِينَ ہے، کیا تم یہ سمجھ لیے ہو کہ میری شفاعت المتلوئين۔  
پاکیزہ مسلمانوں کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ وہ ان گنہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت خطا کار ہیں۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹) (مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/۷۵)

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ اے اللہ! درود و سلام اور برکت  
عليه والحمد لله رب العالمين۔ نازل فرمان پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے  
لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

حدیث ۳: ابن عدی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی للہالکین من میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لیے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر  
اُمتی۔  
ذالاً۔

(الکامل لابن عدی ترجمہ عمرو بن المحرم دار الفکر بیروت ۵/۱۸۰۱) (کنز العمال حدیث ۳۹۰۷۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۴۰۱)

حق ہے اے شفیع میرے، میں قربان تیرے، صلی اللہ علیک۔

حدیث ۴:۸: حضرت ابوداؤد و ترمذی و ابن حبان و حاکم و بیہقی بافادہ صحیح حضرت انس بن مالک اور ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، و حاکم حضرت جابر بن

عبداللہ اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ ابن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی یوم القیمة میری شفاعت میری امت میں  
لاهل الكبائر من امتی۔ ان کے لیے ہے جو کبیرہ گناہ والے  
ہیں۔

(۱) سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹) (سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الشفاعة آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹۶) (جامع الترمذی ابواب صفۃ القیمة باب ماجاء فی الشفاعة امین کمپنی دہلی ۲/ ۶۶) (المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لاهل الکبائر من امتی دار الفکر بیروت ۱/ ۶۹) (السنن الکبریٰ کتاب الجنایات ۸/ ۱۷ و کتاب الشہادات دار صادر بیروت ۱۰/ ۱۹۰) (المعجم الکبیر حدیث ۱۱۳۵۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۱۸۹) (موارد النظم ان الی زوائد ابن حبان حدیث ۲۵۹۶ المطبوعۃ السلفیۃ ص ۳۳۵) (کنز العمال حدیث ۳۹۰۵۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۹۸)

صلی اللہ علیک وسلم، اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام نازل  
والحمد لله رب العلمین۔ فرمائے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے  
لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار  
ہے۔

حدیث ۹: ابوبکر احمد بن بغدادی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شفاعتی لاهل الذنوب من امتی۔ میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لیے ہے۔ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: وان زنتی وان سرقی اگرچہ زانی ہو، اگرچہ چور ہو) فرمایا:

وان زنی وان سرق علی  
رغم انبِ ابی الدرداء۔  
اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو  
برخلاف خواہش ابودرداء کے

(تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن ابراہیم الغازی ابن المہری دارالکتب العربی بیروت ۱/۳۱۶)

حدیث ۱۰ و ۱۱: طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت  
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے  
ہیں:

ان اشفع یوم القیمة یعنی رُوئے زمین پر جتنے پیڑ،  
لا کثر ما علی وجه الارض من پتھر، ڈھیلے ہیں میں قیامت میں ان سب  
شجر و حجر و مدد۔ سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤں  
گا۔

(۱) مسند احمد بن حنبل عن بریدہ الاسلمی المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۴۷ (۱) المعجم الاوسط  
حدیث ۵۳۵۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/۱۷۲) (کنز العمال حدیث ۳۹۰۶۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت  
۱۳/۳۹۹)

حدیث ۱۲: بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
راوی، واللفظ لہذین (اور لفظ حاکم و بیہقی کے ہیں۔) حضور شفیع المذنبین صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی لمن شهد ان لا میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لیے  
الہ الا اللہ مخلصاً یصدق قلبہ ہے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان  
لسانہ۔ کی تصدیق دل کرتا ہو۔

(المسجد رک للمحکم کتاب الایمان باب شفاعتی لمن شهد ان لا دار الفکر بیروت ۱/۷۰) (مسند احمد بن  
حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۰۳ و ۴۱۵) (کنز العمال حدیث ۳۹۰۷۹ و



۳۹۰۸۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۳۶۸، ۳۶۹ (مجمع الزوائد کتاب البعث باب ما جاء فی الشفاعة دار الکتاب بیروت ۱۰/ ۳۶۸، ۳۶۹)

حدیث ۱۳: احمد، طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انہا اوسع لهم وهي لمن مات ولا يشرك بالله شيئاً . شفاعة میں امت کے لیے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے واسطے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے یعنی جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حدیث ۱۴: طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أتى جهنم فاضرب بابها فيفتح لي فادخلها فاحمد الله محامدا ما حمده احد قبلي مثلها ولا يحمد احد بعدى ثم اخرج منها من قال لا اله الا الله . ملخصاً .

میں جہنم کا دروازہ کھلوا کر تشریف لے جاؤں گا وہاں خدا کی تعریف کروں گا، ایسی نہ مجھ سے پہلے کسی نے کیں نہ میرے بعد کوئی کرے، پھر دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے خالص دل سے لا الہ الا اللہ کہا۔

(المعجم الاوسط حدیث ۳۸۵۷ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/ ۵۰۳)

حدیث ۱۵: حاکم باقادہ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يوضع للانبياء منابر من انبيا کے لیے سونے کے منبر ذهب فيجلسون عليها ويبغى بچھائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے، اور میرا

منبری لا اجلس علیه او لا  
 اقعدا علیه قائما بین یدی ربی  
 مخافة ان یبعث بی الی الجنة  
 ویبقی امتی بعدی فاقول یا رب  
 امتی امتی فیقول الله عزوجل  
 یا محمد ما ترید ان اصنع بامتک  
 فاقول یا رب عجل حسابهم فما  
 ازال اشفع حتی اعطی صکاکاً  
 برجال قد بعث بهم الی النار  
 حتی آن مالکاً خازن النار  
 فیقول یا محمد ما ترک  
 لغضب ربک فی امتک من  
 نعمة.

منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر جلوس نہ  
 فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سر  
 وقد کھڑا ہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا  
 نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دے اور میری  
 امت میرے بعد رہ جائے پھر عرض  
 کروں گا اے رب میرے! میری  
 امت، میری امت، اللہ تعالیٰ فرمائے گا  
 اے محمد، تیری کیا مرضی ہے میں تیری  
 امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں  
 گا اے رب میرے ان کا حساب جلد  
 فرمادے، پس میں شفاعت کرتا رہوں  
 گا۔ یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی  
 چھٹیاں ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے  
 تھے یہاں تک کہ مالک داروغہ دوزخ  
 عرض کرے گا اے محمد! آپ نے اپنی  
 امت میں رب کا غضب نام کو نہ  
 چھوڑا۔

(المصدرک للہاکم کتاب الایمان باب الانبیاء منابر من ذہب دارالفکر بیروت ۱/ ۶۵ و ۶۶) (۱) لیسعم

الادب حدیث ۲۹۵۸ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/ ۳۳۶ و ۳۳۷) (الترغیب والترہیب کتاب البعث

فصل فی الشفاعۃ معصومی البابی مصر ۳/ ۳۳۶)

اے اللہ! درود و برکت نازل فرما

اللہم صلی وبارک علیہ

والحمد لله رب العلمين۔ ان پر، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے

ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

(ت)

(فتاویٰ رضویہ شریف ص ۵۷۹-۵۷۷ ج ۲۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



## أَنِيسِ الْغَرِيبِينَ .

### مسافروں کے غم خوار

#### اعرابی کی مدد

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایک دن صبح کے وقت ہم اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منترہ معن العیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ (زَاكَا اللهُ شَرْفًا وَتَعْظِيمًا) کی کسی گلی میں ایک جگہ جمع تھے کہ ایک اعرابی کو دیکھا جو اپنے اونٹ کی نکیل تھامے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر رُکا۔ ہم بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد موجود تھے۔ اس نے اس طرح سلام عرض کیا "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ" حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: "صبح صبح کیسے آنا ہوا؟"

اسی اثناء میں اونٹ بلبلا یا اور ایک دوسرے شخص نے جو کہ محافظ تھا آگے بڑھ کر عرض کی: "یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس اعرابی نے یہ اونٹ چڑایا ہے۔" اونٹ نے دوبارہ بلبلا تے ہوئے غم سے آواز نکالی تو رسول اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی فریاد سننے کے لئے خاموشی اختیار فرمائی اور اس کا غم اور فریاد سنی۔ جب اونٹ اپنی فریاد سنا چکا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے محافظ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "اس سے باز رہ، اس لئے کہ اونٹ نے تیرے خلاف گواہی دی ہے کہ تو جھوٹا ہے۔" جب محافظ واپس چلا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کی طرف متوجہ ہو کر استفسار

فرمایا: ”جب تم میرے پاس آئے تھے تو کیا پڑھا تھا؟“ اس نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علی وآلہ وسلم پر قربان! میں نے یہ پڑھا تھا:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى  
لَا تَبْقَى صَلَوةٌ  
یعنی: اے اللہ عزوجل! محمد صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر راتنا درود بھیج کہ  
کوئی درود باقی نہ رہے۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى  
لَا تَبْقَى بَرَکَةٌ  
یعنی: اے اللہ عزوجل! محمد صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اتنی برکتوں کا نزول  
فرما کہ کوئی برکت باقی نہ رہے۔

اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ  
حَتَّى لَا يَبْقَى سَلَامٌ  
یعنی: اے اللہ عزوجل! محمد صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اتنی سلامتی فرما کہ  
کوئی سلامتی باقی نہ رہے۔

اللَّهُمَّ وَارِزْ مُحَمَّدًا حَتَّى لَا  
تَبْقَى رَحْمَةٌ  
یعنی: اے اللہ عزوجل! حضور نبی  
رحمت، شفیعِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وسلم پر رحمتوں کا اتنا نزول فرما کہ کوئی  
رحمت باقی نہ رہے۔ (یہاں باقی نہ رہنے  
سے مراد رحمت برکت اور سلامتی کی  
کثرت ہے۔)

تو رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل  
نے اس کا معاملہ مجھ پر ظاہر فرمادیا، اونٹ کے بولنے نے اس (اعرابی) کو الزام  
سے بری کر دیا اور فرشتوں نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۸۸۷، ج ۵، ص ۱۴۱ ”سکن“ بدلہ ”هدأ“)

## مسلمان میت کے غمگسار آقا صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک آدمی فوت ہو گیا، ہم نے اسے غسل اور کفن دیا اور خوشبو لگائی، پھر ہم اسے سرکار ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر حاضر ہوئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا جنازہ پڑھائیں، ہم نے عرض کی: ”اس کا جنازہ پڑھائیے۔“ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک قدم چلے پھر دریافت فرمایا: ”کیا اس پر قرض ہے؟“ ہم نے عرض کی: ”اس کے ذمہ 2 دینار ہیں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واپس چلے گئے، حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ذمہ داری لے لی تو ہم دوبارہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”2 دینار میرے ذمہ ہیں۔“ تو شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تحقیق قرض خواہ کا حق پورا کر دیا گیا ہے اور اب میت اس سے بری ہے۔“ حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”جی ہاں۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر اس کے بعد ایک دن استفسار فرمایا: ”ان 2 دیناروں کا کیا ہوا۔“ ہمیں نے عرض کی: ”وہ شخص تو کل فوت ہو گیا۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”آنے والے کل اسے (یعنی قرض خواہ کو) لوٹا دینا۔“ حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”میں نے وہ ادا کر دیے ہیں۔“ تو رسولِ انور، صاحبِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اب اس کا جسم عذاب سے بری ہو گیا ہے۔“

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: ۵۴۳، ج ۵، ص ۸۳)

بال رہے کہ قیامت میں بھی ایک وقت تو وہ ہوگا جب سارا جہاں حضور کو

ڈھونڈے گا پھر وقت وہ آئے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے گناہ گار کو ڈھونڈیں گے

عزیز بچے کو ماں جس طرح تلاش کرے  
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا  
وہ لیں گے چھانٹ اپنے نام لیواؤں کو محشر میں  
غضب کی بھیڑ میں، ان کی میں اس پہچان کے صدقے  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوال غالباً پہلے وقت کے متعلق ہے کبھی  
ایسا بھی ہوگا کہ گنہگار حضور کو اور غمخوار محبوب اپنے گناہ گار کو تلاش کریں گے دو طرفہ  
تلاش ہوگی حضور پل صراط کے کنارے کھڑے ہوں گے تاکہ گرتوں کو سہارا دیں۔  
حضور میزان پر اپنی امت کے اعمال کا وزن اپنے اہتمام سے کروائیں گے کہ اگر  
کسی امتی کی نیکیاں ہلکی ہوں اور وہ دوزخ میں لے جایا جانے لگے تو اپنا کوئی عمل اپنا  
قدم رکھ کر، شفاعت فرما کر اسکی نیکیاں وزنی کر دیں گے دوزخ سے بچالیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا قیامت کے دن (میری) شفاعت فرمادیں فرمایا  
میں شفاعت کروں گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں تلاش کروں (۲) فرمایا تم مجھے پہلے تو تلاش  
کرنا پل صراط پر عرض کیا اگر پل صراط پر نہ پاؤں فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس  
ڈھونڈنا (۳) میں نے عرض کیا اگر میں حضور کو میزان کے پاس نہ پاؤں  
(۴) فرمایا پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا (۵) کیونکہ میں ان تین جگہوں کے  
علاوہ نہیں ہوں گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ و بدء الخلق، باب الحوض والشفاعۃ، الفصل

الثانی، الحدیث ۵۵۹۵، ج ۲، ص ۳۲۶)

امت کی خواری

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحبِ نولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کسی غمزدہ شخص سے تعزیت (یعنی اس کی غم خواری) کریگا اللہ عزوجل اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کریگا اللہ عزوجل اسے جنت کے جوڑوں میں سے ایسے دو جوڑے پہنائے گا جن کی قیمت پوری دنیا بھی نہیں ہو سکتی۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۹۲۹۲، ج ۶، ص ۳۲۹)

سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ و زاری

ذرا دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر سنئے! اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہم گنہگاروں کے ایمان کی سلامتی کی کتنی فکر ہے، چنانچہ روح البیان جلد 10 صفحہ 15 میں ہے: ایک بار مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں شیطان مکار روپ بدل کر ہاتھ میں پانی کی بوتل لئے حاضر ہوا اور عرض کی: میں لوگوں کو نزع کے وقت یہ بوتل ایمان کے بدلے فروخت کیا کرتا ہوں۔ یہ سن کر آقائے نامدار، شفیع روز شمار، امت کے غمخوار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتار روئے کہ اہلبیت اطہار بھی رونے لگے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے وحی بھیجی، اے میرے محبوب! آپ غم مت کیجئے! میں بحالتِ نزع اپنے بندوں کو شیطان کے مکر سے بچاتا ہوں۔ (روح البیان ج ۱۰ ص ۳۱۵ کوئٹہ)

ہر امتی کی فکر میں آقا ہیں مُضطرب

غمخوار والدین سے بڑھ کر حضور ہیں

سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ ہو گئے

”تفسیر عزیز“ میں ہے کہ جب ہمارے بیٹھے بیٹھے آقا مکی مدنی مصطفیٰ



صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں کی طویل عمروں اور اپنی امت کی قلیل عمروں کو ملاحظہ فرمایا تو غمخوار امت، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک دل شفقت سے بھر آیا اور سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ ہو گئے کہ میرے امتی اگر خوب خوب نیکیاں کریں جب بھی ان کی برابری نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی رحمت جوش پر آئی اور اُس نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

(تفسیر عزیز ج ۳ ص ۳۳۳)

## ہرنی کی غمگساری

ام المؤمنین حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رحمت کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحراء میں تھے کہ کسی نے پکارا: ”یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!“، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہوئے لیکن کوئی نظر نہ آیا، پھر توجہ فرمائی تو ایک ہرنی کو جال میں بندھا ہوا پایا اس نے عرض کی، ”یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے قریب تشریف لایے۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب ہو گئے اور دریافت فرمایا: ”مجھے کیا حاجت ہے؟“ اس نے عرض کی: ”اس پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے آزاد فرما دیں تاکہ میں انہیں دودھ پلا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوٹ آؤں۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: ”کیا تم ایسا ہی کرو گی؟“ اس نے عرض کی: ”اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ عزوجل۔۔۔۔۔“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا، وہ چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر لوٹ آئی، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دوبارہ باندھ دیا،

اعرابی یہ دیکھ کر بڑا متاثر ہوا اور عرض گزار ہوا: ”یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی حاجت ہے؟“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں! اسے آزاد کر دو، تو اس نے ہر نی کو آزاد کر دیا اور وہ دوڑ کر جاتے ہوئے پڑھ رہی تھی: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ.“ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۶۳، ج ۲۳، ص ۳۳۱)



## رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ

### دنیا جہان کے لیے رحمت

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ - (پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیہ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کوئی ہو، جن ہو یا انس، مؤمن ہو یا کافر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا۔ مؤمن کے لئے تو آپ دُنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دُنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسف و سخ اور استیصال کے عذاب اٹھادیئے گئے۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمتِ مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمع مقیدات رحمتِ غیبیہ و شہادتِ علمیہ و عینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ و غیر ذلک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔

میرے آقا علیہ السلام، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرحمت،

پروانہ شمع رسالت، مجیدِ دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعش خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء و ملائکہ سب داخل ہیں۔ تو لا جرم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب پر رحمت و نعمت رب الارباب ہوئے، اور وہ سب حضور کی سرکار عالی مدار سے بہرہ مند و فیضیاب۔ اسی لئے اولیائے کائین و علمائے عالمین تصریح فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض و سماء میں اولی و آخرت میں دین و دنیا میں روح و جسم میں چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ میں جہاں پناہ سے بنی اور بنتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ کہا بیتناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالتنا سلطنة المصطفى فی ملکوت کل الوزی۔ (جیسا کہ ہم نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے رسالہ ”سلطنة المصطفى فی ملکوت الوزی“ میں بیان کیا ہے۔ ت)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس آیہ کریمہ کے تحت لکھا:

لما كان رحمة للعالمين      جب حضور تمام عالم کے لیے رحمت  
لزم ان يكون افضل من كل      ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے  
العلمين۔      افضل ہوں۔

(مناجذ الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیہ ۲/۲۵۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۶۵/۶)

قلت وادعاء التخصيص      میں کہتا ہوں تخصیص کا دعویٰ کرنا  
خروج عن الظاهر بلا دليل      ظاہر سے بلا دلیل خروج ہے اور وہ کسی

وہو لا یجوز عند عاقل فضلا عاقل کے نزدیک جائز نہیں چہ جائیکہ کسی  
 عن فاضل والله الہادی۔ فاضل کے نزدیک۔ اور اللہ تعالیٰ ہی  
 ہدایت دینے والا ہے۔

جب وہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہان پر ان کی نعمت ہے  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اہل کفر و اہل کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان۔  
 راست خواہی ہزار چشم چناں  
 کور بہر کہ آفتاب سیاہ  
 (اگر سچ چاہے تو ایسی ہزار آنکھوں کا اندھا ہونا بہتر ہے نہ کہ آفتاب کا  
 سیاہ ہونا۔) (فتاویٰ رضویہ شریف رضا فاؤنڈیشن لاہور)



## رَاحَةُ الْعَاشِقِينَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِينَ

### عاشقوں کی راحت مشتاقوں کی مراد

ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عاشق زار حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو ان کا چہرہ اتر اہوا اور رنگ اڑا ہوا دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وجہ پوچھی۔ تو درد مند عاشق نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہ کوئی جسمانی تکلیف ہے اور نہ کہیں درد۔ بات یہ ہے کہ رخ انور جب آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو دل بے تاب ہو جاتا ہے فوراً زیارت سے اسکو تسلی دیتا ہوں۔ اب رہ رہ کر مجھے یہ خیال ستا رہا ہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقام بلند کہاں ہوگا اور یہ مسکین کس گوشہ میں پڑا ہوگا۔ اگر روئے تاباں کی زیارت نہ ہوئی تو میرے لئے جنت کی ساری لذتیں ختم ہو جائیں گی، فراق و ہجر کا یہ جانکاہ صدمہ تو اس دل ناتواں سے برداشت نہ ہو سکے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ ماجرا سنکر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ جبریل امین علیہ السلام یہ مژدہ لے کر تشریف لائے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ  
النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ  
رَفِيقًا

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا  
ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور

نیک لوگ۔ (پ 4، النساء: 69)

(الجامع لاحكام القرآن، الحدیث ۲۳۰۹، ج ۵، ص ۲۶۱)

اطاعت گزار عشاق کو جنت میں جدائی کا صدمہ نہیں پہنچے گا بلکہ ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی معیت و رویت میسر ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ عشق مصطفوی میں صرف حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی یہ کیفیت نہ تھی بلکہ سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی حال تھا۔

### خدا کے نزدیک گراں قدر

ایک بدوی صحابی زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بظاہر حسین نہ تھے، جنگل کے پھل سبزی وغیرہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ لایا کرتے تھے۔ جب وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے رخصت ہوتے تو آپ شہر کی چیزیں کپڑا وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ان سے محبت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارا روستائی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔ ایک روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بازار کی طرف نکلے تو دیکھا کہ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی متاع بیچ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیٹھ کی طرف جا کر ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھا اور ان کو گود میں لے لیا وہ بولے کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تھے۔ اپنی پیٹھ (بقصد برکت) اور بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینے سے لپٹانے لگے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے جو ایسے غلام کو خریدے وہ بولے یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر آپ بیچتے ہیں تو مجھے کم قیمت پائیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”تو خدا کے نزدیک گراں قدر ہے۔“ (جامع الترمذی، شمائل محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، باب ماجاء فی

صفة مزاج... الخ، الحدیث ۲۳۸، ج ۵، ص ۵۴۵)

## غلامی کو آزادی پر ترجیح

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ تنہیال جا رہے تھے بنو قیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کو مکہ میں لا کر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو انھوں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے، اکثر جو اشعار پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ ”میں زید کی جدائی میں رو رہا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھوں یا موت نے اس کا کام تمام کر دیا کہ اس سے مایوس ہو جاؤں، خدا عزوجل کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی بھی واپس آئے گا یا نہیں ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو آتی ہے تو بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میری فکر کس قدر طویل ہو گئی میں اس کیتلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہ اکتاؤں گا اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا جائیں لیکن میں کبھی بھی نہ اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آگئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگائے مگر میں اپنے



بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل و اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈتے رہیں۔“

غرض وہ یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انھوں نے زید کو پہچانا۔ باپ کا حال سنایا، شعر سنائے انکی یاد و فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ ”میں یہاں مکہ میں ہوں۔“ ان لوگوں نے جا کر زید کی خیر و خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید نے کہے تھے اور پتا بتایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ مکرمہ پہنچے، تحقیق کی، پتا چلایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد! اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ عز و جل کے گھر کے پڑوسی، تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں، ہم پر احسان فرماؤ اور کرم کرو۔ فدیہ قبول کرو اور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بس اتنی سی بات ہے! عرض کیا حضور! بس یہی عرض ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسکو بلاؤ اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلائے گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے باپ ہیں

اور یہ میرے چچا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، اٹکے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور! میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کر سکتا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی ہیں۔

ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید! غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان میں (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔

(الاصابة في تمييز الصحابة، زید بن حارثہ، ج ۲، ص ۴۹۵)

حضرت زید اس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں بھی سارے گھر کو، عزیز و اقارب کو غلامی پر قربان کر دینا جس عظیم و جلیل محبت کا پتا دیتا ہے وہ ظاہر ہے۔

### حبیب کی طرف لے آؤ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہداء کے درمیان دفن کر دیں اور بعض کہتے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ میں نے کہا میں تو انھیں اپنے حجرے میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس دفن کروں گی۔ ابھی ہم اس اختلاف میں

تھے کہ مجھ پر نیند غالب آگئی میں نے کسی کو یہ کہتے سنا کہ محبوب کو محبوب کی طرف لے آؤ۔ جب میں بیدار ہوئی تو پتا چلا کہ تمام حاضرین نے اس آواز کو سن لیا تھا یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے بھی اس آواز کو گوش ہوش سے سنا۔

وفات سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے تابوت (جنازہ) کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ انور کے پاس لا کر رکھ دینا اور السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر عرض کرنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا ہے۔ اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا اور مجھے اندر لے جانا اور نہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت پر عمل کیا گیا تو ابھی وہ کلمات پایہ اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ پردہ اٹھ گیا۔ اور آواز آئی کہ: ”حبیب کو حبیب کی طرف لے آؤ“۔ (شواہد النبوة، رکن سادس، ص ۲۰۰)

جائے غور ہے کہ اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ نہ جانتے تو ہرگز ایسی وصیت نہ فرماتے کہ روضہ اقدس کے سامنے میرا جنازہ رکھ کر اجازت طلب کی جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے عملی جامہ پہنایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا کہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بعد وصال بھی قبر انور میں زندہ اور صاحب اختیار و تصرف ہیں۔ الحمد للہ عزوجل

### جنت میں آپ کا ساتھ

حضرت ربیعہ بن کعب سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ والہ وسلم کے وضو کیلئے پانی لایا کرتا تھا اور دیگر خدمت بھی بجالایا کرتا تھا ایک روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: سَلِّ (مانگو) میں نے عرض کیا: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کچھ؟ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرا مقصود تو وہی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو کثرت سجدہ سے میری مدد کر۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل السجود، الحدیث ۴۸۹، ص ۲۵۲)

مطلب یہ ہے کہ خود بھی اس مقام بلند کی شان پیدا کرو، میری عطا کے ناز پر کثرت عبادت سے غافل نہ ہو جاؤ۔

احمد الممعات میں اس حدیث کے تحت ہے:

سِرْكَارِ صَلِيِّ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَالْهِ وَسَلَّمَ	واز اطلاق سوال کہ
نے فرمایا: کہ مانگو! اس میں کسی خاص	فرمودہ سل بخواہ و تخصیص نہ
مطلب کی تخصیص نہیں کی اس سے معلوم	کرد و بمطلوبی خاص معلوم
ہوتا ہے کہ سارے کام حضور صلی اللہ تعالیٰ	می شود ککار ہمہ بدست
علیہ والہ وسلم کے دست عزت و قوت میں	ہمت و کرامت اوست صلی
ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو	للّٰہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہرچہ
چاہیں جسے چاہیں اپنے پروردگار عزوجل	خواہد و سر کرا خواہد باذن
کے اذن سے عطا فرمائیں۔	پروردگار خود بدہد۔

(احمد الممعات، کتاب الصلوٰۃ، باب السجود وفضلہ، ج ۱، ص ۴۲۵)

## رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرمانہ تھے۔ میں نے خادم سے دریافت کیا اس نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ہیں میں وہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی آدمی آپ کے پاس نہ تھا۔ مجھے اس وقت یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وحی کی حالت میں ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا تجھے کیا چیز یہاں لائی ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جا، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ گیا، نہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کچھ پوچھتا اور نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ سے کچھ فرماتے۔ میں تھوڑی دیر ٹھہرا کہ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی جلدی چلتے ہوئے آئے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: تجھے کیا چیز یہاں لائی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ وہ ایک بلند جگہ پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقابل بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انھوں نے بھی ایسا ہی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ویسا ہی فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

پھر اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنه کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سات یا نو کے قریب سنگریزے لئے۔ ان سنگریزوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ میں شہد کی مکھی کے مانند آواز سنائی دی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھ دیا اور وہ چپ ہو گئے۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ سنگریزے مجھے چھوڑ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے ان سنگریزوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی۔ یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھیوں کی طرح ان سے آواز سنی، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ کنکر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر زمین پر رکھ دیئے وہ چپ ہو گئے اور ویسے ہی سنگریزے بن گئے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انھوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سنی پھر آپ نے زمین پر رکھ دیئے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انھوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھی یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سنی۔ پھر ان کو زمین پر رکھ دیا گیا وہ چپ ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت کی شہادت ہے۔

(الخصائص الکبریٰ، ذکر معجزاتہ فی انواع الجمادات، باب تسبیح المحصى، ج ۲، ص ۱۲۳)

فدائی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

جب مدینہ طیبہ کے اندر اسلام سے وابستہ ہونے والوں کی تعداد خاصی بڑھ گئی

قبیلہ اوس و خزرج کے لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے تو اہل مدینہ نے اپنے ہادی و آقا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے وطن مدینہ مقدسہ تشریف لانے کی دعوت دی اسکے بعد انصار کے لوگ بڑی بے چینی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے انتظار کی گھڑیاں گننے لگے۔ اس وقت انکے شوق دیدار کا عالم کیا تھا اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جس لمحہ یہ بشارت ملی کہ اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ کے قریب آچکے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عشاق و محبین استقبال کے لئے "عمیۃ الوداع" تک پہنچ گئے کہ کب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طلعت زیبا سے انکی معراج ہونی والی ہے اور جس وقت ان حضرات نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا مرحبا کی صداؤں سے پوری فضاء گونج اٹھی، ان استقبال کرنے والوں میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فدائی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تھے یہ تو وفور مسرت سے بے قابو ہو رہے تھے۔ یہی وہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ایک اشارے پر اسلام کے ایک بہت بڑے دشمن ابورافع سلام بن ابوالحقیق کو اس کے قلعے کے اندر گھس کر قتل کیا تھا۔

واقعہ کی تھوڑی تفصیل یوں ہے۔ سلام بن ابوالحقیق اللہ اور اس کے رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ اس نے بنو نضیر کے یہودیوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قتل پر برا بیخنتہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے جب یہ صورت حال لائی گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس دشمن دین کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت منتخب کی ان میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے اس دستہ کی قیادت حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی گئی۔ یہ دستہ اس مہم

کے لئے روانہ ہوا۔ رات میں چلتا اور دن میں کمین گا ہوں میں چھپا رہتا۔ تا آنکہ یہ دستہ سلام بن ابوالحقیق کے قلعہ کے اندر داخل ہو گیا۔ رات کا وقت تھا، قلعہ کے سب لوگ سو گئے، سلام بن ابوالحقیق قلعہ کے ایک بالاخانہ پر سو رہا تھا۔ نصف شب میں یہ لوگ آہستہ آہستہ اس تک پہنچنے کے لیے چل پڑے، جب اسکے کمرے تک پہنچے اس کی بیوی جاگ گئی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور اس کو ہراساں کرنے کے لئے اس پر تلوار اٹھائی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وصیت تھی کہ ابورافع سلام کے علاوہ کسی کو یہ قتل نہ کریں۔ وہ عورت خاموش ہو گئی اور تھر تھراتے ہوئے اپنی جگہ دبک گئی۔

دوسرے فدائی آگے بڑھے سخت تاریکی تھی ابورافع کی صحیح جگہ کا پتا نہ چلتا تھا۔ فدائیوں کی تلواریں چلنے لگیں لیکن اسکو کوئی خاص گہرا زخم نہ لگ سکا حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے ان کے سامنے ابورافع تھا جو کہ چیخ و پکار کر رہا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار سے اس بدترین دشمن کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ جب ابورافع کی ہلاکت کا یقین ہو چکا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ جماعت مسرت و شادمانی کے ساتھ مدینہ مقدسہ کے لئے روانہ ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے تاکہ اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس دشمن کی ہلاکت کی بشارت سنائیں۔ یہ قافلہ مسجد نبوی شریف علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو اس عالم میں دیکھا کہ انکے چہرے آثار خوشی سے دمک رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے کہا: "أَفْلَحَتِ الْوُجُوهُ" یہ چہرے کامیاب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنے



والے یہ کلمات کتنے عظیم ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس جماعت نے بھی بلا کسی تاخیر کہا: "أَفْلَحَ وَجْهَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ" آپ کا چہرہ مبارک کامیاب ہے ہاں ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ہی یہ کامرانی ہے، اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہدایت و رہنمائی نہ ہوتی تو ہم کامیاب نہ ہوتے۔

لوگ اس کامیابی سے پلٹنے والے قافلہ سے سلام بن ابو الحقیق کے قتل کی کیفیت دریافت کرنے کے لئے ان کے گرد جمع ہو گئے سارے ہی مجاہدین کہہ رہے تھے میری تلوار نے ابورافع کا کام تمام کیا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تبسم فرما رہے ہیں کہ اس شرف عظیم کو ہر شخص اپنے ہی حصے میں لینا چاہتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر فرمایا: ہر شخص اپنی تلوار میرے سامنے پیش کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سب کی تلواروں کا جائزہ لیا اور انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: عبد اللہ بن انیس کی تلوار نے اس کا کام تمام کیا ہے، اس میں اس کا اثر اب بھی ہے۔

(السیرة النبویة لابن ہشام، مقتل سلام بن ابی الحقیق، ج ۴، ص ۲۳۵)

### تلواروں سے چمٹالیا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ہماری ایک طرف تو مکہ کے کافروں اور انکے ساتھ دوسرے کافروں کے بہت سے گروہ جو ہم پر چڑھائی کرنے آئے تھے اور حملہ کے لئے تیار تھے، اور دوسری طرف خود مدینہ منورہ میں بنو قریظہ کے یہود ہماری دشمنی پر تلے ہوئے تھے جن سے ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ کو خالی دیکھ کر وہ ہمارے اہل و عیال کو بالکل ختم نہ کر دیں ہم لوگ مدینہ منورہ سے باہر لڑائی کے سلسلے میں پڑے ہوئے تھے منافقوں کی جماعت گھر کے تنہا اور خالی ہونے کا بہانہ کر کے اجازت لیکر اپنے گھروں کو واپس جا رہی تھی اور حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر اجازت مانگنے والے کو اجازت مرحمت فرمادیتے تھے۔

اور اس دوران میں ایک رات آندھی اس قدر شدت سے آئی کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنی آئی نہ اس کے بعد۔ اندھیرا اس قدر زیادہ کہ آدمی کو پاس والا آدمی تو کیا اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا اور ہوا اتنی سخت کہ اس کا شور بجلی کی طرح گرج رہا تھا۔ منافقین اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک ایک کا حال دریافت فرما رہے تھے، اور اس اندھیرے میں ہر طرف تحقیقات فرما رہے تھے اتنے میں میرے پاس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گزر ہوا میرے پاس نہ تو دشمن سے بچاؤ کے واسطے کوئی ہتھیار تھا نہ سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا، صرف ایک چھوٹی سی چادر تھی جو اوڑھنے میں گھٹنوں تک آتی تھی اور وہ بھی میری نہیں اہلیہ کی تھی، اس کو اوڑھے گھٹنوں کے بل زمین سے چمٹا ہوا بیٹھا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا حذیفہ، مگر مجھ سے سردی کے مارے اٹھا بھی نہ گیا اور شرم کے مارے زمین سے چمٹ گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو، اور دشمنوں کے جتھے میں جا کر ان کی خبر لا، کیا ہو رہا ہے۔ میں اس وقت گھبر اہٹ اور خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ حال تھا مگر تمہیل ارشاد میں اٹھ کر فوراً چل دیا جب میں جانے لگا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا دی

اَللّٰهُمَّ اَحْفِظْهُ مِنْ بَدَنِ يَدِيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ فَوْقِهِ وَمِنْ تَحْتِهِ اللّٰهُ تو اس کی حفاظت فرما سامنے سے اور پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اوپر سے اور نیچے سے۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ ارشاد فرماتا تھا کہ گویا مجھ سے خوف سردی بالکل جاتی رہی اور

ہر قدم پر معلوم ہو رہا تھا کہ گویا گرمی میں چل رہا ہوں۔  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چلتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کوئی حرکت نہ کرنا چپ چاپ دیکھ کر چلے آؤ کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا آگ جل رہی ہے اور لوگ اس میں سینک رہے ہیں ایک شخص آگ پر ہاتھ سینکتا ہے اور کوکھ پر پھیرتا ہے اور ہر طرف سے واپس چل دو، واپس چل دو کی صدائیں آرہی ہیں۔ ہر شخص اپنے قبیلہ والوں کو آواز دیکر یہ کہتا ہے کہ واپس چلو اور ہوا کی تیزی کی وجہ سے چاروں طرف سے پتھر ان کے خیموں پر برس رہے تھے خیموں کی رسیاں ٹوٹی جاتی تھیں اور گھوڑے وغیرہ جانور ہلاک ہو رہے تھے ابوسفیان جو گویا اس وقت ساری جماعتوں کا سردار بن رہا تھا آگ پر سینک رہا تھا میرے دل میں آیا کہ موقع اچھا ہے اس کا کام تمام کر ڈالوں ترکش سے تیر نکال کر کمان میں رکھ بھی دیا مگر پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد یاد آیا کہ کوئی حرکت نہ کرنا دیکھ کر چلے آنا اس لئے میں نے تیر ترکش میں رکھا اسکو شبہ ہو گیا کہ تم میں کوئی جاسوس ہے، ہر شخص نے اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑا میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون؟ اس نے کہا تو مجھے نہیں جانتا فلاں ہوں۔ میں وہاں سے واپس آیا جب آدھے راتے پر تھا تو تقریباً بیس سوار مجھے عمامہ باندھے ہوئے ملے انہوں نے کہا کہ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہہ دینا کہ اللہ عزوجل نے دشمنوں کا انتظام کر دیا بے فکر رہیں۔

میں واپس پہنچا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک چھوٹی سے چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے یہ ہمیشہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کی بات پیش آتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز کی طرف توجہ فرماتے نماز سے فراغت پر میں نے وہاں کا جو منظر دیکھا عرض کیا۔ جاسوس کا قصہ سن کر دندان مبارک چمکنے لگے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے اپنے پاؤں مبارک کے قریب لٹا دیا اور اپنی چادر کا ذرا سا حصہ مجھ پر ڈال دیا میں نے اپنے سینے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تلوؤں سے چمٹا لیا۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم از ہجرت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۱۷۳ بتصرف۔ دلائل النبوة (مترجم)، الامام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی، باب غزوة خندق کے معجزات ص ۴۴، بتصرف)

### زیارت کے لئے بیقرار

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتی الوسع مخفی رکھتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف سے بھی، اس خیال سے کہ ان کو کافروں سے اذیت نہ پہنچے، انفا کی تلقین ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس تک پہنچی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اظہار کی درخواست کی اور چاہا کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ اسلام کی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نیا دل انکار فرمایا مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر قبول فرمایا اور ان سب حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیکر مسجد حرم شریف میں تشریف لے گئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ شروع کیا، یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا سید ا لشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی باوجودیکہ مکہ مکرمہ میں عام طور پر ان کی عظمت و شرافت مسلم تھی، اس قدر مارا کہ تمام چہرہ مبارک خون میں بھر گیا، ناک کان سب

لہولہان ہو گئے۔ پہچانے نہ جاتے تھے، جوتوں سے مارا پاؤں میں رونداجونہ کرنا تھا سب کچھ ہی کیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو گئے، بنو تیم یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہاں سے اٹھا کر لائے۔

سب کو یقین ہو چلا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے بنو تیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اگر حادثہ میں وفات ہو گئی تو ہم لوگ ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے عتبہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے ہوشی رہی باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلے الفاظ یہ تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں کی طرف سے اس پر بہت ملامت ہوئی کہ ان ہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہنے پر بات کی تو وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کا جذبہ اور ان ہی کے لیے۔

لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے، بددلی بھی تھی، اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام خیر سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کیلئے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کیا گزری؟ انکی والدہ نے کہا کہ مجھے تو خبر نہیں کیا حال ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ام جمیل (حضرت عمر کی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے پاس جا کر دریافت کر لو کہ کیا حال

ہے؟ وہ بیچاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیباکانہ درخواست پوری کرنے کیلئے ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی عام دستور کے مطابق اس وقت اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرمانے لگیں میں کیا جانوں کون محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور کون ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا اگر تو کہے تو میں چل کر اسکی حالت دیکھوں ام خیر نے قبول کر لیا ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کر سکیں بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بد کرداروں نے کیا حال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کئے کی سزا دے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو۔ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیریت سنائی اور عرض کیا کہ بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں انہوں نے عرض کیا کہ ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا عز و جل کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نہ کر لوں۔ ان کی والدہ کو تو بیقراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نہ کر لوں کچھ نہ کھاؤں گا۔ اس لئے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے۔ مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں

ارقم کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے لپٹ گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی لپٹ کر روئے۔ اور مسلمان بھی رونے لگے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی یہ میری والدہ ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے ہدایت کی دعا فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمادیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نیاں کو اسلام کی ترغیب دی وہ بھی اس وقت مسلمان ہو گئیں۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۳، ص ۳۰)

### جوشِ اظہارِ غلبہ حق

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں، جن کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جلیل القدر زاہدوں اور عظیم علماء میں ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے علم کے حامل ہیں جن سے لوگ عاجز ہیں مگر انہوں نے اسے محفوظ رکھا ہے۔ جب ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی پہلے پہل خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی کو حالات کی تحقیق کے لئے مکہ بھیجا کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے اور آسمان کی خبریں آتی ہیں اسکے حالات معلوم کریں اور اس کے کلام کو غور سے سنیں۔

وہ مکہ مکرمہ آئے اور حالات معلوم کرنے کے بعد اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ میں نے ان کو اچھی عادتوں اور عمدہ خیال کا حکم کرتے دیکھا اور ایک ایسا کلام سنا جو نہ شعر ہے اور نہ کاہنوں کی خبریں۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مجمل بات سے تشفی نہ ہوئی، تو خود سامان سفر کیا اور مکہ پہنچے اور سیدھے مسجد حرام میں گئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانتے نہ تھے اور کسی سے پوچھنا مصلحت کے خلاف سمجھا، شام تک اسی حال میں رہے۔ شام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیکھا کہ

ایک پردیسی مسافر ہے، مسافروں، غریبوں، پردیسیوں کی خبر گیری اور ان کی ضرورت کا پورا کرنا ان حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت و طبیعت تھی، اس لئے ان کو اپنے گھر لے آئے میزبانی فرمائی۔ لیکن ان سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی کہ کون ہو اور کیوں آئے، مسافر نے بھی کچھ ظاہر نہ کیا، صبح کو پھر مسجد میں آگئے تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے متعلق کسی سے کچھ دریافت کریں، لیکن کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے متعلق کچھ بتاتا۔ دوسری شام کو بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال ہوا کہ پردیسی مسافر ہے بظاہر جس کیلئے آیا ہے وہ پوری نہیں ہوئی اس لئے پھر اپنے گھر لے گئے اور رات کو کھلایا سلا یا مگر پوچھنے کی اس رات کو بھی نوبت نہیں آئی۔

تیسری رات کو پھر یہی صورت ہوئی۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ تم کس کام کیلئے آئے ہو کیا غرض ہے؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم اور عہد و پیمان کے بعد ان کو غرض بتائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: وہ بے شک اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور صبح کو جب میں جاؤں تو تم میرے ساتھ چلنا، میں وہاں تک پہنچا دوں گا، لیکن مخالفت کا زور ہے، اس لئے راستہ میں اگر مجھ سے کوئی ایسا شخص ملا جس سے میرے ساتھ چلنے کی وجہ سے تم پر کوئی اندیشہ ہو تو میں استنجاء کے لیے رک جاؤں گا یا اپنا جوتا درست کرنے لگوں گا، تم سیدھے چلے چلنا میرے ساتھ ٹھہرنا نہیں جس کی وجہ سے تمہارا میرا ساتھ ہونا معلوم نہ ہو۔ چنانچہ صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پیچھے پیچھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہنچے وہاں جا کر بات چیت ہوئی، اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انکی تکلیف کے خیال سے فرمایا کہ اپنے اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرنا چکے سے اپنی قوم میں چلے جاؤ،



جب ہمارا غلبہ ہو جائے اس وقت چلے آنا۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کلمہ توحید کو ان بے ایمانوں کے بیچ میں چلا کر پڑھوں گا، چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ پڑھا۔ پھر کیا تھا چاروں طرف سے لوگ اٹھے اور اس قدر مارا کہ زخمی کر دیا، مرنے کے قریب ہو گئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے، ان کے اوپر بچانے کے لئے لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا کیا ظلم کرتے ہو یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور یہ قبیلہ ملک شام کے راستہ میں پڑتا ہے، تمہاری تجارت وغیرہ سب ملک شام کے ساتھ ہے اگر یہ مر گیا تو شام کا آنا جانا بند ہو جائیگا۔ اس پر ان لوگوں کو بھی خیال ہوا کہ ملک شام سے ساری ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، وہاں کا راستہ بند ہو جانا مصیبت ہے اس لئے ان کو چھوڑ دیا دوسرے دن پھر اسی طرح انھوں نے جا کر با آواز بلند کلمہ پڑھا اور لوگ اس کلمہ کو سننے کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ اس لئے ان پر ٹوٹ پڑے، دوسرے دن بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح انکو سمجھا کر ہٹایا کہ تجارت کا راستہ بند ہو جائے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ اسلام ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۵۲۲۳-۳۸۱۱، ج ۲، ص ۴۸۰)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جوش اظہار غلبہ حق کے ولولہ کی بنا پر تھا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا منع اظہار شفقت کی بنیاد پر، لیکن حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب خود مصائب جھیل رہے ہیں تو ہمیں پیچھے رہنے کی کیا ضرورت؟ اس لئے اپنی راحت پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اتباع عمل کو ترجیح دی اور پھر اطاعت حق میں ہمیشہ سرگرم رہے۔

## شمس العارفين

### خدا شناسوں کے آفتاب

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے عارفين کے دلوں کو اپنے ذکر کی نورانیت سے متور فرمایا اور ان کی زبانوں کو اپنے شکر میں مشغول کیا، ان کے اعضاء کو اپنی عبادت کی قوت بخشی، وہ عارفين انسیت کے باغات میں خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں، محبت کا آشیانہ ان کا ٹھکانہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ ان کا چرچا فرماتا ہے، اللہ عزوجل ان سے محبت فرماتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں، اللہ عزوجل ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں، فقران کا اصل سرمایہ ہے، وہ اللہ عزوجل کے خوف سے لرزاں و ترساں زندگی گزارتے ہیں، ان کا علم گناہوں کے لئے دواء ہے، ان کی معرفت میں دلوں کا علاج ہے، وہ اللہ عزوجل کی برہان کے نورانی چراغ ہیں، وہ اللہ عزوجل کی حکمت کے خزانے کی کنجیاں ہیں، ان عارفين کا امام وہ ہے جو چمکتا ہوا چاند ہے، ان کا راہنما وہ ہے جس کا نور چار سو پھیلا ہوا ہے، جو عربوں اور ان کے سرداروں کا سردار ہے یعنی محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم، پاکیزہ پھل بابرکت درخت سے ہی حاصل ہوتا ہے جس کی جڑیں عقیدہ توحید ہے اور تقویٰ اس کی شاخیں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا شَرِيَّةَ وَلَا غَرِيَّةَ ۚ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضَوِّءُ ۖ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۖ

نُورٌ عَلَى نُورٍ ۖ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۖ وَيَضْرِبُ اللَّهُ

الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۖ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: جو نہ پورب کا نہ پچھتم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ ۱۸، النور: ۳۵)

اور ارشاد فرمایا:

وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَالَهُ مِنْ نُورٍ  
ترجمہ کنزالایمان: اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ (پ ۱۸، النور: ۳۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود ہو جس کی نشانیاں آسمانوں میں ظاہر ہیں، جس کے انوار باغاتِ جنت میں پھیلے ہوئے ہیں، جس کی عمدگی پر انبیاء علیہم السلام گواہ ہیں اور آپ کی پاکیزہ آل اور پاک کرنے والے صحابہ پر بھی درود ہو۔

اور ارشاد فرمایا:

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سپہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اور یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ اگر ہمارے پاس رسول آتے تو ہم ضرور ان کا حکم مانتے اور اللہ کے مطیع و فرماں بردار ہوتے اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں

کی بعثت سے قبل خلق پر عذاب نہیں فرماتا جیسا دوسری جگہ ارشاد فرمایا  
”وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا“ اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ  
معرفت الہی بیانِ شرع و زبانِ انبیاء ہی سے حاصل ہوتی ہے عقلِ محض سے اس  
منزل تک پہنچنا میسر نہیں ہوتا۔



## سراج السالکین

### راہِ خدا پر چلنے والوں کے چراغ

پیارے بھائیو! راہِ سلوک بہت دُشوار گزار اور سالک کے لئے بہت مشکل ہے۔ اسی راہ میں حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام آنسو بہاتے رہے، حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گریہ وزاری کی، اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے خلیل حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالا گیا، حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کیا گیا، حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فروخت کیا گیا، حضرت سیدنا زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آرا چلایا گیا، حضرت سیدنا اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کیا گیا، حضرت سیدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزمایا گیا، حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خوفِ الہی میں گھومتے رہے اور نبی آخر الزماں حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی فقرا پتایا۔

اے میرے بھائی! اس راہ میں پہلا قدم روح کو فنا کرنا ہے۔ شاہراہ تو موجود ہے سالک کہاں ہے؟ قمیص تو موجود ہے پہننے والے کہاں ہیں؟ طور سینا تو موجود ہے اس پر فائز ہونے والے کہاں ہیں؟ اے جنید بغدادی کی سی تڑپ رکھنے والو! آؤ اور اس راہ پہ چلو، اے شیخ ابو بکر شبلی کی محبت کے دعویدارو! ہماری بات سنو اور اے ابراہیم بن ادہم کے دیوانو! ادھر متوجہ ہو جاؤ (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

کچھ صوفیاء ایسے بھی ہیں جو ان سب سے آگے بڑھ گئے اور معرفت کی راہ میں

انہیں جو انوار عطا ہوئے ان کی طرف توجہ نہ دی، نہ ان عطیات کی طرف متوجہ ہوئے جو انہیں میسر آئے اور نہ اُن پر ہی خوشی کا اظہار کر کے اس راہ سے ہٹے بلکہ وہ مسلسل سفر کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا قرب عطا ہو گیا اور قرب کی حد تک پہنچ گئے اور انہوں نے اس وقت یہ گمان کیا کہ وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ تک پہنچ چکے ہیں حالانکہ وہ دھوکے میں مبتلا ہوئے کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ستر نورانی پردے ہیں اور جب کوئی سالک (یعنی معرفت کی منازل طے کرنے والا) ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی پہنچتا ہے تو وہ گمان کرتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ تک پہنچ گیا۔ شاید جو قول اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ذکر فرمایا اُس میں اسی طرف اشارہ ہے:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَذَا رَبِّي ۖ

ترجمہ: کنز الایمان: پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا

بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔ (پ 7، الانعام: 76)

اس سے آسمانی ستارہ مراد نہیں کیونکہ ان ستاروں کو تو آپ علیہ السلام بچپن میں بھی دیکھتے تھے اور ان کو پہچانتے تھے اور یہ بھی معلوم تھا کہ یہ معبود نہیں کیونکہ یہ ایک نہیں، بہت سے ہیں پھر حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ستارے سے کیسے مغالطہ کھا سکتے تھے جبکہ اس سے ایک عام اور جاہل شخص بھی دھوکا نہیں کھاتا۔ بلکہ اس سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد انوار خداوندی میں سے ایک نور تھا اور یہ پہلا حجاب ہے جو سالک کے راستے میں آتا ہے۔ جب تک ان پردوں کو عبور نہ کر لیا جائے اللہ عَزَّ وَجَلَّ تک پہنچنے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور یہ نور کے پردے ہیں، جو قرب و بُعد کے اعتبار سے بعض چھوٹے بعض بڑے ہوتے ہیں، انوار سماویہ میں سب سے چھوٹے ستارے ہی ہیں، اس لئے (انوار الہیہ میں سے)

پہلے نور کے لئے بطور استعارہ اس کا نام استعمال کیا گیا کیونکہ یہ ان انوار میں سے سب سے چھوٹا ہے، سب سے بڑا سورج اور ان دونوں کے درمیان چاند ہے۔ جب حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانِ دُنیا کو دیکھا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَكَذَلِكَ نُزِّيْنَا اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ

ترجمہ کنز الایمان: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری

بادشاہی آسمانوں کی۔ (پ 7، الانعام: 75)

تو ایک نور کے بعد دوسرا نور اور ایک حجاب کے بعد دوسرا حجاب آتا گیا، جب بھی آپ علیہ السلام کے لئے انوار الہیہ عَزَّ وَجَلَّ میں سے کچھ ظاہر ہوا تو آپ علیہ السلام نے اس کی عظمت اور نور کا مشاہدہ کیا اور یہ خیال کیا کہ وہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں تو فرمایا: "هَذَا رَیِّیْ" (پ 7، انعام: 76) ترجمہ کنز الایمان: اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔"

چنانچہ نور نبوت اور توفیق الہی عَزَّ وَجَلَّ سے آپ علیہ السلام پر ظاہر ہوا کہ آپ علیہ السلام کے آگے نور ہے۔ اس کے بعد جب بھی آپ علیہ السلام پر کوئی اعلیٰ درجہ ظاہر ہوا تو آپ پر یہ بھید گھلا کہ پچھلا درجہ کمال کی چوٹی سے نچلے درجے پر ہے اور آپ علیہ السلام اس بات پر مطلع ہوئے کہ اس کی ایک انتہاء ہے تو بولے:

لَا اَحِبُّ الْاَفْلٰیئِنَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔

(پ 7، الانعام: 76)

اسی طرح آپ علیہ السلام ہر رکاوٹ سے آگے بڑھتے گئے اور جب اس لامحدود و لامنتہی بارگاہ میں پہنچے تو آپ علیہ السلام کا دوسروں سے طمع ختم ہو گیا اور ارشاد

فرمایا: (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک قول اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے مقدس کلام میں ذکر فرمایا)

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

ترجمہ کنز الایمان: میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور

زمین بنائے۔ (پ 7، الانعام: 79)

اور سالک اس وقت تک ان انوار و حجابات تک نہیں پہنچتا جب تک وہ اپنے نفس کے حجابات سے نہ نکل جائے اور یہ بھی امر ربانی ہے بلکہ یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے انوار میں سے ایک نور ہے، اس سے مراد دل و روح کا وہ راز ہے جس پر حقیقت حق پوری طرح ظاہر ہوتی ہے حتیٰ کہ اس میں تمام عالم کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اسے گھیر لیتا ہے اور اس میں سب کی صورت جھلکنے لگ جاتی ہے یہاں تک کہ اُسے لوح محفوظ کہا جاتا ہے۔ جب سالک اس تک پہنچ جاتا ہے تو اس کا نور پوری طرح چمکتا ہے، اس وقت اس میں ہر چیز کا وجود اپنی اصل حقیقت و ماہیت کے ساتھ ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ پہلے مرحلے میں ایک فانوس کے پیچھے ہوتا ہے جو اس کے لئے ڈھانپنے والے کی طرح ہوتا ہے، جیسا کہ اس پر قرآن مجید دلالت کرتا ہے، جب اس کا نور روشن ہوتا ہے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نور کی تجلی کے بعد جب اس کا جمال دل میں منکشف ہوتا ہے تو بسا اوقات صاحب قلب اپنے دل کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس میں ایسا واضح جمال دیکھتا ہے جو اسے دہشت زدہ کر دیتا ہے اور بعض اوقات اسی شک و شبہ اور دہشت کے عالم میں اس کی زبان سبقت لے جاتی ہے اور وہ کہہ دیتا ہے: ”میں حق ہوں۔“

پس اگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی توفیق اس کی رفیق ہو اور الطاف الہی عَزَّ وَجَلَّ اس کی پشت پر ہوں تو وہ چلتا رہتا ہے، وہاں کھڑا نہیں ہوتا پھر وہ انوار الہی عَزَّ وَجَلَّ کی



منازل کی دوری کو پہچان لیتا ہے، اگر نہ پہچان سکے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور یہی دھوکے میں مبتلا ہونے کا مقام ہے کیونکہ تجلی کرنے والی شے اور جس میں وہ تجلی کرتی ہے، دونوں ایک ہو جاتی ہیں جیسا کہ کوئی رنگین چیز شیشے میں دیکھی جائے تو شیشہ بھی رنگین نظر آتا ہے اور بندہ خیال کرتا ہے کہ یہ شیشے کا رنگ ہے اور جس طرح شیشے کے برتن میں ڈالی ہوئی چیز کا رنگ شیشے کے رنگ سے مل جاتا ہے (یعنی شیشہ کے برتن میں رنگین چیز ڈال دی جائے تو برتن بھی رنگین نظر آتا ہے) جیسا کہ اس شعر میں کہا گیا ہے:

رَقِيَ الزُّجَاجُ وَرَاقِبَ الخَمْرُ  
فَتَشَابَهَا فَتَشَاكَلِ الأَمْرُ  
فَكَلَّمَا خَمْرٌ وَلَا قَدْخُ  
وَ كَلَّمَا قَدْخُ وَلَا خَمْرٌ

ترجمہ: شیشے کا برتن بھی صاف شفاف ہے اور شراب بھی پتلی ہے تو وہ دونوں ایک جیسے ہو گئے اور معاملہ مشتبہ ہو گیا گویا شراب ہے اور پیالہ نہیں اور پیالہ ہے شراب نہیں۔

عیسائیوں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی نظر سے دیکھا تو انہیں آپ علیہ السلام میں انوار الہیہ چمکتے ہوئے نظر آئے جس سے ان کو مغالطہ لگا جیسے کوئی شخص شیشے یا پانی میں ستارے کو دیکھے اور یہ خیال کرے کہ ستارہ شیشے یا پانی میں ہے، اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑنا چاہے، تو ایسا شخص دھوکے کا شکار ہے۔

(مصنف برحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں) راہ سلوک پر چلنے میں اس قدر دھوکے اور مغالطے ہیں جو کئی جلدوں میں بھی نہیں آسکتے شاید جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس

کو بھی چھوڑنا زیادہ بہتر تھا کیونکہ اس راستے پر چلنے والے کو دوسروں سے سننے کی ضرورت نہیں ہوتی اور جو اس راستے پر چلنے والا نہیں اسے سننے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ بعض اوقات اسے نقصان ہوتا ہے کیونکہ جب وہ ایسی بات سنتا ہے جس کو سمجھ نہیں پاتا اور گھبرا جاتا ہے لیکن اس کے سننے والے کو ایک فائدہ ہے کہ وہ سنے اور توفیقِ خداوندی اس کے شامل حال رہے، اور وہ یہ بات جان لے کہ جو کچھ اس کے مختصر ذہن، ناقص خیال، مزین سوچ میں ہے معاملہ اس سے بلند تر ہے۔



## مُصْبَاحُ الْمُقَرَّبِينَ

### مقربوں کے راہ نما

### بارگاہِ الہی عَزَّ وَجَلَّ کے مقربین

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”دنیا میں زہد و تقویٰ اختیار کرنے والے لوگ، کل (بروز قیامت) اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے قرب میں ہوں گے۔“ (الجامع الصغیر، الحدیث ۳۵۹۷، ص ۲۱۹)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب و محبوب وہ تھا جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار تھا۔

(غنیۃ الحجایات ص ۱۳۸ امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ) میرے آقا علی حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پرولہ جمع رسالت، مُجَدِّدِ دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں صاحب تاج کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

قال العلامة النسفی فی المدارک تبعاً للزمخشری فی الکشاف عن یزید بن شجرة  
 علامہ نسفی نے زمخشری کی اتباع کرتے ہوئے مدارک میں فرمایا یزید بن شجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
 مورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فی سوق المدینة فرای غلاما اسود یقول من اشترانی فعلى شرط ان لا یمنعى من الصلوات الخمس خلف رسول الله صلى الله تعالى علیه وسلم، فاشتراه بعضهم فمرض فعاده رسول الله صلى الله تعالى علیه وآله وسلم، ثم توفى فحضر دفنه فقالوا فى ذلك شيئا فنزلت .

میں گزرے تو ایک سیاہ غلام دیکھا جو کہتا تھا مجھے جو خریدے تو اس شرط پر خریدے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ وسلم کے پیچھے پنجگانہ نماز سے نہ روکے گا۔ تو اسے کسی نے خرید لیا۔ پھر وہ بیمار پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لائے، پھر اس کی وفات ہو گئی تو سرکار اس کے دفن میں رونق افروز ہوئے تو لوگوں نے اس بارے میں کچھ کہا تو یہ آیت

اتری۔

(مدارک التنزیل تفسیر النسلی تحت الایہ ۴۹ / ۱۳ دارالکتاب العربی بیروت ۲ / ۱۷۳)

وبالجمله فحصل الایة نفی التفاجر بالانساب وان الكرم عند الله تعالى انما ينال بالتقوى فمن لم یکن تقیا لم یکن له حظ من الكرامة وسلبه کلیا لا یصح الاعن کافر اذ کل مؤمن یتقی اکبر الکبائر الکفر و الشریک، ومن کان تقیا کان کریمًا ومن کان

مختصر یہ کہ آیت کریمہ کا حاصل نسب پر فخر کی نفی ہے اور یہ کہ اللہ کے یہاں عزت تقویٰ ہی سے ملتی ہے، تو جو متقی نہیں اس کے لئے عزت سے کچھ حصہ نہیں اور تقویٰ کا سلب کلی طور پر کافر کے سوا کسی سے نہیں، اس لئے کہ ہر مومن اکبر الکبائر کفر و شرک سے بچتا ہے اور جو متقی ہوگا وہ باعزت ہوگا اور جو زیادہ تقویٰ والا ہوگا وہ زیادہ عزت دار اپنے

اتقی کان اکرم عند الله تعالیٰ، ولعلک تظن ان سردنا تلك الروایات فی شان النزول مما لا یغنینا فیما نحن بصدده، ولیس كذلك بل هو ینفعنا فی نفس الاحتجاج وتکسر به سورة بعض الاوهام ان شاء الله تعالیٰ کما ستطلع علیه، فانتظر، هذه مقدمة.

رب کے یہاں ہوگا۔ اور شاید تمہیں گمان ہو کہ ہمارا ان روایتوں کو ذکر کرنا اس مدعی میں جس کے ثابت کرنے کے ہم درپے ہیں ہمیں نفع بخش نہیں حالانکہ بات ہوں نہیں بلکہ وہ ہمیں نفس استدلال میں فائدہ دے گا اور ہم اس سے کچھ وہمیوں کا زور توڑینگے ان شاء اللہ تعالیٰ، جیسا کہ تم عنقریب اس پر مطلع ہوگے، تو انتظار کرو، یہ ایک مقدمہ ہے۔

والمقدمة الاخری: قال الله سبحانه و تعالیٰ: وسیجنبها الاتقی، الذی یؤتی مالہ یتزکی، وما لاحد عنده من نعمة تجزی الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ ولسوف یرضی۔ (القرآن الکریم ۹۲/۲۱۴) اجمع المفسرون من اهل السنة والجماعة علی ان الایة نزلت فی الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه وانه هو المراد بالاتی۔

اور دوسرا مقدمہ یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستمرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا اہل سنت وجماعت کے مفسرین کا اجمال ہے اس پر کہ یہ آیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری اور الاتقی سے وہی مراد ہے۔

ابن ابی حاتم و طبرانی نے حدیث

اخرج ابن ابی حاتم

والطبرانی ان ابا بکر اعتق  
سبعة كلهم يعذب في الله  
فانزل الله تعالى قوله  
وسيجنبها الاتقى الى اخر  
السورة.  
روایت کی کہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)  
نے ان سات کو آزاد کیا جو سب کے سب  
اللہ کی راہ میں ستائے جاتے تھے تو اللہ  
نے اپنا فرمان (وسيجنبها الاتقى تا آخر  
سورة) نازل فرمایا۔

(الصواعق المحرقة بحوالہ ابن حاتم والطبرانی الباب الثالث الفصل الثانی دار الکتب العلمیہ بیروت  
ص ۹۸) (الدر المنثور بحوالہ ابن حاتم والطبرانی تحت الایۃ ۹۲ / ۲۱ تا ۲۱۷ دار احیاء التراث العربی ۸  
/ ۳۹۳) (المجادی المقتادى الفتاوى القرآنية سورة الليل الفصل الاول دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ / ۳۲۷)

قال البغوی قال ابن  
الزبیر وكان ابو بکر یبتاع  
الضعفة فیہتہمہ، فقال ابوہ:  
ای بنی لو كنت نبتاع من ینع  
ظہرك؛ قال منع ظہری ارید،  
فنزل وسيجنبها الاتقى الى اخر  
السورة، و ذکر محمد بن اسحق  
قال كان بلال لبعض بنی جمع  
وهو بلال بن رباح واسم امه  
حمامة وكان صادق الاسلام  
وطاهر القلب وكان امیة بن  
خلف یخرجه اذا حمیت الظہیرة  
فیطرحه علی ظہرة ببطحاء  
بغوی نے فرمایا کہ ابن الزبیر کا  
قول ہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزور  
وں کو خریدتے پھر انہیں آزاد کر دیتے۔ تو  
ان سے ان کے والدین نے کہا: اے  
بیٹے! ایسے غلاموں کو خریدتے ہوتے جو  
تمہاری حفاظت کرتے۔ ابو بکر نے فرمایا  
میں اپنی حفاظت ہی چاہتا ہوں۔ تو یہ  
آیت تا آخر سورت نازل ہوئی۔ اور محمد  
بن اسحق نے ذکر کیا بلال (رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ) قبیلہ بنی نجح کے غلام تھے اور ان  
کا نام بلال بن رباح ہے اور ان کی ماں  
کا نام حمامہ ہے اور بلال (رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ) اسلام میں سچے تھے اور پاک دل

مکہ ، ثم یامر بالصخرة العظيمة فتوضع علی صدره . ثم یقول له لاتزال هكذا حتی تموت او تکفر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ویقول وهو فی ذلك البلاء احد احد . وقال محمد بن اسحاق عن هشام بن عروة عن ابیه قال مر به ابوبکر یوما وهو یضنعون به ذلك و کانت دار ابی بکر فی بنی جمح فقال لامیه لاتتقی فی هذا المسکین ؛ قال : انت افسدته فانقده مما تری . قال ابوبکر افعل عندی غلام اسود واجلدمنه واقوی علی دینک اعطیکه ؛ قال قد فعلت فاعطاہ ابوبکر غلامه واخذہ فاعتقه . ثم اعتق معه علی الاسلام قبل ان یهاجر ست رقاب بلال سابعهم . عامر بن فهیره (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہد ہد

تھے ، اور امیہ بن خلف انہیں باہر لاتا جب گرم دوپہر ہوتی تو انہیں پیٹھ کے بل مکہ کے ریتلے میدان میں ڈال دیتا پھر بڑی چٹان لانے کا حکم دیتا تو ان کے سینہ پر رکھ دی جاتی پھر کہتا ، تم ایسے ہی پڑے رہو گے یہاں تک کہ مرجاؤ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کافر ہو ۔ اور حضرت بلال احد احد فرماتے حالانکہ وہ اس بلا میں ہوتے ۔ اور محمد بن اسحق نے ہشام بن عروہ سے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے فرمایا ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا گزر ایک دن بلال (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے ہوا اور وہ لوگ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ یہی برتاؤ کر رہے تھے اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا گھر بنو حنیئ میں تھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو (امیہ بن خلف) اس بیچارے کے معاملہ میں اللہ سے نہیں ڈرتا ، تو امیہ نے کہا آپ نے اسے بگاڑا ہے تو آپ اس گت سے اسے بچالیں جو آپ دیکھ رہے ہیں ۔ ابوبکر

را و اُحدا وقتل يوم بئر معونة  
 شهيد ا ، وام عميس و زهرة  
 فاصيب بصرها و اعتقها فقال  
 قريش ما اخب بصرها الا  
 اللات والعزى فقالت : كذبوا  
 وبیت الله ما تضر اللات و  
 العزى وما تنفعان ، فرد الله  
 تعالى اليها بصرها و اعتق  
 النهديّة و ابنتها و كانتا لامرأة  
 من بنى عبد الدار فمر بهما وقد  
 بعثت بهما سيدت بهما تطحنان لها  
 وهى تقول والله لا اعتقكما  
 ابدا فقال ابو بكر كلا يا ام  
 فلان ، فقالت كلا انت افسد  
 بهما فاعتقهما ، قال فبكم ؛  
 بكذا وكذا قال قد اخذت بهما  
 وهما حرتان ، و مر بجارية بنى  
 المؤمل وهى تعذب فابتاعها  
 فاعتقها .

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: میں  
 بچائے لیتا ہوں میرے پاس ایک غلام  
 ہے سیاہ قام جو بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)  
 سے زیادہ اور طاقتور ہے اور تیرے دین  
 پر ہے وہ تجھے دے دوں۔ امیہ بولا: مجھے  
 منظور ہے تو ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)  
 کو لے لیا تو انہیں آزاد کر دیا پھر ان کے  
 ساتھ اسلام کی شرط پر ہجرت سے پہلے  
 چھ غلاموں کو آزاد کیا، انکے ساتویں بلال  
 ہیں، عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو  
 جنگ بد واحد میں شریک ہوئے اور بئر  
 معونہ کی جنگ میں قتل ہو کر شہید ہوئے،  
 اور ام عمیس وزہرہ کی آنکھ جاتی رہی،  
 جب انہیں ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)  
 نے آزاد فرمایا، تو قریش بولے کہ انہیں  
 لات وعزى نے اندھا کیا ہے، تو آپ  
 بولیں: قریش، کعبہ کی قسم جھوٹے ہیں  
 لات وعزى نہ ضرر دے سکیں نہ فائدہ  
 پہنچا سکیں۔ تو اللہ نے انہیں ان کی پینائی  
 پھیر دی۔ اور نہدیہ اور اس کی بیٹی کو آزاد  
 کیا اور یہ دونوں بنی عبد الدار کی ایک



عورت کی لونڈیاں تھیں، تو صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے پاس سے گزرے اور ان کی آقا عورت نے انہیں بھیجا تھا کہ اس کا آنا پیسے اور وہ عورت کہتی تھی کہ خدا کی قسم! تمہیں کبھی آزاد نہ کروں گی۔ تو ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: اے ام فلان! ہرگز نہیں۔ وہ بولی: ہرگز نہیں، آپ نے ان دونوں کو بگاڑا ہے تو آپ آزاد کریں۔ صدیق نے فرمایا: تو کتنے دام پر بیچتی ہے؟ وہ بولی: اتنے اور رائے دام پر۔ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: میں انے ان دونوں کو لیا اور یہ دونوں آزاد ہیں، اور آپ کا گزر بنو مؤمل کی ایک لونڈی کے پاس سے ہوا جب اس پر ظلم ہو رہا تھا تو اسے خرید کر اسے آزاد کر دیا۔

اور سعید بن المسیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی کہ امیہ بن خلف نے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بلال کے معاملہ میں اس وقت جب انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا

وقال سعید بن المسیب  
بلغنی ان امیہ بن خلف قال  
لابی بکر فی بلال حین قال  
اتبیعہ ؛ قال نعم ابیعہ  
بنسطاس وکان نسطاس عہد

الابی بکر صاحب عشرہ الاف  
 دینار، غلمان و جوار و مواش  
 وکان مشر کا حملہ ابو بکر علی  
 الاسلام ان یکون مالہ لہ،  
 فابی فابغضہ ابو بکر، فلما قال  
 لہ امیۃ ابیعه بسلامک  
 نسطاس، اغتنمہ ابو بکر وباعہ  
 منہ فقال المشر کون ما فعل  
 ذلک ابو بکر الا لید، کانت  
 لبلال عندہ فانزل اللہ تعالیٰ  
 وما لاحد عندہ من نعمة  
 تجزی۔

بلال کو فروخت کرے گا؟ کہا: ہاں میں  
 اسے نسطاس سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کا غلام جو دس ہزار دینار اور بہت سے  
 لونڈی اور غلام اور چوپایوں کا مالک تھا  
 کے بدلے بیچتا ہوں اور ابو بکر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ نے چاہا تھا کہ نسطاس اسلام  
 لے آئے اور اس کا مال اسی کا رہے، تو وہ  
 نہ مانا تو حضرت ابو بکر نے اس کو مبغوض  
 جانا، پھر جب امیہ نے کہا: بلال کو میں  
 آپ کے غلام کے بدلے دیتا ہوں۔  
 ابو بکر نے اس بات کو غنیمت جانا اور  
 نسطاس کو امیہ کے ہاتھ بیچ دیا، تو مشرکین  
 بولے، ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے  
 ایسا صرف اس لئے کیا ہے کہ بلال (رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ) کا ان پر کوئی احسان ہے،  
 تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "وما لاحد  
 عندہ" الخ یعنی اور اس پر کسی کا کچھ احسان  
 نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۹۲ / ۱۷۱۱۱۱۱۱ / ۳ - ۶۳ - ۶۳)

وذکر العلامة ابو السعود  
 فی تفسیرہ قدروی عطاء  
 اور علامہ ابو السعود نے اپنی تفسیر  
 میں ذکر کیا کہ عطا اور ضحاک نے ابن

والضحاک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا  
 اللہ تعالیٰ عنہما و ذکر قصہ  
 شراء بلال واعتقاقه قال  
 فقال المشركون ما اعتقه  
 ابوبکر الالید كانت عنده  
 فنزلت. ملخصاً.  
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا  
 (اس روایت میں خریداری بلال اور ان  
 کے آزاد ہونے کا قصہ ذکر کیا پھر کہا) تو  
 مشرکین بولے: ابوبکر نے بلال کو ان  
 کے کسی احسان ہی کی وجہ سے آزاد کیا  
 ہے تو یہ آیت (مندرجہ بالا) اتری اھ  
 ملخصاً۔

(ارشاد عقل السليم تحت الاية ۹۲/۱۹ دار احیاء التراث العربی ۹/۱۶۸)

وفي الازالة عن عروة ان  
 ابا بكر الصديق اعتق سبعة  
 كلهم يعذب في الله بلا لا  
 وعامر بن فهيرة النهديّة  
 وابنتها وزنيرة وام عيسى  
 وامة بنى المؤمل، وفيه نزلت  
 وسيجنبها الاتقى. الى الآخر  
 السورة.  
 اور ازالہ میں عروہ سے ہے کہ ابوبکر  
 صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سات کو  
 آزاد کیا، ان سب پر اللہ کی راہ میں ظلم  
 توڑا جاتا تھا وہ بلال و عامر بن فہیرہ اور  
 نہدیہ اور اس کی بیٹی اور زنیرہ اور ام عیسیٰ  
 اور بنی مؤمل کی کنیز ہیں اور انہیں کیلئے  
 آیت اتری و یجنبہا الاتقی اور اس سے  
 (دوزخ) بہت دور رکھا جائے گا جو سب  
 سے بڑا پرہیزگار ہے۔ تا آخر سورت۔

(ازالة الخفاعة عن خلافة الخلفاء، فصل ہشتم مقصد اول مسلک اول سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۳۰۱)

وعن عامر بن عبد الله بن  
 الزبير عن ابيه قال قال ابو  
 قحافة لابي بكر اراك تعتق رقابا  
 اور عامر بن عبد اللہ بن  
 الزبیر سے روایت ہے وہ اپنی باپ سے روای ہیں  
 کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوقحانہ

ضعافا فلو انك اذا فعلت  
 مافعلت اعتقت رجالا جلدًا  
 بمنعونك ويقومون دونك  
 فقال يا ابت انما اريد وجه الله  
 فنزلت هذه الاية فاما من  
 اعطى واتقى الى قوله وما لاحد  
 عنده من نعمة تجزي الا ابتغاء  
 وجه ربه الاعلى ولسوف يرضى.

نے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا  
 : میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ کمزور غلاموں کو  
 آزاد کرتے ہو تو کاش! تم تندرست و آدانا  
 غلام آزاد کرتے جو تمہاری حفاظت کرتے  
 اور جنگ میں تمہاری سپر ہوتے۔ تو ابو بکر  
 (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: اے میرے  
 باپ! میں تو صرف اللہ کی رضا چاہتا  
 ہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(ازالۃ الخفا عن خلافة الخلفاء فصل ہشتم مقصد اول مسلک اول سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۳۰۱)

فاما من اعطى واتقى یعنی جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔ اللہ تعالیٰ  
 کے قول وما لاحد عنده من نعمة تجزي تک یعنی اس پر کسی کا احسان نہیں جس  
 کا بدلہ دی اجائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے، اور بے  
 شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

وعن سعيد بن المسيب  
 قال نزلت وما لاحد عنده من  
 نعمة تجزي في ابى بكر عتق ناسا  
 لم يلبس منهم جزاء ولا  
 شكورا ستة او سبعة منهم  
 بلال وعامر بن فهيرة.

اور حضرت سعید ابن المسیب رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے  
 فرمایا کہ آیہ کریمہ سے ”وما لاحد  
 عنده من نعمة تجزي“ ابو بکر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کے بارے میں اتری کہ انہوں  
 نے کچھ لوگوں کو آزاد کیا ان سے نہ بدلہ  
 چاہا نہ شکرگزاری، وہ آزاد شدہ چھ یا  
 سات تھے، انہیں میں بلال وعامر بن

نمبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔

(ازالۃ الخفا عن خلافة الخلفاء فصل ہشتم مقصد اول مسلک اول سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۳۰۱)

وعن ابن عباس في قوله  
تعالى وسيجنبها الاتقى قال هو  
ابو بكر الصديق.  
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے ”وسيجنبها الاتقى“ کی  
تفسیر میں ہے فرمایا وہ ابو بکر صدیق ہیں  
(آیت میں جن کا ذکر ہے)۔

(ازالۃ الخفا عن خلافة الخلفاء فصل ہشتم مقصد اول مسلک اول سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۳۰۱)

قلت وقد اخرج ابن ابي  
حاتم ابن مسعود (رضى الله  
تعالى عنه ان ابا بكر اشترى  
بلالا من امية بن خلف ببرة  
وعشرة اواق فاعتقه لله تعالى،  
فانزل الله تعالى هذه الآية: اي  
ان سعي ابي بكر و اميه و ابي  
لمفترق فرقانا عظيما فستان ما  
بينهما ا۔ وقد قال السيد ابن  
السديد عما ربن ياسر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما فی اشتراء الصديق  
بلالا واعتاقه شعرا ع  
میں کہتا ہوں اور ابن ابی حاتم نے  
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند خود  
روایت کی کہ امیہ بن خلف اور ابی بن  
خلف سے حضرت ابو بکر نے حضرت بلال  
کو ایک چادر اور دس اوقیہ سونے کے عوض  
خریدا پھر انہیں خاص اللہ کے لئے آزاد  
کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری  
جس کا مطلب یہ ہے ”بے شک تمہاری  
کوشش مختلف ہے“ یعنی ابو بکر (رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ) اور امیہ اور ابی بن خلف کی  
کوششوں میں عظیم فرق ہے تو ان میں  
بون بعید ہے اور سردار بن سردار عمار بن  
یاسر رضی اللہ عنہما نے ابو بکر صدیق کے  
بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد

کرنے کے بارے میں یہ اشعار کہے  
جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جزی اللہ خیرا عن بلال وصہبہ "اللہ جزائے خیر دے بلال اور ان  
عتیقاً واخزى فاکھا و ابا جہل کے ساتھیوں کی طرف سے عتیق (ابو بکر کو  
عشیة ہما فی بلال بسوءة اور امیہ اور ابو جہل کو رسوا کرے، وہ شام  
ولم یحند امام یحند المرء فوالعقل یاد کرو جب ان دونوں نے بلال کا برا چاہا  
بتوحید رب الانام وقولہ اور اس سے نہ ڈرے جس سے ذی عقل  
شہدت بان اللہ رب علی مہل آدمی ڈرتا ہے، انہوں نے بلال کا برا اس  
فان تقتلونى فاقتلونى فلم اکن لئے چاہا کہ بلال نے خلق کے خدا کو ایک  
لاشرك بالرحمن من خيفة القتل جانا اور نے اس نے یہ کہا کہ میں گواہی  
فيا رب ابراهيم والعبد يونس دیتا ہوں کہ اللہ میرا رب ہے، میں اس پر  
وموسى وعيسى نجنى ثم تملى مطمئن ہوں تو اگر تم مجھے قتل کرو تو اس  
لمن ظل يهوى الغي من ال غالب حال میں قتل کرو گے کہ میں رحمان کا  
على غير برکان منه ولا عدل شریک نہیں ٹھہراتا قتل کے ڈرے سے تو  
اے ابراہیم اور اپنے بندے یونس اور  
موسى وعيسى کے رب! مجھے نجات دے،  
پھر اسے مہلت نہ دے جو ناحق ظالمانہ  
آل غالب کی گمراہی کی آرزو کئے جاتا  
ہے۔"

اسے یاد رکھو اور امام بغوی نے

الاتقی کی تفسیر میں کہا اس لفظ سے خدا کی

۲۔ هذا وقد قال البغوی فی

الاتقی یعنی ابابکر الصدیق فی مراد سب مفسرین کے قول کے بموجب  
قول الجمیع ا۔ ابوبکر صدیق ہیں۔

(۱) الصواعق المحرقة بحوالہ ابن ابی حاتم الباب الثالث الفصل الثانی دارالکتب العلمیہ بیروت ص  
(۹۹) ۲۔ باب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر خازن) تحت الایۃ ۱۷ / ۹۲ درالکتب العلمیہ  
بیروت ۳ / ۴۳۶ (۱) معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۱۷ / ۹۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴  
(۴۶۳ /

وقال الرازی فی مفاتیح الغیب اجماع المفسرون مناعلی  
امام رازی نے مفاتیح الغیب میں فرمایا ہم سنیوں کے مفسرین کا اس پر  
ان المراد منه ابوبکر رضی اللہ عنہ ان جماع ہے کہ اتقی سے مراد ابوبکر رضی اللہ  
تعالی عنہ۔

(مفاتیح الغیب الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الایۃ ۹۲ / ۱۷ المطبعة المسیحیۃ المصریۃ معمر ۳۱ / ۲۰۵)  
ونقل ابن حجر فی الصواعق عن العلامة ابن الجوزی سے نقل کیا علماء اس پر متفق ہیں  
الجوزی اجمعوا انها نزلت فی ابی بکر ا۔ حتی بلغنی ان الطبرسی مع رفضه لم یسغ له  
انکاره فی تفسیره مجمع البیان، اس کا انکار نہ بن پڑا اور فضل وہی ہے  
جس کی شہادت دشمن دیں، والحمد للہ رب العلمین۔

(۱) الصواعق المحرقة الباب الثالث الفصل الثانی، دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۹۸

ثم ان الامام الفاضل پھر امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ

فخر الدین الرازی حاور فی تفسیرہ اثبات ان الایة لا تصلح الا للصدیق بطریق النظر والاستدلال علی ماہو دابہ زحمہ اللہ تعالیٰ فقال اعلم ان الشیعة بأسر ہم ینکرون ہذا الروایة ویقولون انہا نزلت فی حق علی ابن ابی طالب علیہ السلام والدلیل علیہ قولہ تعالیٰ ویؤتون الزکوۃ وہم راکعون، فقولہ الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی اشارۃ الی مافی تلك الایة من قولہ یؤتون الزکوۃ وہم راکعون ولہا ذکر ذلك بعضهم فی محضری قلت اقیم الدلالة العقلیة علی ان المراد من ہذا الایة ابوبکر، وتقریر ہا ان المراد من ہذا الاتقی هو افضل الخلق، فاذا کان كذلك وجب ان یکون المراد ابو بکر، فہاتان المقدم

تعالیٰ نے اپنی عادت کے مطابق اپنی تفسیر میں عقلی استدلال و نظر کی راہ سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش فرمائی کہ آیت کا مفہوم صدیق اکبر کے سوا کسی کے لئے نہیں بنتا، تو انہوں نے فرمایا تمہیں معلوم ہو کہ تمام شیعہ اس روایت کے منکر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آیت علی بن ابی طالب کے حق میں اتری ہے اور اس کی دلیل اللہ کا فرمان ہے ویؤتون الزکوۃ وہم راکعون یعنی وہ رکوع کی حالت میں زکوہ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا قول الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی یعنی وہ سب سے بڑا پرہیزگار جو ستھرا ہونے کو اپنا مال دیتا ہے، اسی وصف کی طرف اشارہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہوا یعنی اللہ کا یہ فرمانا ”ویؤتون الزکوۃ“ الایة اور جب ایک رافضی نے یہ بات میری مجلس میں کہی میں نے کہا میں اس پر دلیل عقلی قائم کروں گا کہ اس آیت سے مراد صرف ابوبکر ہیں، اور تقریر دلیل یوں ہے کہ مراد اس بڑے پرہیزگار سے وہی



متان متی صحاصح المقصود ، انما قلنا ان المراد من هذا الاتقی افضل الخلق لقوله تعالی ان اکرمکم عند الله اتقاکم والا کرم هو الافضل فدل علی ان کل من کان اتقی و جب ان یکون الافضل، فثبت ان الاتقی المذکور ههنا الابدوان یکون افضل الخلق عند الله تعالی، فنقول لابدوان یکون المراد به ابا بکر لان الامة مجمعة علی ان افضل الخلق بعد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم تعالی علیه وسلم اما ابو بکر او علی، ولا یکمن حمل هذه الایة علی بن ابی طالب فتعین حملها علی ابی بکر، وانما قلنا انه لا یمکن حملها علی بن ابی طالب لانه تعالی قال فی صفة هذا الاتقی وما لاحد عنده من نعمة تجزی وهذا

ہے جو سب سے افضل ہے، تو جب معاملہ ایسا ہے تو ضروری ہے کہ اس سے مراد بس ابو بکر ہوں، تو جب یہ دونوں مقدمے صحیح ہونگے دعویٰ درست ہوگا۔ اور ہم نے یہ اسی لئے کہا کہ اس بڑے پرہیزگار سے مراد سب سے افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ”اللہ کے یہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔“ اور اکرم ہی افضل ہے۔ تو آیت نے بتایا کہ ہر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا ضروری ہے کہ وہ سب سے زیادہ مرتبے والا ہو، تو ثابت ہو گیا کہ سب سے بڑا پرہیزگار جس کا یہاں (آیت میں) ذکر ہوا ضروری ہے کہ اللہ کے یہاں سب سے افضل ہو۔ اب ہم کہتے ہیں کہ ساری امت اس پر متفق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلق سے افضل ابو بکر ہیں یا علی۔ اور یہ ممکن نہیں کہ یہ آیت علی پر محمول کی جائے تو ابو بکر کے لئے اس کا مصداق ہونا متعین

الوصف لا يصدق على علي بن  
 ابي طالب لانه كان في تربية  
 النبي صلى الله عليه وسلم لانه  
 اخذ من ابيه وكان يطعمه  
 ويسقيه و يكسوه وير بيه ،  
 وكان الرسول صلى الله عليه  
 وسلم منعما عليه نعمة يحب  
 جزاءها اما ابوبكر فلم يكن  
 للنبي عليه الصلوة والسلام  
 نعمة دنيوية بل ابوبكر كان  
 ينفق على الرسول الصلوة  
 والسلام بل كان للرسول  
 عليه الصلوة والسلام عليه  
 نعمة الهداية والارشاد الى  
 الدين، الا ان هذا لا يجزى لقوله  
 تعالى ما اسئلكم عليه من  
 اجر والمذكور ههنا ليس  
 مطلق النعمة بل نعمة تجزي ،  
 فعلمنا ان هذه الاية لا تصلح  
 لعلي بن ابي طالب، واذا ثبت  
 ان المراد بهذه الاية

هو كذا، اور ہم نے یہ اسی لئے کہا کہ آیت  
 کو علی پر محمول کرنا ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ  
 نے اس سب سے بڑے پرہیز گار کی  
 صفت میں فرمایا ہے وما لاحد عنده من نعمة  
 تجزی یعنی اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا  
 بدلہ دیا جائے، اور یہ وصف علی بن ابي  
 طالب پر صادق نہیں آتا اس لئے کہ وہ  
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت میں  
 تھے بایں سبب کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم نے علی کو ان کے باپ سے لے لیا تھا  
 اور حضور انہیں کھلاتے بلاتے، پہناتے  
 اور پالتے تھے اور حضور (رسول) صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی کے ایسے محسن ہیں کہ  
 ان کے احسان کا بدلہ واجب ہوا۔ رہے  
 ابوبکر، تو حضور (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم) کا ان پر دنیوی احسان نہیں بلکہ  
 ابوبکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خرچ  
 اٹھاتے تھے، ہاں کیوں نہیں ابوبکر پر  
 رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین کی  
 طرف ہدایت و ارشاد کا احسان ہے۔ مگر  
 یہ ایسا نہیں جس کا بدلہ دیا جائے اس لئے

من كان افضل الخلق، وثبت ان ذلك الافضل من الامة اما ابو بكر او علي، وثبت ان الآية غير سالحة لعل تعين حملها على ابي بكر رضي الله تعالى عنه، وثبت دلالة الآية ايضا على ان ابا بكر افضل الامة. اهـ ملخصاً.

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی حکایت کرتے ہوئے) میں تبلیغ پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا۔ اور یہاں مطلق احسان کا ذکر نہیں بلکہ بات اس احسان کی ہے جس کا بدلہ دیا جائے تو ہم نے جان لیا کہ آیت کا یہ معنی علی بن ابی طالب کے لئے نہیں بنتا، اور جب یہ ثابت ہے کہ مراد اس آیت کی وہی ہے جو افضل خلق ہے، اور یہ ثابت ہے امت میں سب سے افضل یا ابوبکر ہیں یا علی، اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مفہوم آیت علی کے شایاں نہیں اس کا مصداق ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے متعین ہو گیا اور آیت کی دلالت اس پر بھی ثابت ہو گئی کہ ابوبکر ساری امت سے افضل ہیں اہ ملخصاً۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) ۹۲/۱۱۷ المطبعة البیروتیة المصریة مصر ۲۰۵/۲۰۶)

قلت اماما ذكر الفاضل الامام ان عليا رضي الله تعالى عنه كان في تربية النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وانه اخذه

میں کہتا ہوں کہ رہی یہ بات جو فاضل امام (فخر الدین رازی علیہ الرحمہ) نے فرمائی کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت میں

من ابیه فقد ذکره محمد بن اسحق وابن ہشام وهذا اللفظ ابن اسحق "حدثنی عبداللہ بن ابی نجیح عن مجاہد بن جبیر ابی الحجاج قال کان من نعمة اللہ تعالیٰ علی علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مما صنع اللہ تعالیٰ له وارادہ بہ من الخیر ان قریشا اصابتہم ازمة شدیدة وکان ابو طالب ذاعیال کثیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس عمہ وکان من ایسر بنی ہاشم یا عباس ان اخاک ابا طالب کثیر العیال ، وقد اصاب الناس ماتری من هذه الازمة فانطلق بنا الیہ، فلنخفف عنہ من عیالہ آخذ من بنیہ رجلا وتاخذ انت رجلا، فنکلہما عنہ قال العباس نعم فانطلقا حتی اتیا الی ابی طالب، فقالا له

تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ان کے والد سے لے لیا تھا تو اس کا ذکر محمد ابن اسحق وابن ہشام نے کیا ہے اور محمد بن اسحق کے الفاظ یوں ہیں: مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے حدیث بیان کی انہوں نے روایت کی مجاہد بن جبیر ابی الحجاج سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ کے احسان کے قبیل سے وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا اور ان کی بھلائی کا ارادہ فرمایا وہ یہ کہ قریش پر سخت تنگی پڑی اور ابو طالب کی اولاد بہت تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا اور وہ بنی ہاشم کے بڑے مالداروں میں سے تھے، اے عباس! آپ کے بھائی ابو طالب کی اولاد بہت ہے اور لوگوں پر جو یہ سختی پڑی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں تو ہمارے ساتھ ابو طالب کے یہاں چلئے کہ ہم ان کی اولاد کا بوجھ کم کریں ان کے بیٹوں

انا نرید ان نخفف عنك من عیالك حتی ینکشف عن الناس ما هم فیہ ، فقال لهما ابو طالب اذا ترکما لی عقیلا فاصنعا ما شئتما ، فاخذ رسول الله صلی الله تعالی علیہ وسلم علیاً فضمه الیہ واخذ العباس جعفر افضمه الیہ فلم یزل علی رضی الله تعالی عنہ مع رسول الله صلی الله تعالی علیہ وسلم حتی بعثه الله تبارک وتعالی نبیا فاتبعه علی وآمن به علی وصدقہ ولم یزل جعفر عند العباس حتی اسلم و استغنی عنہ انتہی۔

سے ایک آدمی میں لے لوں اور ایک آدمی آپ لے لیں تو ہم دونوں ان کی کفالت کریں۔ حضرت عباس نے عرض کی: جی ہاں۔ تو دونوں حضرات چل کر ابو طالب کے پاس تشریف لائے تو ان سے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ جب تک لوگوں کی مصیبت (جس میں وہ مبتلا ہیں) دور ہو آپ سے آپ کی اولاد کا بوجھ کم کر دیں۔ تو ابو طالب ان سے بولے: اگر تم میرے لئے عقیل کو چھوڑ دو تو تم جو چاہو کرو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے علی کو لے کر اپنے سینے سے لگایا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے جعفر کو لیا اور چمٹا لیا۔ تو علی رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے سرکار کو نبی مبعوث فرمایا تو حضرت علی ان پر ایمان لائے اور ان کو سچا مانا اور جعفر عباس کے پاس رہے یہاں تک کہ اسلام لا کر ان سے بے نیاز ہو گئے اھ۔

(السنن لابن ہشام ذکر ان علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ دار ابن کثیر بیروت الجزء

اول واثانی ص ۲۳۶)

قلت وتمام النعمة  
الكبرى بتزويج البتول الزهراء  
صلوات الله على ابیہا الکریم  
وعلیہا واماما ذکر من ان ابا  
بکر کان ینفق علی رسول الله  
صلی الله تعالی علیہ وسلم  
فهذا اوضح و اظهر عند من له  
خبرة بالأحادیث والسير.  
اخرج الامام احمد و البخاری  
عن ابن عباس عن النبی صلی  
الله تعالی علیہ وسلم قال: انه  
لیس من الناس احد امن علی  
فی نفسه وماله من ابی بکر بن  
ابی قحافة ولو كنت متخذنا من  
الناس خلیلا لا اتخذت ابا بکر  
خلیلا ولكن خلة الاسلام  
افضل سدوا عنی کل خوخة فی  
هذا المسجد غیر خوخة ابی  
بکر.

میں کہتا ہوں اور نعمت کبری کی  
تکمیل بتول زہرا (فاطمہ) صلوات اللہ  
علی ابیہا الکریم و علیہا سے شادی ہو کر  
ہوئی۔ اور یہ جو ذکر کیا کہ حضرت ابو بکر  
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا خرچ  
اٹھاتے تھے۔ تو یہ اس کے نزدیک جس کو  
احادیث و کتب سیرت سے واقفیت ہے  
بہت واضح اور خوب ظاہر ہے۔ امام احمد و  
بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما  
سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی  
علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور نے  
فرمایا: لوگوں میں سے کوئی شخص نہیں جس  
کا اپنے جان و مال میں مجھ پر زیادہ  
احسان ہو سوا ابو بکر بن قحافہ کے، اگر میں  
لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو  
خلیل بناتا، لیکن اسلامی خلت اور محبت  
افضل ہے، اس مسجد میں ابو بکر کے دروازہ  
کے سوا سب دروازے بند کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الخوخۃ والہمر فی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۷) (مسند احمد

ضبل عن ابن عباس المكتب الاسلامی بیروت ۱/۲۷۰)

واخرج الترمذی عن ابی  
هريرة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم ما لاحد عندنا ید  
الا وقد کافیناہ ما خلا ابابکر  
فان له عندنا یدا یکافیہ اللہ بہا  
یوم القیمة واما نفعنی مال  
احد قط ما نفعنی مال ابی بکر  
ولو کنت متخذنا خلیلا  
لا اتخذت ابابکر خلیلا الا وان  
صاحبکم (ای محمد اصلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم) خلیل اللہ۔

اور ترمذی نے (اپنی سند سے)  
ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے  
حدیث ذکر کی وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم سے روایت فرماتے ہیں (کہ سرکار  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) ہر شخص  
کے احسان کا بدلہ ہم نے اسے دے دیا  
سوائے ابوبکر کے کہ ان کا ہم پر وہ  
احسان ہے جس کا بدلہ انہیں اللہ تعالیٰ  
قیامت کے دن دے گا، اور مجھے کسی کے  
مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو فائدہ مجھے ابوبکر  
کے مال نے دیا، اور اگر میں کسی کو دو  
ست بناتا تو ضرور ابوبکر کو دوست بناتا،  
اور خبردار تمہارے صاحب (محمد صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے دوست  
ہیں۔

(جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۰۷)

واخرج ایضا عن علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ النبی صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: رحم اللہ  
تعالیٰ ابابکر زوجنی ابنتہ

اور ترمذی نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے بھی حدیث ذکر کی انہوں نے نبی صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمائی: اللہ  
ابوبکر پر رحمت کرے مجھ سے اپنی بیٹی کا

وحملنی الی دار الهجرة و اعتق      عقد کیا اور مجھے دار الهجرة (مدینہ) میں  
بلالاً من مالہ۔      لائے اور اپنے مال سے بلال (رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ) کو خرید کر آزاد کیا۔

(جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۱۳)

واخرج الامام احمد وابن ماجه عن      اور امام احمد وابن ماجه نے  
ابو هريرة رضي الله تعالى عنه      ابو هريره رضي الله تعالى عنه سے نبی صلی  
الله تعالى عنه النبي صلى الله تعالى      اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث  
عليه وسلم: مانفعي مال قط      روایت کی مجھے کبھی کسی کے مال نے وہ  
مانفعي مال ابى بكر ، فبكي      فائدہ نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے مجھے دیا،  
ابو بكر وقال هل انا ومالي الا      تو ابو بکر رو دیئے اور عرض کی: یا رسول اللہ  
لك يا رسول الله ۳۔      ! میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے۔

(۳ سنن ابن ماجه باب فضل ابى بكر الصديق رضي الله تعالى عنه صحیح ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰)

(مسند احمد بن حنبل عن ابى هريرة رضي الله تعالى عنه المكتب الاسلامی بیروت ۲/۲۵۳)

واخرج الطبراني عن ابن عباس رضي الله      اور طبرانی نے ابن عباس رضي الله  
تعالى عنهما سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ      تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ  
عليه وسلم سے یوں حدیث روایت کی ”مجھ      علیہ وسلم سے یوں حدیث روایت کی ”مجھ  
پر ابو بکر سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں،      پر ابو بکر سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں،  
اس نے اپنی جان و مال سے میرا ساتھ      اس نے اپنی جان و مال سے میرا ساتھ  
دیا اور مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔“      دیا اور مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔“

واخرج ابو يعلى من      اور ابو يعلى نے ام المؤمنین صدیقہ  
حدیث ام المؤمنین الصدیقہ      رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث مرفوع



رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرفوعاً  
 مثل حدیث ابن ماجہ عن ابی  
 ہریرۃ قال ابن حجر قال ابن  
 کثیر مروی ایضاً من حدیث  
 علی و ابن عباس و جابر بن  
 عبد اللہ و ابی سعید الخدري  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اخرجه  
 الخطیب عن ابن المسیب  
 مرسلًا وزاد وکان صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم یقضي فی  
 مال ابی بکر کما یقضي فی مال  
 نفسه . و اخرج ابن عساکر من  
 طرق عن عائشة و عروۃ ان ابا  
 بکر اسلم یوم اسلم له  
 اربعون الف دینار و فی لفظ  
 اربعون الف درہم فانفقها  
 علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم .

حدیث ابن ماجہ براویت ابو ہریرہ کے  
 مثل (یعنی انہیں الفاظ سے) روایت  
 کی۔ ابن حجر نے فرمایا کہ ابن کثیر کا قول  
 ہے کہ یہ حدیث علی و ابن عباس و جابر بن  
 عبد اللہ و ابو سعید خدري سے بھی مروی  
 ہے اور خطیب نے اسے ابن المسیب  
 سے مرسل روایت کیا و اتنا زیادہ کیا:  
 اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر  
 کے مال سے اپنا قرض ادا فرماتے جس  
 طرح اپنے مال سے ادا فرماتے۔ اور ابن  
 عساکر نے متعدد سندوں سے حضرات  
 عائشہ و عروہ سے روایت کیا ہے کہ ابو بکر  
 جس دن اسلام لائے ان کے پاس  
 چالیس ہزار دینار تھے، اور ایک روایت  
 میں ہے چالیس ہزار درہم تھے، تو ابو بکر  
 نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 پر اٹھا دیا۔

(الصواعق المحرقة الباب الثانی الفصل الثانی، دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۱۱۲)

قلت و مروی ایضاً من  
 حدیث سیدنا انس بن مالک  
 میں کہتا ہوں یہ حدیث سیدنا انس  
 بن مالک سے بھی مروی ہے جیسا کہ امام

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا اخرجہ  
الامام ابن عدی فی الکامل  
انبأنا المولى الثقة الحجة مفتي  
الحنفية بمكة المحمية امام  
الفقهاء و المحدثين سيدى  
واستاذى مولانا عبد الرحمن  
بن عبد الله بن عبد الرحمن  
السراج عن جمال العلماء  
السلف الخير في منصب الافتاء  
مولانا جمال بن عبد الله بن عمر  
المكى عن خاتمة الحفاظ  
والمحدثين مولانا محمد عابد  
بن الشيخ احمد على السندى  
ثم الزبیدی ثم المدنی عن  
المولى محمد صالح الفلانی  
العمرى عن الشيخ محمد بن  
السنة الفلانی الفاروقى عن  
مولای السيد الشریف محمد  
بن عبد الله عن الفاضل  
المحدث سيدى على  
الاجهورى عن الامام شمس

عدی نے کامل میں اپنی سند سے روایت  
کیا ہے (سند حدیث مذکور) ہمیں خبر دی  
مولی ثقہ حجة مفتی حنفیہ بمکہ محمیہ پیشوائے  
فقہاء و محدثین سیدی و استاذی عبد الرحمن  
بن عبد اللہ بن عبد الرحمن سراج نے انہوں  
نے جمال علماء سلف خیر فی منصب الافتاء  
(یعنی منصب افتاء میں مفتیوں کے لئے  
اچھے پیشرو) مولانا جمال بن عبد اللہ بن  
عمر مکی سے روایت کی انہوں نے خاتمة  
الحفاظ و المحدثین مولانا محمد عابد بن شیخ احمد  
علی سندی ثم زبیدی ثم مدنی سے روایت  
کی انہوں نے مولی محمد صالح فلانی عمری  
سے انہوں نے شیخ محمد بن السنة فلانی  
فاروقی سے انہوں نے مولائی سید شریف  
محمد بن عبد اللہ سے انہوں نے فاضل  
محدث سیدی علی اجہوری سے انہوں نے  
امام شمس الدین رطلی سے انہوں نے شیخ  
الاسلام زین الدین زکریا انصاری سے  
انہوں نے علامہ عالم کوہ حفظ شہاب  
الدین ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی سے  
انہوں نے ابوعلی محمد بن احمد مہدوی سے

الدین الرملى عن شیخ الاسلام زید الدین زکریا الانصارى عن علامۃ الوری جبل الحفظ شهاب الدین ابی الفضل احمد حجر العسقلانی عن ابی علی محمد بن احمد المهدوی عن یونس بن ابی اسحق عن ابی الحسن علی بن المقیر انا ابو الکریم الشهر زوری انا اسمعیل بن مسعدۃ الجرجانی انا ابو القاسم حمزۃ بن یوسف السهمی الجرجانی و ابو عمر و عبد الرحمن بن محمد الفارسی انا ابو احمد عبد الله بن عدی الجرجانی نا الحسین بن عبد الغفار الازدی نا سعید ابن کثیر بن غفیر نا الفضل بن مختار عن ابان عن انس قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم لا بی بکر ما طیب مالک منه بلال مؤذنی و ناقتی التی انہوں نے یونس بن اسحاق سے انہوں نے ابوالحسن علی بن مقیر سے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو کریم شہر زوری سے ہمیں خبر دی اسمعیل بن مسعدہ بن جرجانی نے ہمیں خبر دی ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی اور ابو عمر و عبد الرحمن بن محمد الفارسی نے ہمیں خبر دی اور ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی نے ہم سے حدیث بیان کی حسین بن عبد الغفار ازدی نے ہم سے حدیث بیان کی سعید بن کثیر بن غفیر نے ہم سے حدیث بیان کی فضل بن مختار نے ابان سے انہوں نے روایت کی انس سے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا: تمہارا مال کتنا ستھرا ہے اسی سے میرا مؤذن بلال ہے اور میری اونٹنی ہے جس پر میں نے ہجرت کی اور تم نے اپنی دختر میرے نکاح میں دیا اور اپنی جان و مال سے میری مدد کی گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو میری امت کیلئے شفاعت کر رہے ہو۔

هاجرت عليها وزجنتي ابنتك  
و واسيتني بنفسك ومالك  
كأني انظر اليك على باب الجنة  
تشفع لامتي .

(الكامل لابن عدی ترجمہ ابان بن ابی عیاش دار الفکر بیروت ۱/۳۷۵) (الکام لابن عدی ترجمہ

افضل بن مختار بصری دار الفکر بیروت ۶/۲۰۳۱)

هذا وقد اسقصينا  
الكلام عى هذين الفصلين  
الذين اشار اليهما النبي صلى  
الله تعالى عليه وسلم فى تلك  
الاحاديث اعنى مواساة  
الصديق النبي صلى الله تعالى  
عليه وسلم بنفسه وماله  
فصلين من الباب الثانى من  
كتا بنا الكبير فى التفصيل  
على غاية التحقيق والتفصيل  
فارجع اليه ان احببت هذا  
تقرير ما ذكر الفاضل الرازى  
وقد اورده الامام ابن حجر  
ايضا فى الصواعق وارتضاء.

یہ تو ہوا اور ہم نے ان دونوں فصل  
پر (یعنی صدیق کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کی مدد جان و مال سے کرنا) جن کی  
طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان  
احادیث میں اشارہ فرمایا۔ کامل گفتگو  
اپنی کتاب کبیر، جو باب تفصیل میں ہے  
کے باب دوم کی دو فصلوں میں نہایت  
تحقیق و تفصیل کے ساتھ کی ہے اس کا  
مطالعہ کر لو اگر چاہو، یہ کلام اس کلام کی  
تائید ہے جو فاضل رازی نے ذکر کیا، اور  
امام رازی کا یہ کلام امام ابن حجر میں  
صواعق محرقہ بھی لائے اور اسے پسند  
فرمایا۔

میں کہتا ہوں کسی کو مجال ہے کہ اس

قلت ولینا قش ان

یناقش فیہ باربعة وجوه  
 ینتظمها وجهان الاول انا  
 لانسلم ان ابا بکر لم یکن  
 علیہ احمد نعمة تجزی فان من  
 اعظم المنعمین علی الانسان  
 والدیہ قال تعالی ان اشکرلی  
 ولو الدیك ا۔ . ومعلوم ان  
 لاشکر الا بمقابلة النعمة و  
 نعم الوالدین من النعم  
 الدنیویة التي تجری فیها  
 المجازاة دون الدینیة التي  
 قال الله تعالی فیها قل  
 ما سئلكم علیہ من اجر ۲  
 و"ان اجری الاعلی رب العلمین  
 ۳ علی انا نعتقد ان النبی صلی  
 الله تعالی علیہ وسلم قدمت  
 له خلافة الله العظمی ونیا بته  
 الکبری فیده الکرمة علیا  
 وایدی العلمین سفلی۔

میں چار وجہ سے بحث کرے جن کو دو  
 وجہیں گھیرے ہیں پہلی وجہ یہ کہ ہمیں  
 تسلیم نہیں کہ ابو بکر پر کسی کا ایسا احسان نہ  
 تھا جس بدلہ دیا جائے اس لیے کہ انسان  
 پر بڑے محسنوں میں اس کے ماں باپ  
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حق مان میرا  
 اور اپنے ماں باپ کا۔ اور یہ معلوم ہے کہ  
 شکر نعمت کے مقابل ہی ہوتا ہے اور  
 والدین کے احسانات ان دینوی  
 احسانات سے ہیں جن میں بدلہ دینا  
 جاری ہے اور یہ دینی احسانات نہیں ہیں  
 جن کی بابت اللہ کا فرمان ہے (حضور  
 اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا)  
 میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا  
 میرا اجر تو جہانوں کے پروردگار پر ہے،  
 اس کے علاوہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی  
 خلافت عظمیٰ اور نیابت کبریٰ کامل ہو چکی تو  
 ان کا دست کرم بالا اور سب جہانوں کے  
 ہاتھ پست۔

(۱۔ القرآن الکریم ۳۱ / ۱۳) (۲۔ القرآن الکریم ۲۵ / ۵۷، ۳۸ / ۸۶) (۳۔ القرن

الکریم/۲۶/۱۰۹ و ۱۲۷ و ۱۳۵ و ۱۶۳ و ۱۸۰)

جعل سبحنه و تعالیٰ خزائن رحمتہ و نعبہ و موائد جودہ و کرمہ طوع یدیہ و مفوضۃ الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینفق کیف یشاء و هو خزائنہ السر و موضع نفوذ الامر فلا تنال برکۃ الامنہ ولا ینقل خیر الا عنہ کہا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما انا قاسم والله المعطى۔ فہو الذی یقسم الخیرات والبرکات وسائر النعماء والآلاء فی الارض والسماء والملک والملكوت والاول والآخر والباطن والظاهر ایقنت بها جما ہیر الفضلاء العظام و مشاہیر الاولیاء الکرام کہا حقیقتہ فی رسالتی الملقبہ بسلطنۃ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم . وفيہا من اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور کل نعمت کے خزانے اور اپنے فیض و کرم کے خزانے ان کے ہاتھوں کے مطیع کر دئے ، اور یہ سب انہیں سونپ دیا جیسے چاہیں خرچ کریں ، اور وہ راز الہی کا خزانہ اور اس کے حکم کی جائے نفاذ ہیں تو برکت انہیں سے ملتی ہے اور خیر انہیں سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں تو بانٹتا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔ تو وہی خیرات و برکات اور ساری نعمتیں آسمان و زمین و ملک و ملکوت اول آخر باطن و ظاہر میں بانٹتے ہیں اس پر فضلاء عظام اور مشہور اولیائے کرام کے جمہور کا یقین ہے جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ سلطنتہ المصطفیٰ میں تحقیق کی اس میں کچھ ایسے مباحث فاضلہ اور پسندیدہ دلائل ہیں کہ ان سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور کان لطف اندوز ہوتے ہیں اور سینے کھلتے ہیں ، تو جب یہ بات ہے ( کہ ساری برکت و نعمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کے

المباحث الفائقة والمدارك  
الشائقة ماتقربه الاعين  
وتلذبه الاذان وتنشرح به  
الصدور والحمد الله رب  
العلمين فاذن ماكان لابي بكر  
اور غيره من مال وبلوغ امال  
الابعاء النبي صلى الله عليه  
وسلم. فلم تنحصر النعم  
النبوية على صاحبها الصلوة  
والتحية في النعم الدينية التي  
لا تجزى فكما ان عليا لم  
يصلح وموردا للاية فكذلك  
ابوبكر سواء بسواء.

سبب ہے) تو ابوبکر کو جو کچھ مال و منزل  
حاصل ہوا وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
عطا سے ہی حاصل ہو لہذا نبوی  
احسانات علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ان  
دینی احسانات میں منحصر نہیں جن کا بدلہ  
نہیں دیا جاتا تو جس طرح علی (رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ) آیت کے مصداق نہ ٹھہرے  
اسی طرح ابوبکر بھی یکساں طور پر آیت  
کے مصداق نہیں۔

(۱) صحیح البخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ خیر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶) صحیح البخاری  
کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان قدم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۳۹) صحیح البخاری کتاب  
الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تزال طائفتہ من امتی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۸۷.

اقول : والجواب عن اما  
اولا فلانه ان صح ما ذکرتم  
لتعطلت الایة راسا ولم یوجد  
لها مصداق ابدا اذ لیس فی  
المصحابة من لم یلده ابواة او  
میں کہتا ہوں اس اعتراض کا جواب  
اول تو یہ ہے کہ اگر یہ صحیح ہو جو آپ نے  
ذکر کیا تو آیت سرے سے معطل ہو جائے  
گی اور کبھی اس کا کوئی مصداق نہ پایا  
جائے گا اس لئے کہ صحابہ میں کوئی ایسا

لم ينعم عليه النبي صلى الله  
تعالیٰ علیہ وسلم فی دینہ  
و دنیاہ۔  
نہیں جو اپنے ماں باپ سے پیدا نہ ہو یا  
اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دین  
و دنیا کا کوئی احسان نہ فرمایا ہو۔

(صحیح مسلم کتاب العتق باب فضل عتق الوالد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۵) (سنن ابی داؤد  
کتاب النہی باب فی بر الوالدین آفتاب علم پریس لاہور ۲/ ۳۴۳)

واما ثانيا وهو الحل فلان  
نعم الدنيا ليست كلها مما  
تجزى اذا المجازاة هو المكافات  
وحاصل نعمة الوالدین ان الله  
سبحنه وتعالیٰ جعلها سببا  
لا یجادة وخروجہ من ظلمة  
العدم الی نور التکون، وبہما  
جعلہ بشرًا حسینا بعد ان کان  
ماء مہینا وهذا مما لا یمكن ان  
یجازی اذا لیس فی وسع احد ان  
یحیی ابویہ اویکونہما بعد ان  
لم یكونا ولذلك قال النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
لا یجزی ولد والدة الا ان یجدة  
مملوکا فیشر یہ فیعتقہ اخر  
جہ مسلم وابوداؤد

اور جواب دوم اور وہی حل ہے یہ  
کہ دنیا کے سب احسان ایسے نہیں جن کا  
بدلہ دیا جاتا ہو اس لئے کہ احسان کا بدلہ  
یہ ہے کہ احسان کے مساوی اس کی جزا  
دے، اور والدین کے احسان کا حاصل  
یہ ہے کہ اللہ سبحنہ و تعالیٰ نے انہیں بچہ کی  
ایجاد اور عدم کی ظلمت سے نور ہستی میں  
آنے کا سبب بنایا ہے اور ان کے سبب  
سے اس کے بعد کہ وہ بے وقعت پانی تھا  
خوبصورت انسان بنایا، اور یہ احسان کا  
بدلہ نہیں ہو سکتا یوں کہ کسی کی مجال نہیں کہ  
وہ اپنے والدین کو زندہ کر دے، یا عدم  
کے بعد انہیں موجود کر دے، اسی لئے نبی  
صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:  
کوئی بچہ اپنے ماں باپ کا بدلہ نہیں چکا  
سکتا مگر یہ کہ اسے غلام پائے تو اسے خرید



والترمذیٰ و نسائی و ابن ماجة فاشار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی بعض المجازاة علی حسب ما یدخل تحت الامکان فان الرق موت حکما اذبه تتعطل الاهلیة ویلتحق الانسان العاقل البالغ بالبہائم فالعتق کانه احياء له و اخراج من ظلمة البہیمیة الی نور الانسانیة فعن ہذا عداء بعض حقوقہما و کذاک النعم النبویة علی صاحبہا الصلوة والتحیة علی حسب ما قررنا علیک لیست مما تجزی و تجزی فیہ ذاک بہذا لانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ذلک المقام الرفیع والمنصب البدیع انما یتصرف علی خلافة الملک المقتدر تبارک و تعالیٰ و نعم الملک لا تجزی فان الاحسان لا یجازی

کر آزاد کر دے - یہ حدیث مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے اپنی سندوں سے روایت کی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تھوڑے بدلہ کی طرف (جو موافق مقدور بشر ہو) اشارہ فرمایا اس لئے کہ غلامی موت کے حکم میں ہے اس وجہ سے کہ اس کے سبب آدمی کی اہلیت معطل ہو جاتی ہے اور عاقل بالغ انسان جانوروں سے مل جاتا ہے لہذا اسے آزاد کرنا گویا کہ اس کو زندہ کرنا اور بہیمیت کی تاریکی سے انسانیت کی روشنی میں لے آتا ہے، اسی لئے ماں باپ کو آزاد کرنا اس کے بعض حقوق کی ادائیگی میں شمار ہوا، اسی طرح نبوی احسانات علی صاحبہا الصلوة والتحیة جیسا کہ ہم نے تمہارے لئے ثابت کیا ایسے نہیں جن کا بدلہ دیا جائے اور ان میں یہ مقولہ جاری ہو کہ یہ اس احسان کا بدلہ ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اس مقام رفیع اور اس منصب بے نظیر میں بادشاہ قادر تبارک و تعالیٰ کی خلافت پر

الا بالاحسان كما نطق به القرآن العظيم وما يجازي به العبد لابد وان يكون ايضا من عطايا ه صلى الله تعالى عليه وسلم فكان مكافات عطائه بعطائه وهو غير معقول وعن هذا نعتقد ان اداء شكر الله سبحانه وتعالى بعيني فراغ الذمة منه محال عقلا اذا لشكر نعمة اخري فليشكرها حتى يخرج عن عهده ويتسلسل الى ما لا يتناهى فثبت ان الدليل لا غبار عليه من هذا الوجه.

فانز هو كرم تصرف ہیں اور بادشاہ کی نعمتوں کا بدلہ نہیں ہوتا، اس لئے کہ بدلہ بغیر احسان کے نہیں ہوتا، جیسا کہ اس پر قرآن عظیم ناطق ہے، اور بندہ احسان کا جو بدلہ دے گا لامحالہ وہ بھی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہوگا تو سرکار کی عطا کی مکافات سرکاری عطا سے ہوگی، اور یہ معقول نہیں، یہیں سے ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ سبحنہ وتعالیٰ کا شکر بہ معنی براءت ذمہ از شکر عقلا محال ہے اس لئے کہ شکر نعمت دیگر ہے تو بندہ اس دوسری نعمت کا شکر کرے کہ عہدہ برآ ہو اور یہ سلسلہ شکر کا نہایت کونہ پہنچے تو ثابت ہوا کہ دلیل اس وجہ سے بے غبار ہے۔

(۱) جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی حق الوالدین امین کمپنی دہلی ۲ / ۱۳ (سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب بر الوالدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۸) مشکوٰۃ المصابیح کتاب العقیق باب اعناق العبد المشرک الفصل الاول قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۹۳

الثانی: ان المقدمة القائلۃ ان الامہ مجمعة علی ان افضل الخلق بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل یا ابوبکر ہیں یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اس پر اجماع

دوسری وجہ: یہ ہے کہ یہ مقدمہ جس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل یا ابوبکر ہیں یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اس پر اجماع

ابو بکر او علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ مدخول فیہا اذہناک فرقتان اخیان تدعی احدہما تفضیل سیدنا الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی جمیع الامۃ، ومستندھا ما یروی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انہ قال ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر ا۔ وعنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن خطاب ا۔

امت ہے۔ اس پر اعتراض کو مجال ہے اس لئے کہ یہاں دو فرقے اور ہیں، ان میں کا ایک دعویٰ کرتا ہے کہ سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری امت سے افضل ہیں، اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضرت عمر سے بہتر کسی آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ اور آپ سے مروی ہے، کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر نبی ہوتے۔

(۱) کنز العمال حدیث ۳۲۷۳۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱ / ۵۷۷ (۲) جامع الترمذی

البواب المناقب باب مناقب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امین کمپنی دہلی ۲ / ۲۰۹

وعنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ باہی باہل عرفۃ عامۃ وباہی لعمر خاصۃ وان کان الاستدلال بہا وبامثالہا لایقوم علی ساق اما روایۃ اودرایۃ او معا کاستمساک المفضلة بحدیث اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرفات میں جمع ہونے والوں پر عام طور سے فخر فرمایا اور عمر سے خاص طور سے مباہات فرمائی۔ اگرچہ اس روایت سے اور اس کے مشابہ روایتوں سے دلیل پائے ثبات پر قائم نہیں ہوتی یا بلحاظ روایت یا بلحاظ درایت

علی خیر البشر و حدیث الطیر و  
 حدیث الاستخلاف فی غزوة  
 تبوک و ماضاهاها فمنها کذب  
 مختلق و منها منکر و ایه و منها  
 ما یأفید ہم شیئا و كذلك  
 مضت سنة الله فی کل مبتدع  
 یحتج ولا حجة و یمنح حیث  
 لا محجة۔

یا دونوں کے لحاظ سے ، جیسے تفضیلیہ کا  
 حدیث علی خیر البشر علی سب انسانوں سے  
 افضل ہیں اور حدیث طیر اور غزوة تبوک  
 کے زمانہ میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا  
 علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا خلیفہ مقرر  
 فرمانے کی روایت سے تمسک کا حال ہے  
 کہ ان میں کچھ تو نری تراشیدہ جھوٹ ہیں  
 اور کچھ منکر و اہی (راویان ثقہ کے مقابل  
 روایان غیر ثقہ کی روایات ضعیف ہیں)  
 اور کچھ انہیں بالکل فائدہ مند نہیں اور یو  
 نہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہر بد مذہب کے حق  
 میں ہوئی کہ وہ استدلال کرے حالانکہ  
 دلیل نہیں اور وہاں کا قصد کرے جہاں  
 راستہ نہیں۔

(۱۔ کنز العمال حدیث ۳۲۷۲۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱ / ۵۷۵) (کنز العمال حدیث

۳۵۸۵۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ / ۵۹۶) (فتاویٰ رضویہ شریف ص ۶۶۳-۶۶۵ ج ۱۵ رضا

فاؤنڈیشن لاہور)



## مُحَبَّتِ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسْكِينِ

محتاجوں اور غریبوں اور مسکینوں سے محبت رکھنے والے

سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خاندانِ سرکار کا فقیرِ اختیاری  
 ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خدا عزوجل نے اشرف ترس مخلوق  
 بنایا اور محبوبیتِ خاص کا خلعتِ فاخرہ عطا فرمایا۔ اسی وجہ سے دنیا کی جو بلائیں آپ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھائیں اور جو مصیبتیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 نے برداشت کیں کسی سے ان کا تحمل ممکن نہیں۔ اللہ اللہ! محبوبیت کی تو وہ ادائیں کہ  
 فرمایا جاتا ہے:

”لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الدُّنْيَا“ اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں  
 اگر تم کو نہ پیدا کرتا تو دنیا ہی کو نہ بناتا۔

(فردوس الاخبار، الحدیث: ۸۰۹۵، ج ۲، ص ۵۸۳ بلفظ ما خلقت)

علمِ مرتبت کی وہ کیفیتیں کہ اپنے خزانے کی کنجیاں دے کر مختارِ کل بنا دیا کہ جو  
 چاہو کرو، سیاہ و سپید کا تمہیں اختیار ہے۔

ایسے بادشاہ جن کے مقدس سر پر دونوں عالم کی حکومت کا چمکتا تاج رکھا گیا،  
 ایسے رفعت پناہ، جن کے مبارک پاؤں کے نیچے تختِ الہی بچھایا گیا، شاہی لنگر کے  
 فقیر، سلاطینِ عالم، سلطانی باڑے کے محتاج، شاہانِ معظم، دنیا کی نعمتیں بانٹنے  
 والے، زمانے کی دو تیس دینے والے، بھکاریوں کی جھولیاں بھریں، منہ مانگی  
 مرادیں پوری کریں۔ اب کا شانہ اقدس اور دولتِ سرائے مقدس کی طرف نگاہ جاتی  
 ہے اللہ تعالیٰ کی شان نظر آتی ہے۔ ایسے جلیل القدر بادشاہ جن کی قاہر حکومت مشرق

مغرب کو گھیر چکی اور جن کا ڈنکا ہفت آسمان و تمام روئے زمین میں بج رہا ہے، ان کے برگزیدہ گھر میں آسائش کی کوئی چیز نہیں، آرام کے اسباب تو درکنار، خشک کھجوریں اور جو کے بے چھنے آنے کی روٹی بھی تمام عمر پیٹ بھر کر نہ کھائی۔

کل جہاں بلک اور جو کی روٹی غذا  
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

شاہی لباس دیکھئے تو سترہ سترہ پیوند لگے ہیں، وہ بھی ایک کپڑے کے نہیں۔ دو دو مہینے سلطانی باورچی خانے سے دھواں بلند نہیں ہوتا۔ دنیوی عیش و عشرت کی تو یہ کیفیت ہے، دینی وجاہت دیکھئے تو اس تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شوکت اور اس سادگی پسند کی وجاہت سے دونوں عالم گونج رہے ہیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں  
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

یہاں یہ امر بھی بیان کر دینے کے قابل ہے کہ یہ تکلیفیں، یہ مصیبتیں محض اپنی خوشی سے اٹھائی گئیں، اس میں مجبوری کو ہرگز دخل نہ تھا۔

ایک بار آپ کے یہی خواہ اور رضا جو دوست جل جلالہ نے پیام بھیجا کہ تم کہو تو مکہ کے دو پہاڑوں کو سونے کا بنا دوں کہ وہ تمہارے ساتھ رہیں، عرض کی: یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن دے کہ شکر بجالاؤں، ایک دن بھوکا رکھ کہ صبر کروں۔

(سنن الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الکفاف... الخ، ج ۴، ص ۱۵۵، الحدیث: ۲۳۵۴)

مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو نفس مطمئنہ عطا فرمایا ہے۔ اگر آپ عیش و عشرت میں بسر فرماتے اور آسائش و راحت محبوب رکھتے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ وردگار عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی خوشی پر خوش ہونے والا دنیا میں جنتوں کو اتار کر رکھ دیتا، اور یہ سامانِ عیش آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برگزیدہ اور پاک نفس میں ہرگز تغیر پیدا نہ کر سکتا، ایسی حالت میں یہ بلا پسندی اور مصیبت دوستی اسی بنیاد پر ہو سکتی ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین ٹھہرے، دنیا کی ہر چیز کے حق میں رحمت ہو کر آئے، اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیش و عشرت میں مشغول رہتے تو ”تکلیف و مصیبت“ جن سے عاقبت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو بھی سروکار نہ ہوگا، برکات سے محروم رہ جاتیں۔

ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو کنیزیں اور غلام تقسیم فرما رہے تھے، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: ”جاؤ! تم بھی اپنے لئے کوئی کنیز لے آؤ۔“ حاضر ہوئیں اور ہاتھ دکھا کر عرض کرنے لگیں کہ ”چکیاں پیتے پیتے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں ایک کنیز مجھے بھی عنایت ہو۔“ ارشاد ہوا: ”اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تجھے ایسی چیز بتاتا ہوں جو کنیز و غلام سے زیادہ کام دے، تورات کو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۳ بار پڑھ کر سوراہا کر۔“

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی التسبیح... الخ، الحدیث ۳۴۱۹، ج ۵، ص ۲۶۰)

ایک بار حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ میں تشریف لے گئے، دروازہ تک رونق افروز ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں چاندی کی ایک چوڑی ملاحظہ فرمائی، واپس تشریف لے آئے، حضرت بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ چوڑیاں حاضر کر دیں کہ انہیں تصدق کر دیجئے، مساکین کو عطا فرمادی گئیں اور دو چوڑیاں عاج کی مرحمت ہوئیں اور ارشاد ہوا: ”فاطمہ! دنیا، محمد اور آل محمد کے لائق نہیں۔“ - صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وعلیہم وسلم!

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر آئے، دیکھا کہ کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں، اور اس نازک جسم اور نازنین بدن پر بوریے کے نشان بن گئے ہیں، یہ حالت دیکھ کر بے اختیار رونے لگے اور عرض کی کہ ”یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم، قیصر و کسریٰ، خدا کے دشمن، ناز و نعمت میں بسر کریں اور خدا عزوجل کا محبوب تکلیف و مصیبت میں؟“ ارشاد ہوا: ”کیا تو اس امر پر راضی نہیں کہ انہیں دنیا کے عیش ملیں اور تو عقبیٰ کی خوبیوں سے بہرہ ور ہو؟“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب معنی مرضاة... الخ، الحدیث ۴۹۱۳، ج ۳، ص ۳۶۰)





## سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ

### جن وانس کے سردار

ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میں جن وانس اور ہر سرخ سیاہ کی	ارسلت الی الجن والانس
طرف رسول بھیجا گیا، اور سب انبیاء سے	والی کل احمر واسود واحلت لی
الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی	الغنائم دون الانبیاء وجعلت
گئیں، اور میرے لئے ساری زمین	لی الارض کلھا طهورا ومسجدا
پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری، اور	ونصرت بالرعب اما می شھرا
میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب	فاعطیت خواتیم سورة
سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی	البقرة وكانت من کنوز
پچھلی کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا	العرش وخصصت بها دون
ہوئی، یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء	الانبیاء فاعطیت المثنی
سے جدا، اور مجھے تورات کے بدلے	مکان التوراة والمئین مکان
قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے	الانجیل والحوامیم مکان
کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ موسیٰ	الزبور وفضلت بالمفصل وانا
آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی	سید ولد ادم فی الدنیا
سورتیں اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی	والاخرة ولا فخر وانا اول تنشق
کہ سورہ حجرات سے آخر قرآن تک ہے	الارض عنی وعن امتی ولا فخر

بیدی لواء الحمد یوم القیامة  
 وجميع الانبياء تحته ولا فخر  
 والى مفاتيح الجنة يوم  
 القیامة ولا فخر وبی تفتح  
 الشفاعة ولا فخر وانا سابق  
 الخلق الى الجنة يوم القیامة  
 والا فخر وانا امامهم وامتی  
 بالاثر۔

اور دنیا و آخرت میں میں تمام بنی ادم کا  
 سردار ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔ اور سب  
 سے پہلے میں اور میری امت قبور سے  
 نکلے گی اور کچھ فخر نہیں، اور قیامت کے  
 دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہوگا اور تمام  
 انبیاء اس کے نیچے، اور کچھ فخر۔ اور  
 میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں  
 ہوں گی، اور کچھ فخر نہیں، اور مجھی سے  
 شفاعت کی پہل ہوگی، اور کچھ فخر نہیں اور  
 میں تمام مخلوق سے پہلے روز قیامت جنت  
 میں تشریف لے جاؤں گا، اور کچھ فخر  
 نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا اور  
 میری امت میرے پیچھے۔ اللهم  
 جعلنا منهم فيهم ومعهم بجاهه  
 عندك امين! اے اللہ! ہمیں کر دے  
 ان سے، ان میں، اور ان کے ساتھ،  
 اپنے محبوب کی وجاہت کے صدقے میں  
 جو تیرے ہاں ہے۔ یا الہی! قبول فرما۔

(دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت ۱/ ۱۳)

### انسانی چہرے والا جانور

حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: میں

نے مکہ مکرمہ میں ایک نصرانی کو طواف کرتے ہوئے دیکھا جو اسقف کے نام سے مشہور تھا، میں نے پوچھا: کس چیز نے تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کیا؟ اس نے کہا: میں نے اس سے بہتر چیز اختیار کی۔ میں نے پوچھا: یہ سب کیسے ہوا؟ تو اس نے اپنا واقعہ بیان کیا: میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار تھا، تھوڑی دور پہنچنے کے بعد کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کے ایک تختے پر لٹک گیا، سمندر کی موجیں مجھے دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ کسی جزیرے میں ڈال دیا، اس میں کثیر درخت تھے جن کے پھل شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم تھے۔ ایک صاف و شفاف نہر تھی۔ میں نے اس پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور کہا: اب میں یہ پھل کھاؤں گا اور نہر سے پانی پیوں گا جب تک کہ کوئی راستہ نہیں ملتا۔ جب رات ہوئی تو میں جانوروں کے خوف سے درخت پر چڑھ کر کسی ٹہنی پر سو گیا، رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد میں نے سطح آب پر ایک جانور کو بزبان فصیح تسبیح کرتے ہوئے دیکھا، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

اللہ عزیز و جبار کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رسول اور چنے ہوئے نبی ہیں۔ ابو بکر ان کے غار کے رفیق ہیں، عمر فاروق شہروں کو فتح کرنے والے، عثمان گھر میں شہید اور علی کفار پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی تلوار ہیں، ان سے بغض رکھنے والوں پر عزیز و جبار کی لعنت ہو، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

وہ جانور یہی کلمات بار بار دہراتا رہا، طلوع فجر کے بعد اس نے پھر چند کلمات کہے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کا وعدہ و وعید سچے ہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رسول ہیں، ہدایت دینے والے اور راہنمائی فرمانے والے۔ ابو بکر کو صحیح رائے کی توفیق دی گئی، عمر بن خطاب کفار پر آ

ہنی جنگلے کی طرح (سخت) ہیں، عثمان فضیلت والے شہید ہیں اور علی بن ابی طالب زبردست قوت والے ہیں۔ ان سے بغض رکھنے والوں پر ربِّ مجید کی لعنت ہو۔

جب وہ جانور خشکی پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کا سر شتر مرغ جیسا، چہرہ انسان جیسا، ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی طرح اور دم مچھلی کی دم جیسی ہے، میں ہلاکت کے خوف سے بھاگنے ہی والا تھا کہ اس نے مجھے دیکھ کر کہا: رک جاؤ، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ میرے رکنے کے بعد اس نے مجھ سے میرے دین کے متعلق دریافت کیا تو میں نے جواب دیا: نصرانیت۔ اس نے کہا: اے نقصان اٹھانے والے! بربادی ہے تیرے لئے، دینِ اسلام اختیار کر لے کہ تو مؤمنین جنات کی قوم میں پہنچ چکا ہے، ان سے سوائے مسلمان کے کوئی نجات نہیں پاسکتا۔ میں نے پوچھا: اسلام کیسے لاؤں؟ اس نے بتایا: اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رسول ہیں۔

چنانچہ، میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا پھر اس نے کہا: تیرا اسلام کامل تب ہوگا جب تو خلفاء اربعہ سے راضی رہے گا۔ میں نے کہا: تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے جواب دیا: ہماری ایک قوم نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں حاضر ہوئی، انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت لائی جائے گی، وہ عرض کرے گی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو میرے کونوں کو مضبوط کرے گا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا: میں نے تیرے کونوں کو خلفاء اربعہ سے مضبوط کر دیا ہے اور تجھے حسن و حسین سے زینت بخشا ہے۔

پھر اس جانور نے مجھ سے پوچھا: تم یہاں ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنا چاہتا ہوں۔ اس

نے کہا: تو پھر یہاں کھڑے رہو، ایک کشتی کا یہاں سے گزر ہوگا۔ میں وہاں کھڑا رہا۔ وہ جانور سمندر میں اتر کر میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا پھر ایک کشتی گزری جس میں چند افراد سوار تھے۔ میرے اشارہ کرنے پر انہوں نے مجھے بھی سوار کر لیا۔ اس میں بارہ نصرانی تھے۔ جب میں نے ان کو اپنا واقعہ بتایا تو سب کے سب دائرۃ اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ ان لوگوں کا اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ہاں ضرور کوئی راز ہے کہ ان کی برکت سے مجھے اسلام کی دولت ملی اور بلند مقام نصیب ہوا۔

(الردض الفائق فی النوایط والذائق ص ۱۶۰۶ الشیخ مغیب خزینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ النسخۃ ۵۸۱۵)

### جن نے اسلام کی ترغیب دلائی

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک جن میرا تابع ہو گیا تھا۔ وہ آئندہ کی خبریں مجھے دیا کرتا تھا اور میں لوگوں کو وہ خبریں بتا کر نذرانے وصول کیا کرتا تھا۔ ایک بار اس جن نے مجھے آکر جگایا اور کہا کہ اٹھ اور ہوش میں آ، اگر تجھ میں کچھ شعور ہے تو چل اور بنی ہاشم کے سردار کے دربار میں حاضر ہو کر ان کا دیدار کر جو لوی بن غالب کی اولاد میں پیغمبر ہو کر تشریف لائے ہیں۔ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مسلسل تین راتیں ایسی گزریں کہ میرا یہ جن مجھے نیند سے جگا جگا کر برابر یہی کہتا رہا یہاں تک کہ میرے دل میں اسلام کی اُلفت و محبت پیدا ہو گئی اور میں اپنے گھر سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ کس سبب سے تم یہاں آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ کہا ہے پہلے آپ اس کو سن لیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

پڑھو۔ چنانچہ میں نے اپنا قصیدہ بائیسہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں نظم کیا تھا پڑھ کر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنایا اس قصیدہ کا آخری شعر یہ ہے کہ

وَكُنِّي شَفِيعًا يَوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ سِوَاكَ بِسُغْنٍ عَن سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

یعنی آپ اس دن میرے شفیع بن جائیے جس دن آپ کے سوا سواد بن قارب کی نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہوگا نہ کوئی نفع پہنچانے والا ہوگا۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت فرمایا ہے۔

(دلائل النبوة للبیہقی، جماع ابواب المبعث، حدیث سواد بن قارب... الخ، ج ۲، ص ۲۵۰)

### جنوں کا سلام و پیغام

ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی حج کا ارادہ کر کے اپنے وطن سے روانہ ہوئے یمن کے ایک جنگل میں ہم لوگ چل رہے تھے کہ ناگہاں اشعار پڑھنے کی آواز آئی ہم نے ان اشعار کو غور سے سنا تو ان کا مضمون یہ تھا کہ اے سوارو! جب تم لوگ زمزم اور حطیم پر پہنچو تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ہمارا سلام عرض کر دینا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہمارا یہ پیغام بھی پہنچا دینا کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے فرماں بردار ہیں کیونکہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام نے ہم لوگوں کو اس بات کی وصیت فرمائی تھی۔ (یقیناً یہ یمن کے جنگل میں رہنے والے جنوں کی آواز تھی۔) (الکلام البین ص ۹۳ بحوالہ ابن سعد)

### جن سانپ کی شکل میں آیا

خطیب حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک بہت بڑے کالے سانپ

نے آپ کی طرف رُخ کیا، لوگوں نے اس کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس آنے دو۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچا تو اپنا سر آپ کے کانوں کے پاس کر دیا۔ پھر آپ نے اس سانپ کے منہ کے قریب اپنا منہ کر کے چپکے چپکے کچھ ارشاد فرمایا اس کے بعد اسی جگہ یکبارگی وہ سانپ اس طرح غائب ہو گیا کہ گویا زمین اس کو نگل گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ نے سانپ کو اپنے کانوں تک پہنچنے دیا یہ منظر دیکھ کر ہم لوگ ڈر گئے کہ کہیں یہ سانپ آپ کو کاٹ نہ لے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سانپ نہیں تھا بلکہ جنوں کی جماعت کا بھیجا ہوا ایک جن تھا۔ فلاں سورہ میں سے کچھ آیتیں یہ بھول گیا۔ ان آیتوں کو دریافت کرنے کے لئے جنوں نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا۔ میں نے اس کو وہ آیتیں بتا دیں اور وہ ان کو یاد کرتا ہوا چلا گیا۔ (الکلام البین ص ۹۴)



## نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ حرمین کے نبی

### مکہ اور مدینہ کے نبی

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ یہ بسلسلہ تجارت بصرہ گئے تو وہاں کے ایک عیسائی پادری نے ان سے دریافت کیا کہ کیا مکہ میں ”احمد نبی“ پیدا ہو چکے ہیں؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا: کون احمد نبی؟ پادری نے کہا: احمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ وہ نبی آخر الزماں ہیں اور ان کی نبوت کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اور ان کی پہچان کا نشان یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور کھجوروں والے شہر (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔

چونکہ اس وقت تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پادری کو نبی آخر الزماں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں کوئی جواب نہ دے سکے، لیکن بصرہ سے مکہ معظمہ آنے کے بعد جب ان کو پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمادیا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس فی مناقب ابی محمد طلحہ بن عبید اللہ، الفصل

الرابع فی اسلامہ، ج ۲، ص ۲۵۰)

کفار مکہ نے ان کو بے حد ستایا اور رسی باندھ باندھ کر ان کو مارتے رہے مگر یہ پہاڑ کی طرح دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے



اور جنگ بدر کے سوا تمام اسلامی جنگوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری کا یہ سبب ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیج دیا تھا۔ ابوسفیان کا قافلہ ساحل سمندر کے راستوں سے مکہ مکرمہ چلا گیا اور یہ دونوں حضرات جب لوٹ کر میدان بدر میں پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔

جنگ احد میں انہوں نے بڑی ہی جاں بازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچانے میں چونکہ یہ تلوار اور نیزوں کی بوچھاڑ کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے اس لئے آپ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا اور ان کے بدن پر تیر و تلوار اور نیزوں کے پھتر زخم لگے۔

(اسد الغابہ، طلحہ بن عبید اللہ القرشی التیمی، ج ۳، ص ۸۳، ۸۴، والا کمال فی اسماء الرجال، حرف

الطاء، فصل فی الصحابة، ص ۶۰۱)

ان کے فضائل و مناقب میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ جنگ احد کے دن جب جنگ رک جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے تو لوہے کی زرہ کے بوجھ کی وجہ سے چٹان پر چڑھنا دشوار ہو گیا۔ اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے اور ان کے بدن کے اوپر سے گزر کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھے اور خوش ہو کر فرمایا: "أَوْجَبَ طَلْحَةُ" (یعنی طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔)

(مشكاة المصابيح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرة رضی اللہ عنہم، الحدیث: ۶۱۲۱، ج ۲، ص ۴۳۳)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: زمین پر چلتا پھرتا شہید "طلحہ" ہے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، تمتہ العشرة رضی اللہ عنہم

اجمعین طلحہ بن عبید اللہ، الحدیث: ۳۶۵۹۲، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۸۶)

۲۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگِ جمل کے دوران آپ کو ایک تیر لگا اور آپ چونٹھ برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، طلحہ بن عبید اللہ التیمی، ج ۲، ص ۳۲۰ ملحقاً)

اسی طرح حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہیہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی دس جنتی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فہرست میں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دس سال بعد خاندان قریش میں پیدا ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۹۲)

ابتدائی تعلیم و تربیت اسی طرح ہوئی جس طرح سرداران قریش کے بچوں کی ہوا کرتی تھی۔ ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ یمن کے ایک بوڑھے عیسائی راہب نے ان کو نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ظہور کی خبر دی اور یہ بتایا کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کریں گے۔ جب یہ یمن سے لوٹ کر مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ جبکہ آپ سے پہلے چند ہی آدمی آغوش اسلام میں آئے تھے چونکہ مسلمان ہوتے ہی آپ کے گھر والوں نے آپ پر ظلم و ستم کا چھاڑ توڑنا شروع کر دیا اس لئے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آئے اور اپنا سارا مال و اسباب چھوڑ کر بالکل خالی ہاتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے بازار کا رخ کیا اور چند ہی دنوں میں آپ کی تجارت میں اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ آپ کا شمار دولت مندوں میں ہونے لگا اور آپ نے قبیلہ انصار کی ایک خاتون سے شادی بھی کر لی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۹۲-۹۳ ملخصاً)

تمام اسلامی لڑائیوں میں آپ نے جان و مال کے ساتھ شرکت کی۔ جنگ احد میں یہ ایسی جاں بازی اور سرفروشی کے ساتھ کفار سے لڑے کہ ان کے بدناکیس زخم لگے تھے اور ان کے پاؤں میں بھی ایک گہرا زخم لگ گیا تھا جس کی وجہ سے یہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ (اسد الغابہ، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۳۹۶)

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ کا تجارتی قافلہ جو سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔ آپ نے اپنا یہ پورا قافلہ مع اونٹوں اور ان پر لدے ہوئے سامانوں کے خدا عزوجل کی راہ میں خیرات کر دیا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم پیش کر دیئے۔ دوسری مرتبہ چالیس ہزار درہم اور تیسری مرتبہ پانچ سو گھوڑے، پانچ سو اونٹ پیش کر دیئے۔ (اسد الغابہ، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۳۹۸)

بوقت وفات ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دیناروں کا صدقہ کیا اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے چار چار سو دینار کی وصیت فرمائی۔ (اسد الغابہ، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۳۹۹-۵۰۰)

اور ام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کیلئے ایک باغ کی وصیت کی جو چالیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔

(مشکاۃ المصابیح، آداب المناقب، باب مناقب العشرة النبویة، الحدیث ۶۱۳۰، ج ۲، ص ۳۳۳)

۳۲ھ میں کچھ دنوں بیمار رہ کر بہتر سال کی عمر میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئے اور ہمیشہ کے لیے سخاوت و شجاعت کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص ۶۰۳)



## إِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ

### دونوں قبلوں (بیت المقدس و کعبہ) کے امام

جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں رہے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو خداوند تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ آپ اپنی نمازوں میں ”بیت المقدس“ کو اپنا قبلہ بنا لیں۔ چنانچہ آپ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر آپ کے دل کی تمنا یہی تھی کہ کعبہ ہی کو قبلہ بنایا جائے۔ چنانچہ آپ اکثر آسمان کی طرف چہرہ اٹھا اٹھا کر اس کے لئے وحی الہی کا انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قلبی آرزو پوری فرمانے کے لئے قرآن کی یہ آیت نازل فرمادی کہ

قَدْ نَزَى تَقَلَّبَ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۗ

قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ (پ ۲، البقرہ: ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور آپ کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں آپ کی خوشی ہے تو ابھی آپ پھیر دیجیے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (بقرہ)

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلہ بنی سلمہ کی مسجد میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے کہ حالت نماز ہی میں یہ وحی نازل ہوئی اور نماز ہی میں آپ نے بیت المقدس سے مڑ کر خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کر لیا اور تمام مقتدیوں نے بھی آپ کی پیروی کی۔ اس مسجد کو جہاں یہ واقعہ پیش آیا ”مسجد القبلتین“ کہتے ہیں اور آج

بھی یہ تاریخی مسجد زیارت گاہ خواص و عوام ہے جو شہر مدینہ سے تقریباً دو کیلو میٹر دور جانب شمال مغرب واقع ہے۔

اس قبلہ بدلنے کو ”تحویل قبلہ“ کہتے ہیں۔ تحویل قبلہ سے یہودیوں کو بڑی سخت تکلیف پہنچی جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے تو یہودی بہت خوش تھے اور فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی ہمارے ہی قبلہ کی طرف رخ کر کے عبادت کرتے ہیں مگر جب قبلہ بدل گیا تو یہودی اس قدر برہم اور ناراض ہو گئے کہ وہ یہ طعنہ دینے لگے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) چونکہ ہر بات میں ہم لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے انہوں نے محض ہماری مخالفت میں قبلہ بدل دیا ہے۔ اسی طرح منافقین کا گروہ بھی طرح طرح کی نکتہ چینی اور قسم قسم کے اعتراضات کرنے لگا تو ان دونوں گروہوں کی زبان بندی اور دہن دوزی کے لئے خداوند کریم نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّهُمْ عَن قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۗ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۗ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (پ ۲، البقرة: ۱۴۲)

اب کہیں گے بیوقوف لوگوں میں سے کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے جس پر وہ تھے آپ کہہ دیجیے کہ پورب پچھتم سب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ ۗ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ (پ ۲، البقرة: ۱۴۳)

اور (اے محبوب) آپ پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بلاشبہ یہ بڑی بھاری بات تھی مگر جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی ہے (ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں) (بقرہ)

پہلی آیت میں یہودیوں کے اعتراض کا جواب دیا گیا کہ خدا کی عبادت میں قبلہ کی کوئی خاص جہت ضروری نہیں ہے۔ اس کی عبادت کے لئے پورب، پچھتم، اتر، دکھن، سب جہتیں برابر ہیں اللہ تعالیٰ جس جہت کو چاہے اپنے بندوں کے لئے قبلہ مقرر فرمادے لہذا اس پر کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں ہے۔ دوسری آیت میں منافقین کی زبان بندی کی گئی ہے جو تحویل قبلہ کے بعد ہر طرف یہ پروپیگنڈا کرنے لگے تھے کہ پیغمبر اسلام تو اپنے دین کے بارے میں خود ہی متردد ہیں کبھی بیت المقدس کو قبلہ مانتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ کعبہ قبلہ ہے۔ آیت میں تحویل قبلہ کی حکمت بتادی گئی کہ منافقین جو محض نمائشی مسلمان بن کر نمازیں پڑھا کرتے تھے وہ قبلہ کے بدلتے ہی بدل گئے اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔ اس طرح ظاہر ہو گیا کہ کون صادق الایمان ہے اور کون منافق اور کون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا ہے اور کون دین سے پھر جانے والا۔

(المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی تحویل القبلۃ... الخ، ج 2، ص 246، 249، 250 و مدارج

النبوۃ، قسم سوم، باب دوم، ج 2، ص 73 ملخصاً)

## کعبہ افضل ہے

اور اللہ عزَّ وَجَلَّ بیٹ اللہ شریف کی عظمت و شان یوں بیان فرماتا ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ○  
فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مِّمَّا بَرَّاهِمُ ۚ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَىٰ

النَّاسِ حِجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ  
غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پروا ہے۔ (پ 4، ل 1، عمران: 96-97)

مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: شان نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے، کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے۔ انبیاء کا مقام ہجرت و قبلہ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت و عبادت کے لئے مقرر کیا، نماز کا قبلہ، حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں، وہ کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ معظمہ بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا۔ (اس میں ایسی نشانیاں ہیں) جو اس کی حرمت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو ادھر ادھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں، اسی سے انہیں شفا ہوتی

ہے۔ اور دُحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظمہ کی طرف کھینچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شب جمعہ کو ارواح اولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے۔ انہیں آیات میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا۔ اور مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور اس میں آپ کے قدم مبارک کے نشان تھے جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور بکثرت ہاتھوں سے مس ہونے کے ابھی تک کچھ باقی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل و جنایت کر کے حرم میں داخل ہو تو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے، نہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔

اور حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اس آیت مبارکہ میں ”بیت“ سے مراد کعبۃ اللہ شریف ہے۔ جس کو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے بیت المعمور کی سیدھ میں زمین میں رکھا۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے (زمین پر) اتارا گیا اور آپ علیہ السلام نے حج بیت اللہ فرمایا پھر فرشتوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کی: اے آدم علیہ السلام! آپ کا حج قبول ہو گیا۔ اور ہم نے آپ سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ شریف کا حج کیا تھا۔ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے دریافت فرمایا: تم حج میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے عرض کی: ہَمْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھا کرتے تھے۔ پھر حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ



الصلوة والسلام بھی طواف میں یہی پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے:  
 اے اللہ عزَّ وَّجَلَّ! میری اولاد میں اس گھر کو تعمیر کرنے والا بنا۔ تو اللہ عزَّ وَّجَلَّ نے  
 وحی فرمائی کہ میں اپنا گھر تیری اولاد میں سے اپنے خلیل (حضرت) ابراہیم (علی  
 نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) سے بناؤں گا۔ میں اس کے ہاتھوں اس کی تعمیر کا فیصلہ کر  
 چکا ہوں۔ جب حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں طوفان  
 آیا تو اللہ عزَّ وَّجَلَّ نے بیت اللہ شریف کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا، وہ سبز زرد کا تھا  
 اور اس میں جنت کے چراغوں میں سے ایک چراغ تھا۔

(الروض الفائق فی التواہد والذقانون ص ۱۲۱-۱۲۳ الفتح المعبود خریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ السنۃ ۱۰۸۱ھ)



## وَسَيَلَّتِنَا فِي الدَّارَيْنِ

### اور دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ ہیں

میرے آقا علی حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المزیّت، پروانہ جمع رسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں صاحب تاج کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

ملکوت السموات والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین اُن کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر (دنیا و دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔) جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

فان من جودك الدنيا و ضررتها۔ ا۔

(۱۔ مجموع التون قصيدة بردة فی مدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الشون الدینیہ دولہ قطر ص ۱۰)

بے شک دُنیا و آخرت آپ کے جود و سخا سے ہے۔

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی و اخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انہیں کے دستِ عطا سے پائی۔ انہیں کے کرم، انہیں کے طفیل، انہیں کے اسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھوں ملا، ملتا ہے اور ابد الابد تک ملتا رہے گا جس طرح دین و ملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادت، زہد و طہارت اور علم و

معرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یونہی مال و دولت، شفاء و صحت، عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انہیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

قال الرضا: بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط، یہ ہوس بے بصر کی ہے۔ ۱۔

(۱۔ حدائقِ بخشش حاضری بارگاہِ بیہیں جائے حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۹۴)

قال الرضا:۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے  
حاشا غلط غلط، یہ ہوس بے بصر کی ہے

وقال الفقير:۔

بے اُن کے تو سُل کے، مانگے بھی نہیں ملتا  
بے اُن کے تو سُل کے، پرش ہے نہ شنوائی

وہ بالا دست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے، تمام مخلوق الہی کو ان کے لیے حکمِ اطاعت و فرمانبرداری ہے وہ خدا کے ہیں، اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے۔)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا۔ ۲۔

(۲۔ حدائقِ بخشش وصل اول در نعت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۲)

(جو سر ہے اُن کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا۔)

سب اُن کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہِ الہی کے وارث ہیں اور

تمام عالم کو انہیں کی وساطت سے ملتا ہے) قرآنِ عظیم ان کی مدح و ستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نامِ الہی کے برابر۔

ورفعنا لك ذكرك كا ہے سایہ تجھ پر

ذکر اونچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا

(حدائقِ بخشش و صلِ چہارم، درمنافحت اعداء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۹)

احکامِ تشریحیہ، شریعت کے فرامین، اوامرو نواہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے، جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں وہی شرع ہے، غرض وہ کارخانہ الہی کے مختارِ کل ہیں، اور خسرو ان عالم اس کے دستِ نگر و محتاج)

(وہ کون؟) اعلیٰ سید المرسلین (رہبر رہبروں)، خاتم النبیین

(خاتم پیغمبروں) رحمة للعالمین (رحمتِ ہر دو جہاں)، شفیع المذنبین

(شافعِ خطا کاروں)، قائد الغر المحجلین (ہادی نوریاں و روشن جبیناں)، ستر

اللہ المکنون (رب العزت کا راز سربستہ) کُد اللہ المحزون (خزانہ الہی کا

موتی، قیمتی و پوشیدہ) سرور القلب المحزون (ٹوٹے دلوں کا سہارا) عالم

ماکان وما سیکون (ماضی و مستقبل کا واقف کار) تاج الاتقیاء (نیکو کاروں

کے سر کا تاج) نبی الانبیاء (تمام نبیوں کا سر تاج) محمدن (المصطفیٰ) رسول

رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم الی

یوم الدین۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ص ۳۳۷-۳۳۸ ج ۲۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



## صاحبِ قابِ قوسین

### وہ جو مرتبہ قابِ قوسین پر فائز ہیں

میرے آقا علیحضرت، امامِ اہلسنت، ولیِ نعمت، عظیمِ البرکت، عظیمِ المزئبت، پروانہٴ شمعِ رسالت، مجتہدِ دین وملت، حامیِ سنت، ماحیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں صاحبِ تاج کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

امام اجل سیدی محمد بوسیری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں: ع

سریت من حرم لیلا الی حرم  
 کما سری البدلی دا ج من الظلم  
 وبت ترقی الی ان نلت منزلة  
 من قاب قوسین لم تدک ولم ترم  
 خفضت کل مقام بالاضافة اذ  
 نودیت بالرفع مثل المفرد العلم  
 فخرت کل فخر غیر مشترک  
 وجزت کل مقام غیر مزدحم

(بکراکب الدرر فی مدح خیر البریہ) (قصیدہ بردہ) الفصل السابع مرکز اہلسنت گجرات ہند ص ۴۳۲ (۴۶۲)

یعنی یا رسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند

چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمایا جو قابلِ شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمائے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ای انت دخلت الباب	یعنی حجور دروازہ میں داخل ہوئے
وقطعت الحجاب الی ان لم	اور آپ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ
تترك غاية للساع الی السبق	حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق
من کمال القرب المطلق الی	کمال کے سبب کسی ایسے کے لئے جو
جناب الحق ولا تركز موضع	سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ
رقی وصعود وقيام وقعود	چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب
لطالب رفعة فی عالم الوجود	بندلی کے لئے کوئی جگہ عروج و ترقی یا
بل تجاوزت ذلك الی مقام	اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم
قاب قوسین اودائی فاوخی	مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب و قوسین
الیک ربک ما اوخی۔	اودائی تک پہنچے تو حضور کے رب نے
	حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

(الزبدۃ العمدۃ فی شرح القصیدۃ البردۃ الفصل السابع جمعیت علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۹۶)

نیز امام ہمام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد قدس سرہ، ام القرزی میں فرماتے ہیں:

وترقی بہ الی قاب قوسین  
وتلك السیادة القعسا  
رتب تسقط الا ما فی حسری  
دونها ما وراهن وراء

(ام القرزی فی مدح خیر الوزی الفصل الرابع حزب القادریہ لاہور ص ۱۳)

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزو میں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔  
امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القرزی میں فرماتے ہیں:

قال بعض الائمة بعض ائمة نے فرمایا شب اسراء  
والماریج لیلۃ الاسراء عشرة . دس معراجیں تھیں ، سات ساتوں  
سبعة فی السنوت والثامن الی آسمانوں میں ، اور آٹھویں سدرۃ المنتہی ،  
سدرۃ المنتہی والتاسع الی نویں مستوی ، دسویں عرش تک۔  
المستوی والعاشر الی العرش.  
الخ.

(افضل القرزی لقراء ام القرزی تحت شعر ۷۳ الجمع الثقانی ابوظبی ۱ / ۴۰۴)

سید علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح  
طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا:

قال الشهاب المکی فی فرمایا ، امام شہاب مکی نے شرح  
شرح ہمزیۃ لامام بوصیری ہمزیہ امام بوصیرہ میں کہا بعض آئمہ سے  
عن بعض الائمة ان المعارج منقول ہے کہ معراجین دس ہیں۔

عشرة الى قوله والعاشر الى  
العرش والرؤية .

(الهدية النديه شرح الطريقة المحمدية بحواله شرح قصيده همزیه المکتبه النوریه الرضویه لاہور ۱/۲۷۲)

دسویں عرش و دیدار تک۔

نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے:

لما اعطى سليمان عليه  
الصلوة والسلام الريح التي  
غدوها شهر ورواحها شهر  
اعطى نبينا صلى الله تعالى  
عليه وسلم البراق فحمله من  
الفرش الى العرش في لحظة  
واحدة واكل مسافة في ذلك  
سبعة آلاف سنة . وما فوق  
العرش الى المستوى والرفرف  
لا يعلمه الا الله تعالى .

جب سليمان عليه الصلوة والسلام کو  
ہوادی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی  
راہ پر لے جاتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو  
فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا  
اور اس میں ادنیٰ مسافت (یعنی آسمان  
ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی  
راہ ہے۔ اور وہ جو فوق العرش سے  
مستوی اور رفرف تک رہی اسے تو خدا ہی  
جانے۔

(افضل القرآنی لقرءام القرآنی)

اسی میں ہے:

لما اعطى موسى عليه  
الصلوة والسلام الكلام اعطى  
نبينا صلى الله تعالى عليه  
وسلم مثله ليلة الاسراء

جب موسیٰ علیہ الصلوة والسلام کو  
دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرائیلی  
اور زیادت قرب اور چشم سر سے دیدار



وزيادة الدنو والروية بعين  
 البصر وشتان مابين جبل  
 الطور الذي نوحى به موسى  
 عليه الصلوة والسلام موما  
 فوق العرش الذي نوحى به  
 نبينا صلى الله تعالى عليه  
 وسلم.

الہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہ طور  
 جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے  
 مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش  
 جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 سے کلام ہوا۔

(افضل القرزی لقرءام القرزی)

اسی میں ہے:

رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم بیدنہ یقظة بمكة ليلة  
 ولاسراء الى السماء ثم الى  
 سدرة المنتهى ثم الى  
 المستوی الى العرش والرفرف  
 والروية.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے  
 جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب  
 اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرة  
 المنتہی، پھر مقام مستوی، پھر عرش  
 ورفرف ودیدار تک۔

(افضل القرزی لقرءام القرزی تحت شعر المجمع الشفانی ابوظہبی ۱/ ۱۱۶ و ۱۱۷) (فتاویٰ رضویہ شریف

ص ۶۳۳-۶۳۴ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



## مَحْبُوبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ

### دو مشرقوں اور دو مغربوں کے رب کے محبوب

#### اللہ سے محبت کے لئے محبوب کی ضرورت

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَ يُغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (پ ۲، آل عمران: ۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبیح ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اختیار کرے۔

شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے تھے اور انہیں سجا سجا کر ان کو سجدہ کر رہے تھے حضور نے فرمایا اے گروہ قریش خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے دین کے خلاف ہو گئے قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبت الہی کا دعویٰ سید عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع و فرماں برداری کے بغیر قابل قبول نہیں جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور کی غلامی کرے اور حضور نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور کا نافرمان اور محبتِ الہی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

اللہ سے معافی کے لئے محبوب کی ضرورت

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَلَوْ أَنْتُمْ إِذْ ظَلَمْتُمْ

أَنْفُسَكُمْ جَاءُوكُمْ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا

اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا (پ ۲، النساء: ۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

مفسرِ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزان العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ الہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کا ربر آری کا ذریعہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ أَنْتُمْ إِذْ ظَلَمْتُمْ إِسْتَأْذِنُوا لَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ أَمْرًا مِنْ بَعْضٍ يَتَذَكَّرُ فِيهَا مَنُ ظَلَمَ وَتَعْلَمُ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (پ ۲، النساء: ۶۴) میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لئے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

مسئلہ: قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی ”جَاءُ وَكَ“ میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے۔

مسئلہ: بعد وفات مقبولانِ حق کو (یا) کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔  
 مسئلہ: مقبولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي

أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا O (پ ۲، النساء: ۶۵)

اللہ کی رضا معلوم کرنے کے لئے محبوب کی ضرورت

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

مفسرِ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: معنی یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدقِ دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے سبحان اللہ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے

شانِ نزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آبِ رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا معاملہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا حضور نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی

زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ باوجودیکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔



## جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

### حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے جد امجد

#### فضائل امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ایک بار حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت اقدس ہو کر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک پر سوار ہو گئے، ایک صاحب نے عرض کیا: صاحبزادے آپ کی سواری کیسی اچھی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور سوار کیسا اچھا سوار ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۸۰۹، ج ۵، ص ۴۳۲)

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں تھے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پشت مبارک سے لپٹ گئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدے کو طول دیا کہ سر اٹھانے سے کہیں گرنہ جائیں۔

(مسند ابی یعلیٰ، مسند انس بن مالک، الحدیث ۳۴۱۵، ج ۳، ص ۲۱)

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت ارشاد ہوتا ہے: ”ہمارے یہ دونوں بیٹے جو انانِ جنت کے سردار ہیں۔“

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۷۹۳، ج ۵، ص ۴۲۶)

اور فرمایا جاتا ہے ”ان کا دوست ہمارا دوست، ان کا دشمن ہمارا دشمن ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب النہی، باب فضل الحسن والحسین، الحدیث ۱۴۳، ج ۱، ص ۹۶)

اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ”یہ دونوں عرش کی تلواریں ہیں۔“ اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ”حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے

ہے اور میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں، اللہ عزوجل دوست رکھے اسے جو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھے، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط ہے اسباط سے۔“

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۸۰۰، ج ۵، ص ۴۲۹)

ایک روز حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دہنے زانو پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بائیں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی کہ ان دونوں کو خدا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ رکھے گا ایک کو اختیار فرما لیجئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدائی گوارا نہ فرمائی، تین دن کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد جب حاضر ہوتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بوسے لیتے اور فرماتے: **مَرْحَبًا بِمَنْ فَدَيْتُهُ بِأَيْنِي**۔ ایسے کو مرحبا جس پر میں نے اپنا بیٹا قربان کیا۔ (تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۰۰، بلفظ فدیت من)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ”یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، الہی! عزوجل میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی انہیں دوست رکھ اور اسے دوست رکھ جو انہیں دوست رکھے۔“

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۷۹۳، ج ۵، ص ۴۲۷)

بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے ”میرے دونوں بیٹوں کو لاؤ پھر دونوں کو سونگھتے اور سینہ انور سے لگا لیتے۔“

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۷۹۷، ج ۵، ص ۴۲۸)



## مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ

اور ہمارے اور (تمام) جن و انس کے آقا ہیں

میرے آقا علی حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرزیت، پروانہ شمع رسالت، مجتہد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں نور من نور اللہ کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں: اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی و والی ہیں، اللہ عز و جل فرماتا ہے:

النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم - (القرآن الکریم ۶/۳۳)

نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولى بالمؤمنين من انفسهم۔ احمد۔ والبخاری  
 میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے  
 زیادہ والی ہوں۔ (احمد و بخاری و مسلم  
 والنسائی وابن ماجه  
 ونسائی وابن ماجه نے حضرت ابو ہریرہ  
 عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

(صحیح البخاری کتاب الکفالة باب جوار ابی بکر الصديق فی عهد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۸) صحیح البخاری کتاب النفقات ۲/۸۰۹ و کتاب الفرائض ۲/۹۹۷ و باب ابی عم  
 احد صحاح ۲/۹۹۸) صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصية الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲



(۳۵/ سنن النسائی کتاب لاجنات الصلوة علی من علیہ دین نور محمد کارخانہ کراچی ۱/ ۲۷۹) (سنن ابن ماجہ ابواب الصدقات المتعدید فی الدین الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۶) (مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۹۰ و ۳۵۳)

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں:

لانی الخلیفة الاکبر الممد  
اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب  
اعظم اور تمام مخلوق الہی کا مدرسوں ہوں  
لکل موجود۔  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا اولی بالمؤمنین الخ مکتبۃ الاما الشافعی ریاض ۱/ ۳۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من مؤمن الا وانا اولی  
کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا  
بہ فی الدنیا والاخرۃ اقرء وانا  
اور آخرت میں سب سے زیادہ اس کا  
شتم النبى اولى بالمؤمنین  
والی نہ ہوں، تمہارے جی میں آئے تو یہ  
من انفسهم فایما مؤمن مات  
آیہ کریمہ پڑھو کہ ”نبی زیادہ والی ہے  
وترک مالا فلیرثہ عصبته من  
مسلمانوں کا ان کی جانوں سے،“ تو جو  
کانو ومن ترک دینا اوضیاعا  
مسلمان مرے اور ترک چھوڑے اس کے  
فلیاتنی فانا مولاہ۔ البخاری۔  
وارث اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے  
ومسلم والترمذی عن ابی  
اوپر کوئی دین بیکس بے زرنچے چھوڑے  
هریرة وابو داود والترمذی عن  
وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولیٰ میں  
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ  
ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی آلک  
عنہم۔  
وبارک وسلم۔ (بخاری و مسلم دہرندی نے  
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

اور ابوداؤد و ترمذی نے جابر بن عبد اللہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

(صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض و اداء الدین باب الصلوٰۃ علی من ترک دینا قدیمی کتب خانہ  
کراچی ۱/ ۳۲۳) صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الاحزاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۰۵) صحیح  
مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۶) سنن الترمذی،  
سنن ابی داؤد کتاب الامارۃ باب فی ارزاق الذریۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۵۴) مسند احمد بن حنبل  
عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۳۳، ۳۳۴) (شرح السنۃ کتاب الفرائض حدیث  
۳۲۳۱ المکتب الاسلامی بیروت ۸/ ۳۲۳) (سنن الکبریٰ للبیہقی باب العصبۃ ۶/ ۲۳۸ و کتاب النکاح ۷  
/ ۵۸ دارصادر بیروت)

امام عینی عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

المولیٰ الناصر۔  
یہاں مولیٰ بمعنی مددگار ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الاحزاب تحت حدیث ۳۷۸۱/ ۳۰۲ بیروت ۱۹/ ۱۶۴)  
تو لاجرم بحکم حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی ہر مسلمان کے ولی و مددگار  
و دافع بلا و مکروہات ہیں، والحمد للہ رب العالمین،

اسی لئے شاہ صاحب نے فرمایا: حضرت امیر و ذریعہ ظاہرہ اور الخ۔

(تحفہ اثناء عشریۃ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴)

اقول: عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی داخل  
اور تخصیص کی اصلاً حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں، قال  
اللہ تعالیٰ:

ینصرون اللہ ورسولہ۔ (القرآن الکریم ۵۹/ ۸)

مہاجرین اللہ ورسول کی مدد کرتے ہیں۔

وقال الله تعالى: فان الله هو موله وجبريل. (الآية)

(القرآن الكريم ٦٦ / ٣)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مددگار اللہ ہے اور جبریل و ابوبکر و عمر و ملائکہ  
علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ص ٦١١ ج ٣٠ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



## آبِ الْقَاسِمِ یعنی ابوالقاسم

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشہور کنیت ”ابوالقاسم“ ہے۔ چنانچہ بہت سی احادیث میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کنیت مذکور ہے، مگر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت ”ابو ابراہیم“ بھی ہے۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان لفظوں سے سلام کیا کہ ”السلام علیک یا ابا ابراہیم“، یعنی اے ابراہیم! کے والد آپ پر سلام۔

(المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب فی ذکر اسماۃ الشریفۃ... الخ، ج ۳، ص ۲۲۹)

ابو محمد کی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ای لاتسابقوہ بالکلام ولا  
تغلظوا لہ بالخطاب ولا تنادوہ  
باسمہ نداء بعضکم بعضا  
ولکن عظموہ ووقروہ ونادوہ  
باشرف ما یحب ان ینادی بہ یا  
رسول اللہ! یا نبی اللہ.

یعنی کلام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وآلہ وسلم سے سبقت نہ کرو اور آپ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کلام  
ہوتے ہوئے سختی سے بات نہ کرو اور  
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیکر  
نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے  
کو پکارتے ہو بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
آلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرو اور اشرف ترین  
اوصاف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کوندا کر و جن سے نداء کئے جانے کو  
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پسند  
فرمائیں اور یوں کہو یا رسول اللہ! یا نبی  
اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وسلم)

(الشفاء، الباب الثالث، ج ۲، ص ۶۵)



# مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

## محمد بن عبد اللہ

### خاندانی حالات

### نسب نامہ

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب شریف والد ماجد کی طرف سے یہ

ہے:

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۲) بن عبد اللہ (۳) بن عبد المطلب (۴) بن ہاشم (۵) بن عبد مناف (۶) بن قصی (۷) بن کلاب (۸) بن مرہ (۹) بن کعب (۱۰) بن لوی (۱۱) بن غالب (۱۲) بن فہر (۱۳) بن مالک (۱۴) بن نضر (۱۵) بن کنانہ (۱۶) بن خزیمہ (۱۷) بن مدرکہ (۱۸) بن الیاس (۱۹) بن مضر (۲۰) بن نزار (۲۱) بن معد (۲۲) بن عدنان۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۵۷۳) (بخاری ج ۱، باب مبعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شجرہ نسب یہ ہے:

(۱) حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۲) بن آمنہ (۳) بنت وہب (۴) بن عبد مناف (۵) بن زہرہ (۶) بن کلاب (۷) بن مرہ۔

(السیرة النبویة لابن ہشام، اولاد عبد المطلب، ص ۴۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کا نسب نامہ ”کلاب بن مرہ“ پر مل جاتا ہے اور آگے چل کر دونوں سلسلے ایک ہو جاتے ہیں۔ ”عدنان“ تک آپ کا نسب نامہ صحیح سندوں کے ساتھ باتفاق مؤرخین ثابت ہے اس کے بعد ناموں میں

بہت کچھ اختلاف ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تھے تو ”عدنان“ ہی تک ذکر فرماتے تھے۔

(کرمانی بحوالہ حاشیہ بخاری ج 1، ص 543)

مگر اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ”عدنان“ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اور حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ارجمند ہیں۔

### خاندانی شرافت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاندان و نسب نجابت و شرافت میں تمام دنیا کے خاندانوں سے اشرف و اعلیٰ ہے اور یہ وہ حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن کفار مکہ بھی کبھی اس کا انکار نہ کر سکے۔ چنانچہ حضرت ابو سفیان نے جب وہ کفر کی حالت میں تھے بادشاہ روم ہرقل کے بھرے دربار میں اس حقیقت کا اقرار کیا کہ ”ہو فینا ذو نسب“ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”عالی خاندان“ ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب 6، ج 1، ص 10 مفصلاً)

حالانکہ اس وقت وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے اور چاہتے تھے کہ اگر ذرا بھی کوئی گنجائش ملے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کوئی عیب لگا کر بادشاہ روم کی نظروں سے آپ کا وقار گرا دیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ”کنانہ“ کو برگزیدہ بنایا اور ”کنانہ“ میں سے ”قریش“ کو چنا، اور ”قریش“ میں سے ”بنی ہاشم“ کو منتخب فرمایا، اور ”بنی ہاشم“ میں سے مجھ کو چن لیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، الحدیث: 2276، ص 1249)

بہر حال یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ

لَهُ النَّسَبُ الْعَالِي فَلَيْسَ كَمِثْلِهِ

حَسِبْتُ نَسَبًا مُنْعَمًا مُتَكَرَّمًا

یعنی حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاندان اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ کوئی بھی حسب و نسب والا اور نعمت و بزرگی والا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہیں ہے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی پاکدامنی

ایک مرتبہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم حضرت سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک یہودی عورت ملی جو اپنے مذہب کی کتابوں کو خوب جانتی تھی اور وہ کاہنہ بھی تھی، اس کا نام ”فاطمہ بنت مرہ“ تھا، بہت زیادہ حسین و جمیل اور پارسا تھی، لوگ اس سے شادی کی خواہش کرتے تھے، حسن و خوبصورتی میں اس کا بہت چرچا تھا، جب اس کی نظر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو اسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں نورِ نبوت چمکتا ہوا نظر آیا، وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب آ کر کہنے لگی: ”اے نوجوان! اگر تو مجھ سے ابھی مباشرت کر لے تو میں تجھے سو اونٹ دوں گی۔“ یہ سن کر عفت و حیا کے پیکر حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”مجھے حرام کام میں پڑنے سے موت زیادہ عزیز ہے اور حلال کام تیرے پاس نہیں یعنی تو میرے لئے حلال نہیں پھر میں تیری خواہش کیسے پوری کر سکتا ہوں۔“

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس گھر تشریف لائے اور حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحبت فرمائی۔ چند دنوں کے بعد ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات اس عورت سے ہوئی، اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ نور پر نورِ نبوت نہ پا کر پوچھا: ”تم نے مجھ سے جدا ہونے کے بعد کیا کیا؟“ آپ رضی اللہ



تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اس سے مباشرت کی۔“ یہ سن کر وہ بولی: ”خدا عزوجل کی قسم! میں بدکارہ نہیں لیکن میں نے تمہارے چہرے پر نورِ نبوت دیکھا تو میں نے چاہا کہ وہ نور مجھے مل جائے مگر اللہ عزوجل کو کچھ اور ہی منظور تھا اس نے جہاں چاہا اس نور کو رکھا۔ جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا: ”کیا واقعی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجھے قبول نہ کیا، کیا تو نے اسے اپنی طرف دعوت دی تھی؟“ یہ سن کر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے ایک بجلی دیکھی جس نے سیاہ بادلوں کو بھی جگمگا دیا، اس بجلی میں ایسا نور تھا جو سارے ماحول کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کر رہا تھا، میں نے چاہا کہ اس نور کو حاصل کر لوں تاکہ اس پر فخر کرتی رہوں مگر ہر پتھر کی رگڑ سے آگ پیدا نہیں ہوتی مگر اے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ زہری عورت (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بڑی نصیب والی ہے جس نے تیرے دونوں کپڑے لے لئے وہ کیا جانے کہ اس نے کتنی عظیم چیز حاصل کر لی ہے۔ (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تم سے وہ شہزادہ حاصل کر لیا جس کے وجود پر دو چادریں ہیں: ایک حکومت کی اور دوسری نبوت کی) وہ عورت اکثر یہ اشعار پڑھا کرتی تھی۔

(اس واقعہ سے رحمتِ عالم، نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاک دامنی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک نوجوان کو حسین و جمیل مال دار عورت گناہ کی دعوت دے اور صرف گناہ کی دعوت ہی نہیں بلکہ سوانٹ بھی ساتھ دے لیکن پھر وہ غیرت مند اور عفت و حیا کا پیکر اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دے اور اس کی دعوت کو ٹھکرادے، تو کیا یہ عمل پاک دامنی، تقویٰ، پرہیزگاری اور خوفِ خدا عزوجل کی ایک

اعلیٰ ترین مثال نہیں؟ یقیناً یہ خوفِ خدا عزوجل کی بہترین مثال ہے، ایسے مرد مؤمن کی پاکدامنی پر کروڑوں سلام۔

سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے ”فتاویٰ رضویہ شریف“ جلد ۳۰ صفحہ ۲۷۰ پر حضور نبی رحمت، شافعِ امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس نقل فرمایا، چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عزوجل مجھے ہمیشہ پاک ستھری پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔“

(بحوالہ کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۹۲، الحدیث: ۳۵۳۸۳)



## نُورٌ مِّنْ نُورِ اللَّهِ

### جو اللہ کے نور میں سے ایک نور ہیں

میرے آقا علی حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجتہد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں نور من نور اللہ کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم	اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے
اللهم لك الحمد يا نور يا نور	ہیں، اے نور کے نور، اے نور ہر نور سے
النور يا نور اقبل كل نور ونورا	پہلے اور، اے نور ہر نور کے بعد۔ اے وہ
بعد كل نور يا من له النور وبه	ذات جس کے لئے نور ہے، جس کے
النور ومنه النور واليه النور	سبب سے نور ہے، جس سے نور، جس کی
وهو النور صل وسلم وبارك	طرف نور ہے اور وہی نور ہے۔ درود
عمى نورك المنير الذي خلقته	وسلام اور برکت نازل فرما اپنے نور
من نورك و خلقت من نورة	پر جو روشن کرنے والا ہے۔ جس کو تو نے
الخلق جميعا وعلى اشعة انواره	اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اور تمام مخلوق کو
واله واصحابه نجومه واقماره	اس کے نور سے پیدا فرمایا۔ اور اس کے
اجمعين (امين)	انورا کی شعاعوں پر اور اس کے آل
	واصحاب پر جو اس کے ستارے اور چاند

ہیں۔ سب پر۔ اے اللہ! ہماری دعا کو قبول فرما۔

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام انجیل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:

قال قلت يا رسول الله بآبي  
انت وامى اخبرني عن اول شيع  
خلقه الله تعالى قبل الاشياء  
قال يا جابر ان الله تعالى قد  
خلق قبل الاشياء نور نبيك  
من نوره فجعل ذلك النور يدور  
بالقدرة حيث شاء الله تعالى  
ولم يكن في ذلك الوقت لوح  
ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا  
ملك ولا سماء والارض ولا  
شمس ولا قمر ولا جنى ولا  
انسى. فلما اراد الله تعالى ان  
يخلق الخلق قسم ذلك النور  
اربعة اجزاء فخلق من الجزء  
الاول القلم. ومن الثاني

يعنى وہ فرماتے ہیں میں نے عرض  
کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور  
پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے  
اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا: اے  
جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام  
مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے  
نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الہی  
سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس  
وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے،  
آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی  
کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو  
پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے  
فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے  
لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر  
چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے

اللوح، ومن الثالث العرش، فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی،  
 ثم قسم الجزء الرابع اربعة تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر  
 اجزاء فخلق من الجزء الاول چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے  
 حملة العرش ومن الثاني آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے  
 الكرسي ومن الثالث باقى سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے  
 الملائكة، ثم قسم الرابع کے چار حصے کئے، الی آخر الحدیث۔  
 اربعة اجزاء، فخلق من الاول  
 السنوات، ومن الثاني  
 الارضين ومن الثالث الجنة  
 والنار، ثم قسم الرابع اربعة  
 اجزاء الحديث بطوله۔

(المواهب اللدنیة المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۰۷) (شرح الزرقانی علی  
 المواهب اللدنیة المقصد الاول دارالمعرفة بیروت ۱/ ۳۶) (تاریخ الخمیس مطلب اللوح والقلم  
 مؤسسہ شعبان ۱/ ۲۰۱۹) (مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۲۱) (مدارج  
 النبوة قسم دوم باب اول مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲)

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوة میں بخوہ روایت کی، اجلہ ائمہ دین  
 مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القری اور علامہ قاسی مطالع  
 المسرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی  
 مدارج وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں، بالجملہ  
 وہ تلقی امت بالقو کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح  
 مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی

حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی، کما بیناہ فی "منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین" (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین" میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت)

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

قد خلق کل شیئی من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح۔  
بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنی، جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

(الحدیقۃ الندیۃ: المبحث الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۳۷۵)

ذکرہ فی المبحث الثانی بعد النوع الستین من افات اللسان فی مسئلہ ذم الطعام۔ اس کو علامہ نابلسی نے نوع نمبر ساٹھ جو کہ زبان کی آفتوں کے بیان میں ہے کہ بعد، کھانے کی برائی بیان کرنے کے مسئلہ کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے:

قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار و الروح النبویۃ القدسیۃ لمعة من نوره والملائکة شرر تلك الانوار وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ یعنی امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کر کے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح

نوری ومن نوری خلق کل شیئ  
 وغیرہ مما فی معناه۔  
 پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان  
 نوروں کے ایک پھول ہیں ، اور رسول  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
 سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا  
 اور میری ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔  
 اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی  
 مضمون میں وارد ہیں۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ  
 اعلم۔

(مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۵) (فتاویٰ رضویہ شریف

ص ۶۵۸ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



# يَا أَيُّهَا الْمُسْتَأَقُونَ بِنُورِ جَمَالِهِ

## اے نورِ جمالِ محمدی کے مشتاقو!

### مقَدِّ رِوَالِوُنِ كِ سُوْدِے

پیارے بھائیو! مقَدِّ رِوَالِوُنِ كِ سُوْدِے ہيں، بس جس پر كرم ہو جائے! ہم سبھی كو چاہئے كہ جلوہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم كی حسرت دل میں بڑھائیں اور تمنائے دیدار میں اشك بہائیں، وہ عاشقانِ رسول كس قدر بخت بیدار ہيں جو جلوہ یار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی كرتے ہيں، عشاق كی بھی كیسا شان ہے۔

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے رُوئے عاشق پر

كھلی جاتی ہيں كلیاں دل كی تیرے مُسكرا نے سے

زیارتِ سركارِ صلی اللہ علیہ وسلم كا وظیفہ اعلیٰ حضرت كی زبان مبارك سے

عرض: حبیبِ اكرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كی زیارتِ شریفہ حاصل ہونے كا كیا

طریقہ ہے؟

ارشاد: دُرودِ شریف كی كثرت شب میں اور سوتے وقت كے علاوہ ہر وقت تكثیر

(یعنی كثرت) ركھے بالخصوص اس دُرودِ شریف كو بعدِ عشاء سو بار یا جتنی بار پڑھ سكهے

پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا نُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهٗ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَجْسَادِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى قَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُورِ صَلِّ اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا  
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

حصولِ زیارتِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے اس سے بہتر  
صیغہ نہیں مگر خالص تعظیمِ شانِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے پڑھے  
اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو، آگے اُن کا کرم بے حد و بے  
انتہا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب  
کہ حیف باشد از و غیر او تمنائی  
(قربت و دوری سے کیا مطلب! دوست کی رضا و خوشنودی طلب کر کہ اس  
کے علاوہ اُس سے دوسرے کی آرزو کرنا افسوس ناک بات ہے۔)  
(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۱۱۵)

### شوقِ دیدارِ رسولِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ایمان کا باعث ہوتا تھا اس بنا پر  
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے نہایت مشتاق رہتے تھے۔ (اور آج بھی ہر  
عاشق کو شوقِ دیدار ہونا چاہیے) جب سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے  
مدینہ تشریف لائے تو تشنگانِ دیدار میں جن لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ آپ کو پہچان نہ سکے لیکن جب دھوپ آئی اور حضرت ابو بکر  
صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے اوپر اپنی چادر کا سایہ کیا، تو سب نے اس سایہ میں  
آفتابِ نبوت کی دید سے اپنا ایمان تازہ کیا۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب

ہجرة النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه الى المدينة، الحديث: ۳۹۰۶، ج ۲، ص ۵۹۳)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر چونکہ مدینہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اس لئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بن کر استقبال کے لئے تیار رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن اپنے معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ دیکھ کر واپس جا چکے تھے کہ ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری مدینہ کے قریب آن پہنچی ہے۔ اس نے بہ آواز بلند پکارا کہ اے مدینہ والو! لو تم جس کا روزانہ انتظار کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آ گیا۔ یہ سن کر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا کر اور وجد و شادمانی سے بے قرار ہو کر دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرہ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اٹھا۔

(مدارج النبوٰت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ ملخصاً)

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج ”مسجد قبا“ بنی ہوئی ہے۔ 12 ربیع الاول کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے اور قبیلہ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ اہل خاندان نے اس فخر و شرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان ان کے مہمان بنے اللہ اکبر کا پر جوش نعرہ مارا۔ چاروں طرف سے انصار جوشِ مسرت میں آتے اور بارگاہ رسالت میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے وہ لوگ بھی اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حکیم

نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکہ سے چل پڑے تھے وہ بھی مدینہ آگئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا اور حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔ (دلائل النبوة للسیبغی، باب من استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ج ۲، ص ۳۹۹-۵۰۰ ملحقاً ومدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ ملخصاً)

اللہ اکبر! عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سید الاولیاء اور صالحین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نورانی اجتماع سے ایسا سماں بندھ گیا ہوگا کہ غالباً چاند، سورج اور ستارے حیرت کے ساتھ اس مجمع کو دیکھ کر زبانِ حال سے کہتے ہوں گے کہ یہ فیصلہ مشکل ہے کہ آج انجمن آسمان زیادہ روشن ہے یا حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان؟ اور شاید خاندان عمرو بن عوف کا بچہ بچہ جوشِ مسرت سے مسکرا مسکرا کر زبانِ حال سے یہ نغمہ گاتا ہوگا کہ۔

اُن کے قدم پہ میں نثار جن کے قدم ناز نے

اُجڑے ہوئے دیار کو رشک چمن بنا دیا

حجۃ الوداع میں مشتاقان دیدار نے آفتابِ نبوت کو ہالے کی طرح اپنے حلقے میں لے لیا، بدو آ کر شربت دیدار سے سیراب ہوتے تھے اور کہتے تھے: ”یہ مبارک چہرہ ہے۔“

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت کے زمانہ میں جب حجرہ مبارکہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حالتِ نماز میں ملاحظہ فرما کر مسکرائے تو اس آخری دیدار سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مسرت کی وہ کیفیت طاری ہوئی کہ سوچا نماز ہی توڑ دیں اور اس جمال بے مثال کا آج جی بھر کر نظارہ کر لیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان وجہہ ورقہ مصحف  
 ما را عینا منظرًا کان اعجب  
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا  
 چہرہ قرآن کے ورق کی طرح صاف تھا  
 الینا من وجہ النبی صلی اللہ  
 ہم نے کوئی منظر ایسا نہ دیکھا جو ہمیں رخ  
 انور کے اس منظر سے زیادہ خوشگوار ہو  
 علیہ وسلم حین وضع لنا۔  
 جب چہرہ مبارک ہم پر نمودار ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اهل العلم والفضل اثن بالامامة، الحدیث: ۶۸۱، ج ۱، ص ۲۴۳)  
 بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آنکھیں صرف اس لئے عزیز تھیں کہ ان کے  
 ذریعے رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوتا تھا۔ لیکن جب خدا عزوجل  
 نے ان کو اس شرف سے محروم کر دیا تو، وہ آنکھوں سے بھی بے نیاز ہو گئے۔  
 ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں جاتی رہیں، لوگ عیادت کو آئے  
 تو انھوں نے کہا کہ ان سے مقصود تو صرف رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم کا دیدار تھا۔ لیکن جب آپ کا وصال ہو گیا، تو اگر میرے عوض تبالہ کی ہرنیاں  
 اندھی ہو جائیں اور میری پینائی لوٹ آئے تب بھی مجھے پسند نہیں۔

(الادب المفرد، باب العیادة من الرد، الحدیث: ۵۴۳، ص ۱۵۳)

### مشتاق جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے  
 بڑی محبت تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جب وصال ہو گیا تو آپ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے تھے کہ لوگو! تم نے کہیں رسول اللہ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو یا مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم کا پتا بتا دو۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غم ہجر میں مدینے کو چھوڑ کر ملک شام  
 کے شہر حلب میں چلے گئے۔ ایک سال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑا؟ کیا تمہارا دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا؟

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خواب دیکھ کر، لبیک یا سیدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اے آقا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غلام حاضر ہے، کہتے ہوئے اٹھے اور اسی وقت رات ہی کو اونٹنی پر سوار ہو کر مدینے کو چل پڑے۔ رات دن برابر چل کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہلے سیدھے مسجد نبوی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) پہنچے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈا، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا، پھر حجروں میں تلاش کیا جب وہاں بھی نہ ملے تب مزار انور پر حاضر ہوئے اور رو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حلب سے غلام کو یہ فرما کر بلایا کہ ہم سے مل جاؤ اور جب بلال زیارت کے لئے حاضر ہوا تب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پردہ میں چھپ گئے۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو کر قبر انور کے پاس گر گئے، بہت دیر میں جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوش آیا تو لوگ قبر انور سے اٹھا کر باہر لائے۔

اس عرصہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کا سارے مدینہ میں غل ہوا کہ آج رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہیں۔ سب نے مل کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی اللہ عزوجل کے لئے ایک دفعہ وہ اذان سنادو جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سناتے تھے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے، دوستو! یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں اذان دیتا تھا تو جس وقت اٹھتا تھا ان محمد رسول اللہ کہتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کو سامنے آنکھوں سے دیکھ لیتا تھا۔ اب بتاؤ کہ کسے دیکھوں گا؟ مجھے اس خدمت سے معاف رکھو۔ ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار ہی کیا۔

بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ رائے ہوئی کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کا کہنا نہیں مانیں گے تم کسی کو بھیج کر حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلا لو، اگر وہ آکر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان کی فرمائش کریں گے تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور مان جائیں گے، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عشق ہے۔ یہ سکر ایک صاحب جا کر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا لائے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آج ہمیں بھی وہی اذان سنا دو جو ہمارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا کرتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں اٹھا کر کہا۔ تم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جگر پارہ ہو، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باغ کے پھول ہو، جو کچھ تم کہو گے منظور کروں گا، تمہیں رنجیدہ نہ کروں گا کہ اس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مزار مبارک میں رنج پہنچے گا اور پھر فرمایا: حسین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے لے چلو جہاں کہو گے اذان کہہ دوں گا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو مسجد کی چھت پر کھڑا کر دیا۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہنا شروع کی اللہ اکبر! اللہ اکبر! مدینہ منورہ میں یہ وقت عجب غم اور صدمہ کا وقت تھا۔ آج مہینوں کے بعد اذان بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی دنیوی حیات مبارک کا سماں بندھ گیا۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان منکر مدینہ منورہ کے بازار و گلی کو چوں سے لوگ آن کر مسجد میں جمع ہوئے ہر ایک شخص گھر سے نکل آیا۔ پردہ والی عورتیں باہر آگئیں اپنے بچوں کو ساتھ لائیں۔ جس وقت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشہد ان محمد رسول اللہ منہ سے نکالا ہزار ہا چیخیں ایک دم نکلیں اس وقت رونے کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ عورتیں روتی رہیں بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے تھے کہ تم بتاؤ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤذن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو آگئے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کب تشریف لائیں گے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اشہد ان محمد رسول اللہ منہ سے نکالا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آنکھوں سے نہ دیکھا تو غم بھر میں بے ہوش ہو کر گر گئے اور بہت دیر کے بعد ہوش میں آ کر اٹھے اور روتے رہے۔ پھر ملک شام چلے گئے۔ (مدارج النبوت، باب دہم، در ذکر مؤذنین... الخ، ج ۲، ص ۵۸۳)

### حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کی تلاوت اور اسلام کی تفسیر کر رہے تھے حضرت ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی طرف متوجہ ہو کر سن رہے تھے اس دوران جب بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا تو ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دیدار چمک اٹھتا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کے لئے وہ بے چین ہو جاتے۔ ایک بار ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا کس قدر اشتیاق ہے کب سال جائے گا اور موسم حج آئے گا اور ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں گے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ

عنه مسکرائے اور فرمایا: ابو عبد الرحمن! صبر کرو، دن جلد ہی گزر جائیں گے۔

ابن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دید کے بغیر مجھے سکون میسر نہیں کب یہ دن گزریں گے، پھر وہ کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ کسی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے میری ملاقات نہ ہو سکے اس لیے کیا آپ ہمارے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سراپا ہی بیان کر سکتے ہیں، آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ سبھی حاضرین نے بیک زبان کہا ابن مسلمہ تم نے ہمارے دل کی بات کہدی۔ ابن عمیر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سراپا بیان کیجئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قعدہ سے (دو زانو ہو کر) بیٹھ گئے، اپنا سر جھکایا، نظریں نیچی کیں جیسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سراپا اپنے ذہن میں لا رہے ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رنگ میں سفیدی و سرخی کا حسین امتزاج ہے، چشمان مبارک بڑی ہی خوبصورت ہیں، بھوئیں ملی ہوئی ہیں، بال سیدھے ہیں گھنگریالے نہیں ہیں، داڑھی گھنی ہے، دونوں مونڈھوں کے بیچ فاصلہ ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گردن مبارک جیسے چاندی کی چھاگل، ہتھیلی اور قدم موٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب چلتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اونچائی سے نیچے آ رہے ہوں اور جب کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی چٹان سے نکل پڑے ہوں، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی کی طرف رخ فرماتے تو مکمل طور پر متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرہ مبارک



پر پسینہ موتی کے مانند ہوتا ہے، نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پست قد ہیں نہ دراز قامت، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یکا یک دیکھتا ہے مرعوب ہو جاتا ہے اور جو آشنا ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں رہتا ہے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے لگتا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا طرز تکلم سب سے سچا، ایفاء عہد میں سب سے پکے، سب سے نرم طبع، اور رہن سہن میں سب سے اچھے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیسا کسی کو نہ پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

جس وقت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیان کر رہے تھے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس جماعت پر سکوت چھایا ہوا تھا، وہ سبھی حضرات پوری توجہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس سراپائے اقدس کو سماعت کر رہے تھے ابھی حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا بیان مکمل بھی نہ کر سکے تھے کہ اہل محفل بیک زبان پکار اٹھے۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ! (طبقات ابن سعد)



صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور آپ کے صحابہ  
 پر درود و سلام بھیجو جو بھیجنے کا حق ہے

### حکم ربانی

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا  
 عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے  
 (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

حضرت صدر الافاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ  
 الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر  
 درود و سلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے  
 والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے، یہی قول معتمد ہے اور اس پر  
 جمہور ہیں اور نماز کے قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور آپ  
 کے تابع کر کے آپ کے آل و اصحاب و دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے  
 یعنی درود شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جاسکتا ہے اور مستقل  
 طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: درود شریف میں  
 آل و اصحاب کا ذکر متواتر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول  
 نہیں۔ درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم  
 ہے علماء نے اللہ صلی علی محمد کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء، مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے۔

مسئلہ: درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب درود بھیجنے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔

(خزائن العرفان)

### صلوٰۃ کے معنی

صلوٰۃ کے معنی ہیں رحمت یا طلب رحمت۔ جب اس کا فاعل رب ہو تو بمعنی رحمت ہوتی ہے اور فاعل جب بندے ہوں تو بمعنی طلب رحمت، درود شریف کے فضائل ہماری شمار سے باہر ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر مسلمان پر عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض اور ہر مجلس میں جہاں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف لیا جائے ایک بار واجب ہے اور ہر بار مستحب۔ نماز کے قعدے میں درود شریف امام شافعی کے ہاں فرض ہے، احناف اور دیگر آئمہ کے ہاں سنت مؤکدہ یا واجب، درود شریف صرف نبی یا فرشتوں پر ہو سکتا ہے غیر نبی پر نبی کے تابع ہو کر درود جائز بالاستقلال مکروہ۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲ ص ۱۳۵)

جان لیجئے! یہ کتاب میرا سرمایہ ہے، میں تمہیں پیش کرتا ہوں، اسے قبول کر لیجئے۔ جو شخص اس میں اچھی بات پائے تو اُسے چاہے کہ اللہ عزَّ وَجَلَّ کی حمد بجا

لائے اور حضور نبی پاک، صاحبِ نُو لاک، سیارِ اَفلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک کی کثرت کرے اور جو اس کے علاوہ (کوئی غلطی، کوتاہی) دیکھے تو اُسے ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ پڑھنا چاہے کیونکہ یہ کوتاہیوں کی کمی اور ٹوٹے ہوئے دلوں کی درستگی کا باعث ہے۔ صحیح حدیث پاک میں ہے کہ یہ (یعنی لَا حَوْلَ شَرِيف) جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء، الحدیث ۶۳۸۳، ص ۵۳۶)

جان لیجئے! کوئی شخص کمی، فساد، خطا اور لغزش سے محفوظ نہیں، سوائے فضیلت والے نبی اور عزت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو وصفِ کامل کے مالک، درمیانے قد والے، فضل و کمال والے اور اعلیٰ خصائل کے جامع ہیں، جنہیں جَوَامِعُ الْكَلِمِ عطا کئے گئے اور علم و فضل، عقل اور انعام کے ساتھ خاص کیا گیا۔

وَهُوَ الَّذِي قَدْ حَازَ كُلَّ الْكَمَالِ  
وَحُضِرَ بِالْفَضْلِ وَحُسْنِ الْمَقَالِ  
وَهُوَ الَّذِي قَدْ جَاءَ تَا رَحْمَةً  
مُفَرِّقًا بَيْنَ الْهُدَى وَ الضَّلَالِ  
مُحَمَّدِينَ الْمَبْعُوثُ مِنْ هَاشِمٍ  
أَفْضَلُ مَنْ حَازَ جَمِيعَ الْخِصَالِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ طَوَّلَ الْمُدَى  
مَا عَظَرَ الْكُونَ نَسِيمُ الشِّمَالِ

ترجمہ: (۱) حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں جو ہر کمال کی جامع ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فضل و کمال اور عمدہ کلام کے ساتھ خاص ہیں۔

(۲) اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدایت و گمراہی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ہمارے پاس رحمت بن کر تشریف لائے۔

(۳) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (قبیلہ) بنو ہاشم سے مبعوث ہوئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں جنہوں نے تمام اچھی عادات کو جمع فرمایا۔

(۴) اللہ عزَّ وَجَلَّ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عرصہ دراز تک رحمت نازل فرمائے جب تک کہ شمال کی خوشگوار ہوا کائنات کو معطر کرتی رہے۔

اے اللہ عزَّ وَجَلَّ کے بندو! نبی مکرم، نوری مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:

”جس نے مجھ پر ایک بار دُرود پاک پڑھا اللہ عزَّ وَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد، الحدیث ۹۱۴، ص ۷۳۳) (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد، الحدیث ۹۱۴، ص ۷۳۳)

حضور سیدنا الْمُبَلِّغِین، جنابِ رَحْمَةِ الْعَالَمِینِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ تقرب نشان ہے: ”جس نے مجھ پر ایک بار دُرود پاک پڑھا اللہ عزَّ وَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے دس بار دُرود پاک پڑھا اللہ عزَّ وَجَلَّ اس پر سو رحمتیں بھیجتا ہے، اور جس نے سو بار دُرود پاک پڑھا اللہ عزَّ وَجَلَّ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے ہزار بار دُرود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔“

(المعجم الاوسط، الحدیث ۷۳۵، ج ۵، ص ۲۵۲، مختصر۔ القول البدیع فی الصلاة علی الحبيب الشفیع)

للسخاوی، الباب الثانی فی ثواب الصلاة والسلام علی رسول اللہ، ص ۲۴۱)

پیارے بھائیو! اب کیا کوئی دُرودِ پاک پڑھنے والے خوش نصیب کے فضائل بیان کر سکتا ہے؟ جبکہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جس نے ہزار بار مجھ پر دُرودِ پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔

صَلُّوا عَلَى الْهَادِي الْبَشِيرِ مُحَمَّدٍ

تَحْظُوا مِنَ الرَّحْمَنِ بِالْغُفْرَانِ

فَاللَّهُ قَدْ آتَى عَلَيْهِ مُصْرِحًا

فِي مُحْكَمِ الْآيَاتِ وَالْقُرْآنِ

ترجمہ: (۱) تم ہدایت اور خوشخبری دینے والے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھو رحمن عزَّ وَجَلَّ سے مغفرت کا حصہ پاؤ گے۔

(۲) تحقیق اللہ عزَّ وَجَلَّ نے واضح نشانیوں اور قرآنِ پاک میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صراحتاً تعریف فرمائی۔

منقول ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کھڑا ہو کر دُرودِ پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور جو نیند کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور یہ اس طرح ہے کہ بندہ جب تک اللہ عزَّ وَجَلَّ چاہے کفر کی حالت میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے، اور جب اللہ عزَّ وَجَلَّ اس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو کلمہ شہادت الہام کر دیتا ہے، اور کوئی مسلمان اس کے پاس جا کر اسے کلمہ شہادت کی تلقین کرتا ہے اور اس کے سامنے بار

بار کلمہ پڑھتا ہے۔ پھر وہ (مسلمان) اس کو کہتا ہے: ”حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھ۔“ جب وہ ایسا کرتا ہے اور اپنے اسلام میں حسن پیدا کرتا ہے اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھتا ہے، تو اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔

صَلُّوا عَلَى خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ  
 إِنَّ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ نُورٌ يَعْقِدُ  
 مَنْ كَانَ صَلَّى قَاعِدًا يُغْفَرُ لَهُ  
 قَبْلَ الْقِيَامِ وَلِلْمَتَابِ يُجَدُّ  
 وَكَذَلِكَ إِنْ صَلَّى عَلَيْهِ قَائِمًا  
 يُغْفَرُ لَهُ قَبْلَ الْقُعُودِ وَيُرْسَدُ

ترجمہ: (۱) مخلوق میں سب سے بہتر حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھو، بے شک ان پر درود پاک پڑھنا ایسا نور ہے جو ضامن ہے۔ یعنی بخشش کی گارنٹی ہے۔

(۲) جو بیٹھنے کی حالت میں درود پاک پڑھے اُسے کھڑا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور توبہ کرنے والے کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔

(۳) اور ایسے ہی اگر کھڑے ہو کر درود پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے بخش دیا جاتا اور اس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

(الروض الفائق فی النوایط والذائق الفخ طغیب خزینیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الخوئی ۸۱۰ھ)



حضور ﷺ کے فضائل و محاسن پر مہکتا گلہ دستہ

شرح

ریاض الصالحین

اول تا چہارم مکمل

تالیف

امام مخی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمہ اللہ

ترجمہ

ابو حمزہ مفتی ظفر جتوئی جتوئی

شائع

مولانا ناصر حسین قادری عطاری

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ  
اردو بازار، لاہور  
فون 042-37124354 گیس 042-37352795

پروگریسو بکس



حضورِ صلی علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و محاسن پر مہکتا گلہ دستہ

شرح

شمائل ترمذی

مؤلفہ

امام الحدیث حافظ محمد بن علی بن سُوْرۃ ترمذی

شراح:

علامہ ابو التراب محمد ناصر الدین بن ناصر المدنی عطاری

یوسف ناکہیٹ ۰ غزنی سٹریٹ  
اردو بازار ۰ لاہور

فون 042-37124354 فکس 042-87352795

پروگریسو بکس

ہمارے ادارے کی دیگر مطبوعات  
دکھ کر طباعت تحقیقی اور منفرد موضوعات معیار اور جدت کی علامت



ایسٹ مارکیٹ، غزنی سٹریٹ  
آرڈو بازار، لاہور

فون 042-37124354 گیس 042-37352795

پروکسٹو بکس